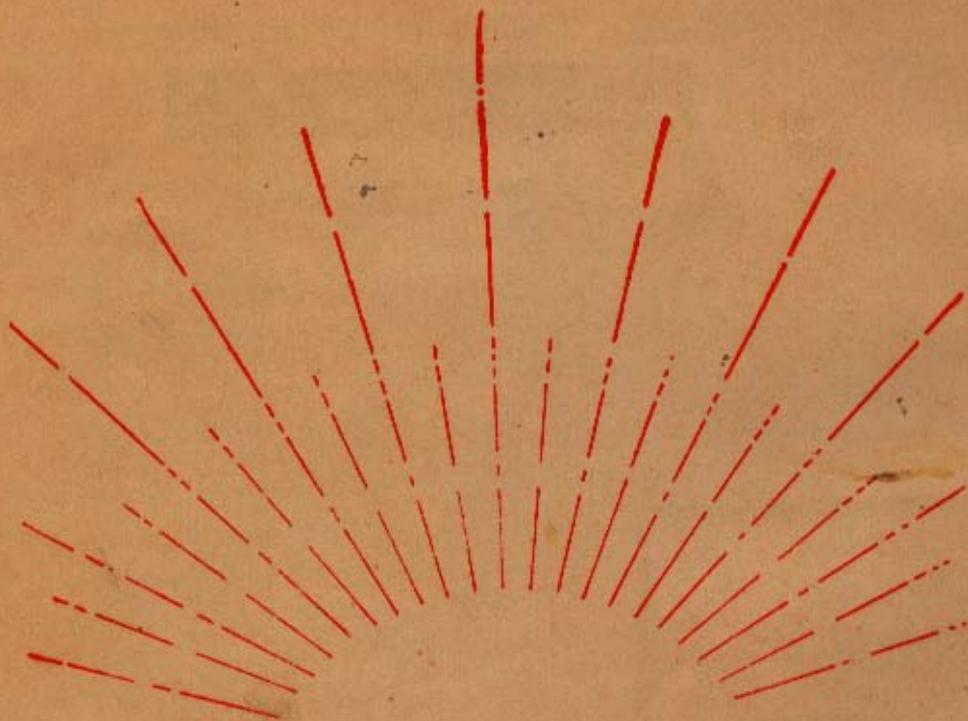


ماهنامه  
تجلی دیوبند



مرتب: - عالم عثمانی وزیر اعلیٰ عثمانی (فاضل دیوبند)

# DUPRE NAJAF

# در نجف



دھات کا مضبوط خول  
اس میں مضبوط شیشی  
اوپر اس میں سرسوں کا بادشاہ

- اندھے پن کے سوا آنکھوں کی تمام بیماریوں کا تیر بہدف علاج
- دھند، موتیا، جالاج، رتوند، پریشال اور سرخی وغیرہ کے لئے پیغام شفا۔
- بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

- درست نگاہ والے بھی اسے استعمال کرتے ہیں، کیونکہ یہ آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- ہدایات ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔ عمدہ پکینگ مضبوط اور تازہ۔
- نوٹ: ہر خالص جستی کی سیائی سلائی ۲ میں طلب کیجئے۔

## چند تعریفی خطوط کی نقلیں ملاحظہ فرمائیے

<p>یہ رائے وہ لگا کہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔ ساجووالا سرن صاحب سائل علم مراد آباد دمبر کو سائل میں نے سرمہ نجف کا استعمال کیا نہایت مفید پایا۔ خانہ بہادر مولوی حاجی حکیم محمد علی خاں صاحب عرف مکہ میاں رئیس اعظم سرمہ نجف بہت عمدہ سرمہ ہے میں نے بہت سے شخصوں کو دیا انہوں نے استعمال کیا اور بے حد تعریف کی۔</p>	<p>میں پہنچا ہوں۔ ڈاکٹر ظفر یار خاں صاحب اسی آئی اسٹیم آئی زمناؤ ملتری سوجیون کھنڈو سرمہ نجف آنکھوں کی بیماریوں کیلئے بہت فائدہ مند ہے میں نے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا۔ اس کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی میں ترقی ہوتی ہے۔ حکیم کنہیا لال صاحب وی بہار نپور سرمہ نجف اکثر مریضوں کو دیا گیا اور اس کے استعمال سے ان کو فائدہ پہنچا سرمہ نجف آنکھوں کے امراض کے واسطے نہایت مفید ہے۔ میں پبلک سے سفارش کرتا ہوں کہ اسکے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔</p>	<p>شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی صداً وجہاً محلہ ہسٹنڈ ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ کا سرمہ اس درجہ مفید ہے کہ اس کی توہیف میں آپ جو چاہیں میری طرف سے کھریں میں اس کی تصدیق کروں گا۔ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمد فرماتے ہیں میں نے سرمہ نجف استعمال کیا اور دوسرے اعزاء کو استعمال کرایا قبل اسکے بہت سے شمرے میں نے استعمال کئے سب سے اچھا اور بہتر اسے پایا۔ مجھے امید ہے کہ شخص اسکو استعمال کرے گا وہ میرے بیان کی تصدیق صرف زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔ مولانا قاضی محمد علی صاحب صاحبہ انعام دیوبند قنبرا میں میں نے یہ سرمہ استعمال کیا۔ آنکھوں کو تقویت اور چلائیے میں مفید پایا۔ امید ہے کہ اہل بصیرت اس بصارت افزا سرمہ کا استعمال کر کے اسی نتیجہ پر پہنچیں جس پر بعد تجر کے</p>
<p>ایک تولہ پانچ روپے۔ ۶ ماہ سے تین روپے ایک ساتھ تین شیشیاں منگائے پھول لڈاک من ایک یا دو شیشی پر ایک ہی حصول صرف ہوگا یعنی جو سرمہ کی قیمت کے علاوہ ہے۔ انکے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط موجود ہیں</p>	<p>ڈاکٹر انعام الحق صاحب ایل ایم ایس یونیورسٹی ایف۔ آر۔ سی۔ بی۔ ایس۔ ایس۔ ایس مارہرو میں نے سرمہ نجف کو اپنے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا آنکھوں کے امراض میں مفید پایا میں ہمیشہ مریضوں کو</p>	

## ہندوستان کا پتہ: دار الفیض رحمانی دیوبند - ضلع سہارن پور - یو پی

پاکستان کا پتہ: - شیخ سلیمان صاحب مدنی ۲۰۷، نظم آباد دکنجی۔  
پلستنی حضرات اس پتہ پر قیمت مع حصول ڈاک روانہ کر کے رسید  
منی رور کریں۔ منی رور منی۔ مال روانہ کرنا یا جلتے گا۔

# تاجِ کھنڈی لاہور کی حسین و جمیل مطبوعہ

(جن میں نمبر دیئے گئے ہیں ان کے آرڈر میں صرف نمبر کا حوالہ کافی ہوگا)

**حائل بلا ترجمہ** 180۔ بفری ایڈیشن  
یہ حائل اپنے مختصر سا زور اور روشن حروف اور دیگر خصوصیات کے اعتبار سے لاجواب چیز ہے۔ جو اساتذہ بزرگ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اور اعراب ایسے لکھے ہیں کہ نگاہ بردار ذہن میں پڑتا۔ جلد بڑھیا آٹھ کلاٹھ۔ ہدیہ آٹھ روپے۔

**حائل بلا ترجمہ جیبی**  
آسانی سے اوپر کی جیب میں آجانے والی۔ جلد بہت خوبصورت اور مضبوط۔ حدیہ تین روپے۔

**مجموعہ وظائف ترجمہ**  
اس میں سورہ یسین۔ تسبیح الرحمن۔ واقعہ ملک۔ منزل۔

**مجموعہ وظائف غیر ترجمہ**  
تسمیہ اولیٰ رنگہ رنگ۔ بہترین چکنا آٹھ روپے۔ جلد عمدہ۔ آٹھ کلاٹھ۔ تحفہ میں شے کے لائق۔ ہدیہ چار روپے۔

**مناجات مقبول**۔ ساری طباعت بلاک کی۔ ہدیہ چار روپے۔

**حائل مترجم 100 الف**  
صفحہ کی لمبائی اس ضخیم جواز کی پانچ انچ۔ دو گویا ناول سائز سے قریب ہے۔ ترجمہ۔ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔ ضخامت۔ 2 کلاٹھ۔ صفحہ۔ کاغذ بہت بڑھیا سفید۔ چھپائی دو رنگی ککسی۔ جلد عمدہ آٹھ کلاٹھ۔ نہایت دل کش دیدہ زیب۔ دیکھنے کے قابل چیز ہے۔ ہدیہ سولہ روپے۔

**حائل مترجم 222**  
طول 1 1/2۔ عرض 5/8۔ دو رنگی پانچ انچ جیبی تقطیع۔ ترجمہ فتح العابدی۔ خوبصورت اور دلگتی چھپائی۔ کاغذ سفید۔ جلد آٹھ روپے۔

**حائل مترجم 14**  
ترجمہ۔ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔ فتح تفسیر مہیج القرآن ناول سائز۔ بے نظیر صحت و طباعت۔ زمین سبز۔ کاغذ اعلیٰ دلائی آرت۔ جلد لشیہ چھبم۔ حدیہ بارہ روپے۔

**حائل غیر مترجم 12**  
ناول سائز سے کچھ چھوٹا سا سائز۔ کھائی چھپائی بہت نفیس بدوشن۔ کاغذ دلائی کلیئر۔ حدیہ جلد چار روپے آٹھ کلاٹھ۔

یاد رہے کہ تاج کا مال ہر وقت نہیں ملتا۔ اپنے آرڈر کو پھر پر نہ مانیئے

مکتبہ تبسلی دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔ پی)

تسلسل تاج مترجم 100 الف۔ ترجمہ و تفسیر مہیج القرآن۔ ہر صفحہ پر نو شمایل۔ دو رنگی چھپائی۔ نفیس کاغذ۔ ہدیہ چار روپے۔

## محمد بن عبد الوہاب

از مولانا مسعود عالم ندوی

بارہویں صدی ہجری کے مشہور مصلح شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب نجدی کی سیرت اور دعوت پر علمی و تحقیقی تصنیف جس میں مشرق و مغرب کے تمام ماخذ پوری طرح نکھلا کر غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔

صرف کتابوں کے حوالے ہر شے ہیں بلکہ ان کتابوں کی علمی و تاریخی پوزیشن اور مقام کو بھی تفصیلاً بیان کیا گیا ہے، کتاب کی ثقاہت و اہمیت کیلئے فاضل و منف کا نام ہی کافی ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ اَنے۔

مولانا اسماعیل شہیدی دوشہرہ آفاق اور حکر اللہ

کتابیں

صراط مستقیم (اردو)

جو عصر سے نایاب تھی اور اب روشن کن نیت و طباحت کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ بدعات کا رد اور سلاطین و ملوک کی تحقیق۔ قیمت مجلد تین روپے (مجلہ اعلیٰ چار روپے)

تقویۃ الایمان (اردو) تمام متعلقہ رسائل کیساتھ تازہ ایڈیشن تالیف ایمان اور تردید باطل کی ایک نئی روش جسے اہل بدعت اور ارباب باطل میں پھیل چلا دی۔ قیمت چار روپے (مجلہ پانچ روپے)

دنیا سے اسلام کے لاجواب اہل تسلیم امیر شکیبہ رسلانی کی شہرہ آفاق تصنیف اردو لباس میں۔ مجلد چہرہ۔

## اسباب نزول امت

## حکیم الامت مولانا اشرف علی کی چند کتابیں

حیات المسلمین (اردو) حکیم الامت مولانا اشرف علی نے اس کتاب میں اہم دینی چیزیں شامل کی ہیں جن کو اختیار کر کے مسلمان کی زندگی صحیح معنی میں اسلامی زندگی ہو جاتی ہے۔ جو اہم اصول و عقائد اور اعمال و عبادات مختلف مذہبی کتابوں سے بھرے ہوئے ہیں ان کو بجا کر کے ہر شخص کے لئے تکمیل عقائد اور تکمیل حیات کی شکل راہ آسان کر دی ہے۔ مجلہ خوبصورت ڈسٹ کور قیمت چہرہ۔

اصلاح الرسوم (اردو)

حضرت مولانا اشرف علیؒ - زندگی کے ہر شعبہ میں بے شمار رسمیں اور طریقے ایسے رائج ہو گئے ہیں کہ جوئی الحقیقت غیر اسلامی ہیں لیکن اہم لاطمی کے سبب ان کی بنائی سے واقف نہیں۔ ایسے دم و دراج کی اصلاح کے لئے حضرت حکیم الامت کی یہ تصنیف میں بہا عقہ ہے زبان عام فہم سلیس۔ آخر میں رسالہ صفائی معاملات بھی شامل ہے۔ کتاب مجلد ہے۔ مع خوبصورت رنگین ڈسٹ کور۔ قیمت چہرہ۔

تسلیم الدین (اردو) حضرت مولانا اشرف علیؒ - بہت آسان اور دین کے ضروری احکامات کی روشنی میں شرک و بدعت کی تفصیل۔ تصوف کے نکات پر مضمومات، انگریزی و پشتو۔ تصوف شیخ سہار اور دیگر اہم مباحث۔ خوبصورت ڈسٹ کور۔ مع مجلد قیمت چہرہ۔

قرآن سیار سے اور قاعدوں کیلئے ناچر حضرات کو ہی خدا ماحول کریں



## تفسیرین کشیر

(اردو)

کون با شہر مسلمان ہے جس نے اس شہرہ آفاق تصنیف کا نام نہ سنا ہو گا۔ فردہ ہو کہ کارخانہ "اصح المطابع" نے اس عظیم تفسیر کا سلیس اردو ترجمہ مع آیات حسن و خوبی کی ساتھ شائع کر دیا ہے۔ پانچ جلدوں میں مکمل قیمت جلد پینتیس روپے (ہر جلد علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہے) (جلد طلب فرمائیں)

## تفسیر بیان القرآن

(اردو)

عظیم الاقت مولانا اشرف علی کی شہرہ آفاق تفسیر تاج حیات نہیں ہے۔ یہ اتنی مستند مانی گئی اہل سنتی مقبول ہوئی کہ بعد اکثر مفسرین نے اسے اپنی تفسیر کی بنیاد بنا یا۔ اس میں نہ صرف سلیس ترجمہ درجہ تفسیر ہے بلکہ حاشیہ پر تشبیح و نفاذات بھی ہے اور جن آیات کے متعلق کسی صحابی سے کوئی تفسیر منقول ہے اس کا بھی تذکرہ ہے۔ عمدہ طباعت و کتابت۔ سفید گیلے کا سائز بڑا، مکمل بارہ حصے، ہدیہ ساٹھ روپے (جلد دو جلدوں میں ترسیل)

## امام اعظم ابوحنیفہ کی مفصل سوانح حیات

## سیرۃ النعمان

از علامہ شبلی نعمانی۔ مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہ کی پیروی ہے لیکن کم لوگ ہیں جو دین کے اس بطل جلیل کی سوانح حیات کے واقف ہوں۔ سیرۃ النعمان اسی کی کو پورا کرتی ہے اس کی زندگی کے مفصل حالات ایمان افروز واقعات کو گنتے ہیں۔ قیمت دو روپے (جلد تین روپے)

## تفسیرین کشیر

(اردو)

ہر جلد علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہے جلد اول سترہ روپے، دوم آٹھ روپے آٹھ روپے، سوم آٹھ روپے، چہارم آٹھ روپے، پنجم بارہ روپے۔ ہر جلد علیحدہ ملے گی۔

## علم الحدیث

جس میں فلسفہ علم حدیث کی انتہائی تحقیق کی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ یورپ کو آج جس فلسفہ تاریخ پر ناز ہے، اسلام ہزار برس پیشتر اس کو مکمل کر چکا ہے۔ پینتیس روپے کی بگلی جلد قیمت عشر۔

## البيان في علوم القرآن

(اردو)

مشہور تفسیر حنفی کے مصنف مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی عظیم شان کتاب دہی ہے جسکی توصیف میں علامہ الورشاہ صاحب جیسے علامہ نے یہ الفاظ کہے تھے کہ اسکی نظیر اگرچہ ممکن ہے واقع نہیں "خدا کی ذات و صفات، تاریخ ملائکہ، جہنم، سزا، قبر، جنت، و ذبح نبوت، تاریخ مسیح، استعارہ و کنایہ و اختلاف قرأت کی بحثیں، صفحہ ۹۲۳ کا فرقہ لکھائی چھاپی معیاری۔ قیمت پندرہ روپے (جلد چھ سو روپے)

## شیخ الاسلام امام غزالی کی شہرہ آفاق تصنیف

کیمیائے سعادت کا اردو ترجمہ

## اکسیر ہدایت

آپ ہم سے طلب فرما سکتے ہیں۔ آپ کا دینی مطالعہ یقیناً آتش دہے گا اگر آپ اس معرکہ آلا کتاب کو مطالعہ نہیں فرمائیں گے کتابت و طباعت سب معیاری۔ قیمت جلد پندرہ روپے۔ (غیر جلد ساڑھے بارہ روپے)

# مصباح اللغات

اردو عربی لغت کی ایک عظیم نشان  
 کتاب پچاس ہزار سے زائد عربی  
 الفاظ کی اردو تشریح :- یہ عظیم نشان عربی اردو لغت اپنی خصوصیتوں  
 کے لحاظ سے بی مثال ہے، جہاں تک عربی سے اردو میں لغات کے  
 ترجمے اور تشریح کا تعلق ہے، آج تک اس درجہ کی کوئی ڈکشنری وجود  
 میں نہیں آئی، سا لہا سال کی عربی و فارسی اور کوششوں کے بعد  
 بڑی قطعیت کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل یہ عظیم القدر لغت  
 اصحابِ ذوق کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

المختار عربی لغت کی جدید کتابوں میں اس وقت سب سے  
 زیادہ جامع اردو لہذا بھی جاتی ہے مصباح اللغات میں نہ صرف  
 اس کتاب کا علم کشیدہ کر دیا گیا ہے، بلکہ اس کی ترتیب میں عربی  
 لغت کی بہت سی دوسری بند پایا ہے اور غنیمت کتابوں سے استفادہ  
 و مقابلا کی تمام صلاحیتوں کو کام میں لاکر مدولی گئی ہے جیسے قاموس  
 تاج العروس، اقرب الموائد، جہرۃ اللغات، نهایہ ابن اثیر، مجمع البہار  
 مفردات الامام راجب، کتاب اللغۃ، انتہی الارباب، صراح وغیرہ۔  
 مصباح اللغات علماء طلباء عربی سے دلچسپی رکھنے والے انگریزی  
 دان، اردو خواں سب کیلئے بحد مفید ہے، مجدد خوبصورت اور مضبوط  
 جگہ پوش، قیمت سولہ روپے

# الفروق

مصنف :- مولانا شبلی علیہ الرحمۃ  
 حضرت عرفانِ عروج کی سیرت و حالات اور  
 کارناموں پر مشتمل یہ کتاب اہل علم میں جتنی مشہور و مقبول ہوئی تھی بیان  
 نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اس فخریٰ عظیم درجہ اہل جلیل کی زندگی  
 اور دو اختلافات کی تفصیل الفاشق سے زیادہ کسی اردو کتاب میں  
 نہیں ملتی، نہ صرف آپ کی سیرت اور اخلاق و فضائل کا بیان ہو بلکہ  
 آپ کے جنگ گاتے جوئے عہدِ خلافت کے حیرت انگیز واقعات، آپ کے  
 علمی قانونی اور تمدنی کارنامے اور جنگی معرکوں کی صحیح تفصیلی شامل  
 کتاب میں، بعض نقشے بھی شامل کتاب میں، اسلامی تاریخ کے سب سے  
 ذریعہ کی معتبر تاریخ جاسنے کیلئے الفاشق اپنی قسم کی واحد تصنیف  
 ہے، تازہ ایڈیشن۔ جلد ۳ روپے ۲۰ روپے۔ قیمت چھ روپے۔

# قصص القرآن

ایک عظیم الشان مذہبی اور علمی  
 ذخیرہ اردو زبان میں۔

حصہ اول :- حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت موسیٰ و ہارون تک  
 تمام پیغمبروں کے مکمل حالات و واقعات، قیمت چھ روپے۔  
 حصہ دوم :- حضرت یوشع علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 تک تمام پیغمبروں کی مکمل سوانح حیات اور دعوت حق کی مفقودہ تشریح  
 و تفسیر، قیمت چار روپے۔

حصہ سوم :- اصحاب الکہف و القوم، اصحاب القریہ، اصحاب البیت  
 اصحاب لیس، بیت المقدس اور یہود، اصحاب لافہود، اصحاب المغیل  
 اصحاب الجنۃ و القرین اور سنو سکندری، سیا اور سلیم غم وغیرہ۔  
 قصص القرآن کی مکمل و مفقودہ تفسیر، قیمت پانچ روپے۔  
 حصہ چہارم :- حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم الانبیا علیہ السلام کے  
 مفصل حالات، قیمت چھ روپے، مکمل سید غریبہ کدہ کس روپے  
 آؤ لکھنے۔ ہر حصہ الگ الگ بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔

# ترجمانِ سنت

ارشادات نبوی کا جامع و مستند ذخیرہ  
 اردو زبان میں۔

جلد اول :- اردو میں آج تک احادیث کے چند فقہ اور ناقص تمام  
 کے سوا کوئی ترجمہ نشان کار نامہ انجام نہیں دیا گیا یہ پہلا موقع ہے کہ  
 ترجمانِ سنت کے نام سے خدمتِ حدیث کا عظیم الشان سلسلہ شروع  
 کیا گیا ہے، حدیث کی اصل عبارت سے اعراب، ساتھ میں عربی علم  
 ترجمانِ تشریحی نوٹ، شروع میں ایک سبب مفقود ہے جسے ارشادات  
 نبوی کی اہمیت اور احادیث کے معارج و مراتب پر بہترین روش مکمل  
 تدریس حدیث کی تاریخ اور مقام رسالت نبوت اور دیگر اہم ترین عنوان  
 پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے، بعض مشہور و نادر حدیث اور احادیث کی  
 حالات بھی شامل کئے گئے ہیں، ہر دس پینے (جلد ہارہ پینے)  
 جلد دوم :- ضخامت بڑھ جائیکے باعث ترجمانِ سنت کو عبوراً مختلف  
 جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا، چنانچہ جلد ثانی کی تالیف ایسا کہ تمام اہم  
 ہر شے کی حدیث سب خبریں اس میں موجود ہیں، ہر دس روپے۔  
 جلد گیارہ پینے، مکمل ہر دو حصہ غیر نقلدائیس روپے (جلد تیس پینے)

مکتبہ تحلی و یونین ضلع سہارنپور (یو پی)

# لا جواب ترجمہ قرآن

ترجمہ ۱۔ علامہ شہیر مولانا محمود الحسن شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ۔ تفسیر ۱۔ علامہ شبیر احمد قاسمی رحمۃ اللہ علیہ  
اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ باقی اور وہی ہے اور لفظی ترجمہ کا تمام سبھی طحطاؤں کا گیارہ ہے۔۔۔  
تفسیر میں علامہ شبیر احمد نے اپنے علوم کا پورا اس خوبی سے دکھایا ہے کہ کم پڑے لکھا اور اہل علم ہمارے  
اس کی سلامت و وسعت سے متفہم ہوتے ہیں، اختصار میں تفسیل و کون سے میں دریا، چھپائی پڑے اہتمام سے  
ہانگ کا لنگ میں کرائی گئی ہے، تمام کا تمام ہلاک، کا فدا علی درمہ کا مضبوط چکنا، جلد خوشنما سبیل دار  
چند ہی نسخے موجود ہیں، حد پر بائیس بیس پڑے۔

# قرآن بیک ترجمہ

مترجمہ ۱۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔  
اہل علم جانتے ہیں کہ مترجم موصوف کا ترجمہ سلامت و ثقاہت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا  
پیش نظر ایڈیشن عمدہ دلائل کا عقد پر حسانی زمین اور روشن لکھائی چھپا کیسا ترجمہ چھپا ہے  
حاشیہ پر تفسیری نوٹ، ہدیہ بسند کتب دہلی پڑے آٹھ لکھنے (مسلما علی تیرہ سو پڑے)

# قرآن مسری

متوسط احرف کا روشن اعراب والا جلد کوشی چار روپے  
جلت سلم، نمایاں اعراب از زیادہ صفحات والا، جلد کوشی آٹھ روپے

## عہد نبوی میں نظام حکمرانی

از جناب محمد حمید اللہ خان صاحب  
یہ عجیب فریب کتاب اپنے موضوع کی بالکل انوکھی چیز ہے، فہرست کے  
چند عنوانات ملاحظہ ہوں۔  
عہد نبوی کا نظام تعلیم، آنحضرت اور جوانی، قرآنی تصور مملکت، دنیا کا  
سب سے پہلا تحریری دستور وغیرہ، تحریر کی بنیاد میں حسن اعتقاد اور  
خیال آرائی نہیں، بلکہ ہر چیز کو نمونے تاریخی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے  
تقریباً پانچ سات زبانوں کے حوالوں سے کتاب مزین ہے، یقیناً  
یہ کتاب آپ کے وہی مطالعہ کی ایک پیش رہا چیز ہے۔  
قیمت جلد ڈسٹ کو روپے چار روپے آٹھ آنے

## اشتراکیت دس کی تجربہ گاہ میں

اصول و نظریات کی حد تک تو یہ بات پوری طرح واضح کیا گیا ہے  
کہ اسلام کے مقابل میں اشتراکیت ناقص ناکارہ ہے، لیکن بعض لوگ  
اصول و نظریات کو چھوڑ کر صرف واقعات کوٹ کر لیتے ہیں اور وہی  
پر دوپیکندہ دوس میں جس اشتراکیت کی جنت کا ڈھنڈورہ بینا ہے اسے  
دلیل بنا کر اشتراکیت کی خوبیاں نکالتے ہیں، ایسے لوگوں کیسے یہ سنا نہیں  
ضروری اور فیصلہ کن تفسیق، اس میں دوس کے اشتراکی معاشرے کی گمراہ  
حالت کو خواہ شرکی مصلحتوں، لہذا ادا شدہ دس کی تحریر و تقریر کی دشمنی  
میں ثابت دلائل اور واضح طور پر پیش کیا گیا ہے، اس کا مطالعہ ہر مسلمان کیلئے  
خصوصاً اور ہر اس شخص کے لئے ضروری اور مفید ہے، قیمت جلد تین روپے۔

## سراپے رسول

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس مقدس کتاب میں آنحضرت کی ذات گرامی کے تمام ہی گوشوں کو مستند روایات و دلائل سے  
سامنے لایا گیا ہے، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جگانا، لولنا سکرتا، معاملات، اخلاق، عادات، مرغوبات، غرض آنحضرت  
کا تمام کا تمام سراپا، حفاظ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، پیش لفظ سید ابوالاعلیٰ مودودی کا ہے، نائل رنگین، قیمت ۱۲۔

## فتنۃ انکار حدیث کا منظر و پس منظر

اہل تشدّد ان کا لقب اختیار کر کے انکار کر رہے ہیں۔ ان کے عقائد کا پورا حال۔ ان کے علم و کمال کے نمونے۔ ان کی فہمیت اور مقام کے خاکے، ان کی تدلیس و تلبیس کا نقشہ۔ ان کے دعووں کی حقیقت۔ ان کی خدیویت اسلام کا حقیقی مفہوم اور دیگر ضروری تفصیلات کے لئے یہ کتاب اپنا جواہر ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد انشا اللہ آپ اپنی سزا ان کی قرآنی دشمنی سے بخیرہ نہ رہیں گے اسے پڑھیے اور ضرور پڑھیے۔ دو حصوں میں مسلمات ۶۲۲۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے۔

## منصرۃ الحدیث

حدیث کے موضوع پر لاجواب کتاب بہت سے مختلف فیہ مسائل کا تجزیہ، معلومات مفیدہ کا خزینہ۔ عمد کتابت طبعات۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

## سنت رسول

یہ ایک شامی عالم کی مصحح کتاب اور تصنیف ہے، جس میں حدیث کی تاریخ پر حقائق و روشنی ڈالنے کے علاوہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کے طرز عمل اور دیگر متعلقہ پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ تمام دلائل سے ان حدیث کے حوالوں سے دلچسپ اور نادر ہیں پیش کئے گئے ہیں۔ قیمت جلد دو روپے چار آنے۔

## تقدیر کیا ہے؟

علیم الامت مولانا اشرف علی  
کے قلم کو جو رقم سے تقدیر  
کے مسئلہ پر سیر حاصل گفتگو  
ایمان انسداد و تفصیل  
کن دلائل  
صفحات ۲۵۶۔ مجلد  
مع گرد پوش  
قیمت دو روپے چار آنے

## شہادۃ الاقوام

مصنف حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب  
تمام غیر مسلم مذاہب، عیسائی، یہودی، ہندو، آریہ  
سکھ وغیرہ کے مشاہیر اہل قلم کے مضامین جن میں اسلام  
کے فضائل اور حقانیت کا قرار ہے، جمع کئے گئے ہیں۔  
کا فخر ہے۔ قیمت میر۔  
(داخلی رسبے کہ یہ کتاب نایاب ہے، چند ہی نسخے ہاتھ آئے ہیں)

مکتبہ تحفہ دیوبند ضلع بہاولپور

## کتاب الصلوٰۃ

امام الحدیث حضرت امام احمد  
ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا  
اردو ترجمہ جو تا کو درست ترین طریقہ  
یاد کرانے کے لئے بہترین شکل میں جاری ہے  
مترجم نے ترجمہ کیسا حضرت امام کی  
حیات مبارکہ پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے  
اور فتنہ خلق قرآن کے سلسلے میں امام  
صاحب نے جو حکیم کا ایف اٹھائیں کا  
پورا حال اثر انگیز طریقہ پر درج کیا ہے  
قیمت جلد میر

# اساس عربی

بلا استاد کے عربی سکھانے والی جدید الطبع کتاب جسے اصح المطابع کراچی نے حسن اہتمام سے شائع کیا ہے۔ عربی صرفہ کی دشمنی اور عام فہم تعلیم، کم قیمت میں زیادہ فائدہ پہنچانے والی صرفی و نحوی اصطلاحات کے انگریزی مترادفات بھی عمدہ نام ہیں دیکھ گئے ہیں، کتاب کی بڑھی ہوئی افادیت کے پیش نظر ہی مکتبہ ثقلی نے اسے برلن فروخت حاصل کیا ہے۔ قیمت پانچ روپے (مجلد چھ روپے)

مجموعہ نعت  
قیمت ۱۲

# ماہر القادری کسفر حجاز کے تاثرات

کتاب پڑھتے ہوئے آپ کا حواس کھٹے ہیں۔ اور درخشاں رسول پر حاضر ہیں شعروادب جو شہس بیان اور قوت مشاہدہ کا خوشگوار استخراج! خداوند رسول کی محبت ہر سطر میں چمکتی ہوئی! سفر نامہ نہیں دین کا نشان کا مشہور! دینی و لائق کیلئے یہ کتاب شہان حجاز اور ماہر القادری جیسے ادیب شاعر کی مدنی خوبی آپ کی دلکی دہریں گلگنیں گلگنیں گی اور آپ کی آنکھوں کو کھلا اور دل کی محبت آنسوؤں کی چونک۔ ترخیزوں کو شرفی دیدار کی برکت ملے گی۔ قیمت مجلد چار روپے۔ علاوہ ڈاک خرچ

# اشاعت اسلام

دنیا میں اسلام کس طرح پھیلا؟ اس سوال کا تفصیلی اور مختصر جواب تاریخ و سیر ادب و عقل و فعل کی شہادتوں کی شہادتوں کی کتاب میں آئی تفصیل و تحقیق موجود کیا ہو۔ مفید ہونے کے ساتھ دلچسپ اس قدر ہے کہ ایک فہم شروع کر کے محکم کیے بغیر نہیں رہا جاسکتا، نیا ایڈیشن عمدہ لکھائی چھاپی کی گئی قیمت چھ روپے (مجلد ساڑھے پانچ روپے)

# قرآنی دعائیں

قیمت صرف ۸

# دعائی الہی

قیمت پانچ روپے

# تعبیر الرویا (اردو)

یعنی خواب نامہ  
مصنف: امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ  
ترجمہ: ماہر فہم۔ ہر طرح کے خوابوں کی پسندیدہ تعبیریں۔ صفحات ۱۲۵  
قیمت مجلد دو روپے

# شہید اعظم

از مولانا محمد اکرام آزاد  
امام حسین کی شہادت کے تاریخی واقعات  
من محض روایتوں اور خیال آرائیوں سے پاک۔  
قیمت ایک روپیہ

# الحزب الاعظم

ایران مفصل و مجمل و نہایت چمکانہ و عمدہ و نماز عیدین  
در تاریخ ادبیاتان جملہ شراک و طہارۃ۔ مع ترجمہ  
عمدہ کا فہم شگفتہ کتابت۔ حدیث مجلد  
دو روپے چار آنے

حضرت شادلی اللہ عزوجلہ کی  
معرکہ الآراء فی تفسیر قول اللہ عزوجل  
سبحان اللہ و ترجمہ

# تسبیل قصد السبیل

(اردو)  
تصوف کے موضوع پر مولانا شرف علی  
کے افادات۔  
بیر کامل کی پہچان۔ طریقت و شریعت  
کی بحث، فروری ہدایات دستور العمل۔  
آداب و حقوق۔ قیمت ۸۔

# آداب النبی

از امام غزالی

# اعجاز القرآن

از علامہ شبیر احمد عثمانی

۸

شفا العلیل  
میں ذکر و بیعت کا علاج  
مفصل کام کہ ہے بلاشبہ بیعت ذکر کا موضوع نہایت  
فہم اور اس کتاب میں بہت ازاد و تقریباً جلدی ہے  
"سما العین" کا مالک و صحیح نمبر پر پہنچنے کے لیے  
نہایت مفید ہوگا۔ صفحہ ۱۱۱ قیمت ۸۔

شماره نمبر ۹  
سالانہ قیمت پانچ روپے فی پرچہ ۸  
غیر مالک سے سالانہ چنہ ۱۲۵ اشنگ  
بشکل پوسٹل آرڈر

جلد نمبر ۳  
ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں  
شائع ہوتا ہے

دیوبند

# تجلی

بابت ماہ نومبر ۱۹۵۶ء

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون	نمبر شمار
۱۲	عامر عثمانی	آعت زخمن	۱
۲۱	مولانا ابو محمد امام الدین رام نگر	اسلامی حکومت کے دلیان و اُمرار	۲
۲۴	حبیب تجلی	تجلی کی ڈاک	۳
۳۵	ملا ابن العسہ مکی	مسجد سے بچانے تک	۴
۴۲	تاج الدین	نظم	۵
۴۳	شا کر قاسمی و فاروق عثمانی	مولانا مودودی پر چند اعتراضات	۶
۵۴	عامر عثمانی	کھسے کھوٹے	۷
۶۴	بیگم عظیم زبیری	باب بصحت	۸

اگر اس دائرے میں شرح نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری تمام ہے یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا دی پی کی اجازت دیں یا اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھتی ہو تب بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ دی پی سے بھیجا جائے گا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ واضح ہے کہ اپریل ۱۹۵۶ء سے دی پی فیس ڈالنے بڑھ گئی ہے۔ لہذا دی پی پانچ روپے دس آنے ہوگا۔

پاکستانی حضرات: ہمارے پاکستانی پتہ پر چنہ بھیج کر سید منی آرڈر ہمیں بھیج دیں۔

## اشد ضروری

پاکستان کاپی: جناب شیخ سلیم اللہ صاحب  
بی ۵/۲۷، ناظم آباد کراچی (پاکستان)

ترتیب دینے والے  
عامر عثمانی زبیر افضل عثمانی

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ  
دفتر تجلی دیوبند ضلع سہارنپور دیوبند

# آغاز سخن

سجدہ واجب کے لائق بالکل نہ تھا۔ لیکن حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ  
فداه امی و ابی نے فرمایا ہے کہ من سرائی منکم منکوا فلیغترہ  
بیدہ فان لم یستطع فلیساقم فان لم یستطع فلیقلہ وذالک  
اصحفت الایمان دلین من وراہ ذالک حتیٰ تخریدل  
من الایمان رحم میں سے جو کوئی کسی فعل منہی عنہ یعنی ممنوع و  
منکر کام کو جوتا دیکھے پس چلے کہ اسے اپنے ہاتھ سے یعنی وسائیل  
قوت سے بدل کر رکھ دے۔ اور اس کی استطاعت نہیں ہے تو  
چاہئے کہ زبان سے اسے بدسننے کی سعی کرے اور اگر اسکی بھی استطاعت  
نہیں ہے تو دل سے ہی اسے بُرا سمجھے اور خواہش کرے کہ یہ بدل جائے۔  
یہ ایمان کا ضعیف تر درجہ ہے اور اتنا بھی نہ ہو یعنی منکر کو دیکھ کر  
دل سے بھی اسے بُرا نہ سمجھے تو سمجھو کہ رانی کے دانے کے برابر بھی  
ایمان باقی نہیں رہا۔

میری نظر میں ایک باعزت مسلمان کے خلاف ہر سرعام  
الزام تراشیاں اور تہمتیں اڑانے فعل منکر ہے اس لئے میں اپنے  
ضمیر کو مجبور پاتا ہوں کہ زبان قلم سے اپنا فریضہ ادا کر دوں۔ حق و  
ناحق کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے۔

مصری مولانا کا مضمون چند آیات سے شروع ہوتا ہے۔  
پہلے مجھے اس بات پر بڑی جھنجھول اور کوفت ہوا کہ فی تھی کہ نام نہا  
اہل قرآن اور قادیانی وغیرہ بھی اپنی پوائی نکتہ آفرینیوں اور  
مہفوات کے ثبوت میں قرآن کی آیتیں ٹھیسٹ ٹھیسٹ کر لیتے ہیں  
اور دل کھول کر مشابہت کرتے ہیں۔ لیکن یہ جھنجھول اور کوفت رفتہ رفتہ  
یہ دیکھ کر کم ہو گئی ہے کہ جیسے اہل قرآن یا قادیانیوں کی کا تصور  
نہیں ہمارے اپنے حلقوں میں بھجے آیات کا یہ کھیل اس طرح جاری ہے  
کہ ایک ہی چیز کو مفید ثابت کرنے کے لئے بھی ہمارے ایک بزرگ  
قرآن کی آیت اٹھا لاتے ہیں اور اسی شے کو سیاہ ثابت کرنے

بکرم الإسلام غیرینا و سبوح کما بنا غیرینا فطوبی  
للغریب (صحیح مسلم)

الجمیعة دینی کے سنڈے ایڈیشن (۸ مارچ ۱۹۷۷ء) میں صفحہ  
آدل پر ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس کی سرخیاں یہ ہیں:-

”جماعت اسلامی کے امیر سید ابوالاعلیٰ اور ان کا  
غیر اسلامی فکر۔  
مصر کے معاملہ میں مشرق کے خلاف مغرب و مظلوم  
کے خلاف ظالم کی حمایت۔

جمال عبدالناصر فرعون و ہامان ہے تو کیا مسٹر ڈلس  
اور مسٹر ایڈین موسیٰ و ہارون ہیں۔“

مضمون نگار مولانا عبدالستیم العزیز۔ مگر وہ مصری و موقر  
اسلامی برائے دارالعلوم دیوبند ہیں اور مترجم کوئی مولوی انیس اکبر  
صاحب ہیں۔

یہ پورا مضمون اپنے انداز بیان اور مواد کے اعتبار سے  
اس درجہ کا ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں محمد عثمان فاروقیہ  
جیسا نفیم و سجدہ اور صاحب مسلم ایڈیٹر ہرگز ہرگز اسے اپنے اخبار کے  
اشتہاری کالموں میں بھی جگہ نہ دیتا اگر ایسا کرنا اس کے اختیار میں ہوتا  
لیکن اختیار کا معاملہ اس ادارہ میں کچھ ایسا پیچیدہ ہے کہ جناب  
ایڈیٹر یا علمائے کرام کی ذمہ داری سے صرف نظر کرتے ہوئے میں صرف  
فہم مضمون کے بارے میں ہی مختصر کچھ عرض کروں گا۔ مختصراً اس لئے کہ  
اگر کوئی بات دلیل اور شہادت کی روشنی میں ذمہ داری کے ساتھ کہی  
جاتے تب تو اس کے جواب میں مفصل دلیل و شہادت کی ضرورت ہوتی  
ہے۔ لیکن جو بات خالص ایکسٹی انداز میں معقولیت اور حقائق کی طرف  
سے پوری دھڑائی کے ساتھ آتھیں بند کر کے کہی جائے اس کے جواب  
میں کوئی سنجیدہ زبان کیا تفصیل لاسکتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ یہ مضمون

یہ سونی صدی غلط بات اس لیے ہے کہ اگر مصری مولانا خود اردو پڑھ سکتے اور نہ پڑھ سکتے مسئلہ پر مولانا مودودی کا بیان ملاحظہ فرمایا چکے ہوتے تو نا ممکن تھا کہ زیر بحث مضمون لکھنے کی نوبت آتی۔ ضرور یاد آئے مظلومین ہی نے انھیں بتایا ہوگا کہ حضرت یہ مودودی تو جمال عبدالناصر کے دشمن اور نہرو ترقی کے فیض میں انگریزوں کے طرف دار ہیں، لیکن ہے کوئی رسالہ اخبار کھول کر اس مضمون کی عبارت بھی عربی ترجمانی کے ساتھ سنائی ہو۔ اتنا ذرا فرمائیے اگر آپ انگریزی نہیں جانتے اور ایک صاحب ریش و دستار شخص آپ کو انگریزی کی کسی کتاب کا ایک صفحہ کھول کر کچھ گٹ پٹ سنائے اور اردو میں ترجمہ کر کے بتائے تو آپ کس معصومت سے دھوکا کھا جائیں گے۔

خیر میں اپنے معزز مصری مولانا سے عرض کر دوں گا کہ آپ کے سائے مضمون کی بنیاد ہی سہرا یا غلط ہے۔ مولانا مودودی نے جو مفصل بیان بزبان اردو نہرو ترقی کے مسئلہ پر دیا ہے وہ اخبارات میں اچھا ہے۔ کسی ایسے شخص سے جس پر مودودی دشمنی کا سودا سوار نہ ہو اس مضمون کا ایمان دارانہ عربی ترجمہ سنئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ نہرو ترقی کیسی تو میل لینے کے بصری اقدام کو مولانا مودودی نے بالکل ٹھیک اور سچسٹ اور بروقت مانا ہے۔ نہ صرف مانا ہے بلکہ مغرب کی ٹورٹ کھسوٹ اور استعماری ذہنیت پر نشتر بھی لگاتے ہیں اور مصر کو مشورہ دیتے ہیں کہ جس طرح وہ مغربی استعمار سے نکلنے کی سچسٹ کر رہا ہے اسی طرح اُسے روسی یا کسی بھی دوسرے استعمار سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ عنوانات کے بارے میں تجھے یقین ہے کہ یہ مولانا کے اپنے نہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ بڑے گھٹیا ذہن کی پیداوار معلوم ہوتے ہیں۔ عنوان کی دوسری لاتن میں ظالم و مظلوم کے الفاظ ایسی ہی تلبیس و ریاکاری کیساتھ استعمال کئے گئے ہیں جیسی ہما سہانی ذہنیت کو لوگ مسلمانوں کو قہار اور پاکستانی وغیرہ کہنے میں برتتے ہیں۔ اور تیسری لاتن میں فرعون و ہامان اور موسیٰ و ہارون کے تقابل سے جو الزامی استدلال کیا گیا ہے وہ اتنا عجز دکھاس ہے کہ مشکل ٹانگے ڈالے ہی اس طرح کی منطوق گھاڑ سکتے ہیں۔

لیکن اگر عنوانات بھی مولانا سے مصر کے ہی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کم فرماؤں نے کافی کان بھرے ہیں اور مولانا کی معصومیت سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔

کئے بھی دوسرے بزرگ قرآن ہی کی آیت پیش فرماتے ہیں۔ یہ تمہا شایا ر بار ذیکہ کہ نظمہ میں عادی ہو گئیں اور اب اس یو انھی پر کوئی حیرت اور تھو تھو نکل نہیں ہوتی کہ مولانا عبدالمعتمد نے مضمون کی عبارت انا صرون الناس بالبر و تنسون انفسکم اور۔۔ یا ایھا الذین آمنوا لہم تقوا لوزھالہم تفعلون سے اٹھائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی بدگرداری کی وجہ سے دنیا کو اسلام سے منفر کر دیں۔ یعنی مولانا ابوالاعلیٰ اور ان کی جماعت اسلامی ولسے انا اللہ وانا الیہ راجعون جو ہر بیت اور روز اذاری جیسے الفاظ اور عجز و روزگار بن گئے تھے معلوم ہوتا ہے مولانا نے "کردار" کو بھی کسی ایسے ہی عجیب معنی میں استعمال فرمایا ہے۔

اس کے بعد مولانا نے مولانا ابوالاعلیٰ کو اس عقیدے کا حامل بتایا ہے کہ نیک مقصد ہر قسم کے جائز و ناجائز وسائل کو بہتر بنا دیتا ہے۔ یعنی کیونٹوں کی طرح مولانا مودودی نیک مقصد کے لئے ہر شے سے بڑے وسیلے اور ذریعے کو نیک ہی سمجھتے ہیں۔

میرا خیال ہے۔ اور ہر وہ شخص جس نے مولانا مودودی کی تحریروں میں پڑھی ہیں بالیقین میری تائید کرے گا کہ یہ بات صرف بالکل اٹلی کہی ہے۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے کہ جیسے کوئی دیہاتی یہ کہے کہ ساتس داں بجلی یا بھاپ کی قوت کے قابل نہیں ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے محترم مصری مولانا کو حلقہ دیوبند کے یاران حاشیہ نے مولانا مودودی کے بارے میں اٹلی سیدھی ٹٹی پڑھادی ہے اور وہ جیسے نہ اتنی اردو جانتے ہیں کہ مولانا مودودی کی تحریروں خود پڑھیں نہ وہ اپنی تنجیدگی و شرافت کے باعث یہ گمان کر سکتے ہیں کہ قرآن و حدیث کا سبق پڑھنے اور پڑھانے والے یا ان محترم مفید جموں بھی بول سکتے ہیں۔ ہذا سجادوں نے یقین کر لیا کہ مولانا مودودی ایک سرسپا شیطانی اصولی کے قائل ہیں۔

غالب گمان یہی ہے کہ مضمون ہذا محترم مصری مولانا کو بہکا سکا کہہ لکھوایا گیا ہو۔ کیونکہ عنوان اور پورا مضمون بتاتا ہے کہ حضرت کے خیال میں مولانا مودودی نے نہرو ترقی کے معروف مسئلہ میں مصر کو تاحق اور مغرب کو بہانہ بتایا ہے۔



تب بھی ہمنو نے فرمایا ہاں تب بھی! اور اس کی مدد کرنا یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دے! اسلام قومی عصبیتوں اور جغرافیائی جائیدادوں کا مذہب نہیں۔ ٹھوس اصولوں اور منصفانہ احکام کا مذہب ہے۔ مسلمان اور کافروں کی جنگ میں اگر مسلمان باطل پر ہوں، اور کافر حق پر تو قرآن و سنت ہرگز یہ نہیں کہتے کہ ہر مسلمان محض قومی جانب داری میں اندھا دھند مسلمانوں کا ساتھ دے کہ کافروں کو کچل دے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ایمان والوں کو چاہئے باطل پر اظہارِ اسلحہ مسلمانوں کو ظلم سے روکیں۔ اور پھر بھی اگر وہ نہ کریں تو کافروں کا ذاتی طور پر ساتھ دے کہ مسلمانوں کا مقابلہ کریں۔ وَلَا تَجِدُ أُمَّةً مُّسَلِّمًا كَادَتِي طُورًا عَلَى الْآلَةِ تَكْفُرًا۔ تمام فقہاء اور ائمہ اس پر اتفاق ہیں کہ مسلمان اگر ظلماً کافروں پر چڑھ دوں تو ایمان والوں کو مسلمانوں کا ساتھ دینا جائز نہیں ہے۔

یہ نتیجہ میں نے اس لئے نہیں کی کہ مصر کے معاملہ میں ایسا کوئی سوال پیدا ہے۔ مصر کا ہوقف تو چونکہ غلط نہیں درست ہے اس لئے ہر حق پرست کو اس کی تائید کرنی چاہئے۔ لیکن آپ کی تحریر سے چونکہ اسلام کی انصاف پسندی پر نہایت بدنامی ہو رہی کا دل غلٹا تھا اس لئے میں نے بات کھول کر بیان کر دی تھی حقیقتاً یہ بہت ہی غیر ذمہ داری کی بات ہے کہ کفر و اسلام کی ذہنی اصطلاحوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے عامۃ المسلمین کے قلوب پر غلط اور غیر اسلامی عقیدوں کا بوجھ ڈالا جائے اور غیر قوموں کو یہ بتایا جائے کہ عصبیت اور غیر منصفانہ قوم پروردگی میں ہمارا اسلام بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے۔

آپ کے مضمون میں ایک جگہ اُس مضمون حدیث کی طرہ اشارہ ہے جس کا متن میں نے صدر میں بیان کیا۔ یعنی مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں تک موسکے ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی مدد کرے جان و مال سے نہ کر سکتا ہو تو کم سے کم زبان اور قلم سے کرے۔ آپ خدا کو حاضر و ناظر اور حساب و آخرت کو یقینی سمجھتے ہوئے بتاتے کہ آپ کے مصر میں انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ عبدالناصر کے ساتھ اقتدار میں جو کچھ کیا گیا اس پر ظلم سے کم بھی کسی لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہے اور اخبارات میں اس جو نچکاں ڈرامہ کی جو تفصیلات آئی ہیں وہ اس درجہ رضح فرسا اور لہذا خیر ہیں کہ کوئی صحابہ مسلمان اٹھیں بجز یہ

انہوں نے نہ پڑھ سکا اور تاریخ ان کی نظیر لانے سے قاصر رہ گئی۔ یہ اگر کوئی خواب نہ تھا بلکہ ایک بھیانک حقیقت تھی تو کیا آپ اور باب دار العلوم سے پوچھیں گے کہ انھوں نے اس مبسوط و مفصل ظلم و عدوان کے باب میں کوئی حرف انہوں سے تک زبان پر لانے کی زحمت گوارا کی؟۔ انہوں نے تو کئی کچھ شقی القلب، تاریک باطن اور بے حرمت لوگوں نے تو اس سلسلے کے قصہ ہی کو افسانہ ٹھہرانے کی سعی ذلیل کی۔ اور انسانوں کو لوگوں پر طنز کیا جو اپنے مسلمان بھائیوں کے بیخ و بالا پر یہ تاب دغمزہ تھے۔

مولانا ابوالاعلیٰ نے بالیقین نہر سوئز کے قضیہ میں عبدالناصر کو فرعون و ہامان نہیں کہا۔ لیکن میں آپ سے کہتا ہوں کہ فرعون و ہامان کے مظالم کی روئے ادھر مصری روئے ادھر ظلم و ظلیان کے مقابلہ میں لا کر رکھتے اور جب انصاف پسند لوگوں سے فیصلہ کر لیتے کہ کونسی روئے ادھر زیادہ جو نچکاں اور روئے گئے کھڑے کر دینے والی ہے۔ بعض بد نصیب اور ترہ باطن لاجواب ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کے باب میں اخبارات میں جو کچھ آیا ہے وہ قابلِ عقاب نہیں ہے۔ ایسے لوگوں سے میں وہی کہوں گا جو اقبال نے دہریوں سے کہا تھا۔

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود  
مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود تورا  
ایسے لوگ ضرورت پڑنے پر ہر چیز کا انکار کر سکتے ہیں جتنک وہ کہہ سکتے ہیں امریکہ کوئی ملک نہیں۔ ہٹلر بھی پیدا نہیں ہوا۔ اسرائیل کی کوئی حکومت نہیں ہے۔ وغیرہ۔ یہ لوگ جنوں کی طرح غیر مکلف اور لایعبا ہیں۔

حق یہ ہے کہ عبدالناصر کا ذاتی کردار اور نہر سوئز کا مسئلہ بالکل جداگانہ چیز ہی ہیں۔ انہیں خلط طرد ہی لوگ کر سکتے ہیں جو یا تو ایمان و علم سے قطعاً بیگانہ ہو چکے ہوں یا عبدالناصر کی رعایا ہوں۔ نہر سوئز کا مسئلہ تو ایسا ہے کہ اگر خدا نخواستہ مصر ایک غیر مسلم ملک ہوتا اور عبدالناصر کی جگہ کوئی غیر مسلم وہی کام کرتا جو عبدالناصر نے نہر سوئز کے بارے میں کیا تو تمام حق بین انسانوں کو اسی طرح مصر کے موقف کی تائید کرنی چاہئے تھی جس طرح آج کرنی چاہئے۔ محض نمائشِ حرأت و تدبیر کوئی اسلامی خصوصیت

نہیں۔ ابن کفر میں بھی ہمیشہ سے بڑے بڑے جری نڈر قسیم و دانشور ہوتے آتے ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ ملکی بقا اور تحفظ و ارتقا کے جو کارنامے لیکن دانشمندان اور ماؤزی سنگ وغیرہ حال ہی میں انجام دے چکے ہیں اگر بہادری اور تدبیر ہی مسلمان بنانے کے لئے کافی ہوتی تو انھیں سب سے بڑا مسلمان سمجھنا چاہتے۔

یہ بات کہ نہر سوئزر کا مسئلہ اسلام و کفر کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ کفار مسلمان کا مسئلہ ہے اور یہ بات کہ عبدالناصر کا نازہ کار نامہ ان کے سابقہ کارناموں کی ذمہ داریوں سے انھیں بری نہیں کر سکتا اتنی واضح اور روشن ہے کہ قرآن و سنت اور عقل و نقل سے اس پر الیکٹرانک ڈیٹا لائی جاسکتی ہیں۔ لیکن نہ تو اب اس کا موقع ہے کہ خواہ مخواہ عبدالناصر کے عیب نکلے جائیں نہ نہر سوئزر کے معاملہ میں بے وقت کی بحث سے غلط ڈالنا مناسب ہے اس لئے میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کروں گا کہ مولانا ابوالاعلیٰ اور جماعت اسلامی بلا ریب شک صراحتاً اور بہ اہتمام مصر کے موقف کی تائید میں ہیں اور ان کے اخبارات و رسائل اس کے ٹھلے ثبوت ہیں۔ آپ کو جس شخص نے یہ بہکا یا ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ ظالم کی حمایت اور مظلوم کی مخالفت کر رہے ہیں وہ حد درجہ کمینہ اور حساب آخرت کے یقین سے عاری اور فتنہ پرداز ہے۔

ناگوار خاطر نہ ہو تو ایک بات پوچھوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ الجزائر میں ایک مدت سے کیا ہو رہا ہے؟ بے رحمی، ظلم، بغاوت، غارتگری اور شیطنت کا ایک ہولناک ڈرامہ! رجم و افسانیت سے بہتر، رنگ و نسل کے پجاری فرانس کی مسلح فوجیں مکمل شہادت و بے رحمی سے مسلمانان الجزائر کے خون سے ہونی کھیل رہی ہیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ مجاہد شہید کئے جا چکے ہیں۔ ہلاکت اور موت الجزائر کے ہر گلی کوچے میں قہقہے لگا رہی ہے۔ زندگی لہریاں اور پاجولان ہے مسلمانوں پر ہر وہ ظلم توڑا جا رہا ہے جو فرانس کے بس میں ہے اور امن و سکون انسانیت و عصمت اور جان و مال کوئی شے محفوظ نہیں۔ بتائیے آپ کے مصلح نے اس کے لئے کیا کیا؟ یہ نہ کہنے گا کہ صرف نہر سوئزر کے قضیے میں گرفتار ہے۔ یہ فقیر تو تازہ ہے۔ اس سے پہلے بہت پہلے سے الجزائر کا قضیہ شروع ہو چکا تھا۔ وہ تعاون بتاتے جو مصر نے نہر سوئزر کے جھگڑے سے فیس و جزائر کے مظلومین کو دیا جو؟ اور یہ بھی بتاتے گا کہ ہندو مسلموں نے کس حد تک ظالم فرانس کے خلاف

آواز اٹھائی؟ زیادہ سے زیادہ آپ صرف یہ بتا سکیں گے کہ کچھ بیان نکلے، یوم الجزائر کا چرچا چلا اور بس۔ میان تو میرے محترم چاہئے زبان دراز فیڈر مولانا بخش کی موت اور مولوی نصیر الدین کی چاہئے پارٹی اور گاندھی جیٹنی تک پر نکال دیتے ہیں۔ بے مغز، بے تہ اسبے معنی بیان۔ جن کے پیچھے دل کا کوئی گوارا عقل کا کوئی اور اک، روح کا کوئی احساس و وجدان اور قلب و جگر کا کوئی سوز نہیں ہوتا۔ کیا اسی کے معنی ہیں احتجاج؟ کیا یہی ہے مظلوم کی مدد اور ظلم سے بیزاری کا صحیح مظاہرہ؟ جماعت اسلامی کے لیڈروں نے خالی ایک دو میان نہیں دیتے بلکہ مسلسل و پیوستہ قلم سے فریاد کی احتجاج کیا اور فریسی مال کے بائیکاٹ پر مسلمانوں کو ابھارا۔۔۔ یہی وہ آخری ٹکن علی اقدام تھا جو ان کے بس میں تھا۔ ایجنڈا لگ بات ہے کہ تو م پرستی اور وطن پرستی اور مفاد پرستی اور دنیا پرستی نے اُمت مسلمہ کے ضمیر و قلب سے اتھوڑا ایمانی اور ظلم بیزاری اور باطل دشمنی کا احساس ہی نکال بھینکا ہو اور وہ الجزائر کے شہداء کی خاطر جماعت اسلامی کی آواز پر دل سے لیک نہ کہیں۔

آپ نے اپنے مضمون میں یہ جو دلیل دی ہے کہ اب تو افغان مسلمانوں کے نوجوانوں نے بھی مصر کے موقف کی تائید شروع کر دی ہے۔ لہذا مولانا مودودی کو بھی کرنی چاہئے بڑی ہی طفلانہ اور سطحی ہے۔ جس طرح بھارت کے بہت سے ہاشٹے نہیں لیڈر، نامی کتاب پر مسلمانوں کے احتجاج کے انتقامی جواب میں برابر شور مارتے رہے کہ علیگڑھ میں مقدس گیتا کی توہین کی گئی ہے اور ذمہ داروں کی طرف سے یہ اعلان ہو جانے کے باوجود کہ گیتا کی توہین کا افسانہ فرضی ہے۔ ہاشٹے اپنی بات پر جے جے اسی طرح آپ بھی خواہ مخواہ کہے جا رہے ہیں کہ مولانا مودودی مصری موقف کے مخالف ہیں۔ میں آنکھ میں مولانا کے بیان کا کچھ حصہ نقل کروں گا اس سے آپ اپنے نکال و عقاد و رس کی مضحکہ خیزی ملاحظہ فرما سکیں گے۔

تاہم میں کہتا ہوں کہ اہل علم جوتے جوتے یہ آپ نے کیا طریقہ اختیار کیا کہ چونکہ مسلمان گروہ اس مسئلہ کی تائید کر رہے ہیں۔ لہذا انہوں کو بھی تائید کرنی چاہئے۔ اہل علم اصول و اقدار اور عقل و استدلال کی بنیاد پر بات کیا کرتے ہیں۔ اگر کسی صحیح بات کی مخالفت تمام دنیا بھی کیسے توبہ بھی اہل علم کو کہنا چاہئے کہ دنیا غلطی پر ہے۔ اور اگر

باب میں قابلِ غور ہیں۔

اول تو یہ کہ آپ کو جس شخص نے اس عبارت کو اپنے عربی الفاظ میں گھمایا ہے کیا واقعی وہ دیانت دار ہے؟ آپ صاحبِ علم ہیں۔ جانتے ہوں گے کہ الفاظ کے معانی بدل لینے سے ہی نہیں بلکہ بعض دفعہ صرف دو لفظوں کو آگے پیچھے کر دینے سے ہی بات کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔

دوسرے آپ کو اس ترجمان کا نام لکھنا چاہیے تھا۔ تاکہ قارئین اسے ٹھکوں کر دیکھنے کے واسطے اس میں ہی لکھا ہے جو آپ نے بیان کیا یا آپ کو بہر کا یا گیا ہے۔ نیز وہ یہ دیکھتے کہ اس ترجمان کی تحریروں کے لئے جماعتِ اسلامی کو کس حد تک ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے۔ آخر یہ تو کوئی انصاف نہ ہو گا کہ اگر کوئی رسالہ نظری طور پر جماعتِ اسلامی سے متعلق ہو جائے تو اس کے بعد جو کچھ بھی وہ لکھے اس کی ساری ذمہ داری جماعتِ اسلامی پر عائد ہو جائے۔ ہمارے اپنے اخبارِ الجمعیۃ کا حال تو یہ ہے کہ باقاعدہ طور پر ترجمینہ العلماء کا ترجمان ہوتے ہوئے بھی اس میں مہموں اور نسوانی تصویروں کے اشتہارات چھپتے ہیں اور کوئی اللہ کا بنہ اکابرین جمعیۃ کو معتہ باز اور تصویر کار نہیں بنانا۔ تب ایک ایسے اخبار یا رسالے کے باب میں جو باضابطہ طور پر جماعتِ اسلامی کا ترجمان نہ ہو جماعتِ اسلامی کو کیوں ذمہ دار گردانا جاسکتا ہے۔

تیسرے آپ کے منقولہ مضمون عبارت کو واقعی مندرجہ کر لیا جائے تب بھی آخر ایسے عنوانات کا جو اثر کو مکر ہو سکتا ہے جو بد اثر ثابت کرے یہ ہوں کہ مجرم براہ راست مولانا ابوالاعلیٰ ہیں؟ آخر یہ کہاں کی دیانت کیسا ایمان کس قسم کی شرافت ہے؟

عبدالناصر کے باب میں کسی مسلمان کو دعایا بد علیہ کے اعلان کی ضرورت نہیں۔ اللہ کا اعلان ہے کہ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُظَلِّمُ شَیْئًا وَّ ذُرِّیَّةً جو کچھ جس نے کیا ہے وہ اس بھیر و سمیع سے چھپا ہوا نہیں۔ نہ موت تک کے باب میں جتنی کچھ آت و فہم کا مظاہرہ عبدالناصر نے کیا ہے اس کی بھی مناسبت جو اللہ تعالیٰ دیں گے اور انھوں نے۔

یا اسلام کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی بھی۔ عمر کے لٹوں کو چھینا اور سالوں میں شمار کرنے والوں کے لئے عقیقتی کتنی ہی دور ہو لیکن ہمارے نظریں دور نہیں ہے۔

کسی غلط بات کی موافقت تمام دنیا بھی کرے تب بھی اپنی علم کو کہنا چاہیے کہ دنیا غلطی پر ہے۔ یہ تو کہتے نہ ہر سوز کے مسئلہ میں ہر کا موقف عادلانہ ہے۔ لہذا انھوں نے اسلمین کی تائید و تعاون کے بارے میں ہم فرقت اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے اسلمین کے جو انوں نے اعلان تائید کر کے اپنی حق پرستی اور بے تعصبی کا زریں ثبوت دیا ہے۔ صحیح طریقہ یہی ہے کہ وہ مختلف معاملات کو الگ الگ رکھ کر دیکھا جائے اور غلط ملکہ نہ کیا جائے۔ انھوں نے عبد الناصر سے جو زخم پیچھے ہیں وہ الگ قصہ ہے اور نہ ہر سوز کا قصہ بالکل الگ ہے۔ مرحلے اس جماعت کو جس نے بے پناہ ظلم و جبر سہہ کر بھی امر حق میں بے تعصبی اور دیانت کا مظاہرہ کیا اور نہ عام طور پر تو آج دنیا۔ بلکہ نام نہاد اللہ والوں تک کا یہ عالم ہے کہ محض اس ادنیٰ مناسبتِ فکری کے باعث جو جماعتِ اسلامی اور انھوں نے اسلمین میں پائی جاتی ہے انھوں نے انھوں نے پڑھنے والی قیامتِ صغریٰ پڑھ کر تبہم نہ پایا اور گو یا زبان حال سے کہہ سکا ٹھیک ہے تمہارا ایسی حال ہونا چاہیے اور خود باللہ من تعصبا للجمعیۃ میں کہتا ہوں اگر انھوں نے اسلمین کے بعض افرانے یا میں کل کا اس کو اخبار میں یہ بھی شہرت ہے کہ انھوں نے عبدالناصر کے کسی غیر اسلامی قول و فعل کی تائید کی ہے تو تعجب ہونا چاہیے۔ آخر وہ نیلے مدت تک دکھلے کہ اسٹالن کی خدائی میں جس پر نصیب کو فوجی عدالت میں میں کیا گیا ہے اس نے بڑی بے تکلفی اور غیر ادنیٰ تامل کے اپنے تمام وہ تصور تسلیم کر لئے ہیں جن میں سے ہر ایک پر موت کی سزا لازمی تھی۔ تو اگر جب مسروں پر ٹٹک رہی ہو تو اکثر و بیشتر اصول و ضمیمے تو کیا خدائے بھی پھر چلا پڑ جاتا ہے۔ فاقہم و تدبیر!

آپ لکھتے ہیں کہ:-

"لاں پوس کے ایک جماعتِ اسلامی کے ترجمان سواراگت

کی امتاعت میں نہر سوز کے قومیلے پر حال عبد الناصر

صدر جمہوریہ مصر کو ایمان اور فرعون سے تعبیر کیا اور شنگوئی

کر دی کہ اس کا ختم بھی فرعون کا سا ہو گا"

جماعتِ اسلامی سے متعلق بعض اخبار میری نظر سے بھی گذرتے

ہیں۔ ایسی کچھ بات ہیں نے کہیں نہیں دیکھی۔ اگر واقعی یہی باتوں کی

توں کسی نے لکھی تو حد درجہ سچ ہے اور آپ مبتدئہ ترجمان کا نام لیجئے

یہ خود اسے پڑھ کہ اس کے خلاف تجلی میں لکھوں گا۔ کئی پہلو اس

ملکوں سے رشتہ اسلامی کی بنا پر تو خود ہو جانے کی اپیل کی ہے۔ میں یہ ہے

## نقل بیان

نہر سوئز کو قومی ملکیت قرار دینے کا جواز ام حال ہی میں حکومت مصر نے کیا ہے اس کے جواز اور حق بجانب ہونے میں تعیناتی ٹنگ کی گنجائش نہیں ہے۔ کسی ملک کے حدود میں کوئی شاہراہ یا گذرگاہ خواہ بین الاقوامی راستے کی نوعیت ہی رکھتی ہو بہر حال اس قوم کی ملکیت ہے اور ہونی چاہئے جس کے حدود میں وہ واقع ہو۔ اس پر کسی دوسرے ملک کا قبضہ یا مشترک میں الاقوامی قبضہ ہونے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ برطانوی حکومت نے اگر سازش اور زبردستی سے ۵۰ سال تک اس پر قبضہ کے رکھا تو یہ درحقیقت ایک سیاسی اور اخلاقی جرم تھا جس سے آئندہ اس تسلط کے برقرار رہنے کے لئے کوئی وجہ جواز پیدا نہیں ہوتی۔ مصر کو لئے بہر حال یہ حالت ناقابل برداشت تھی۔ اور آئندہ اور خود مختار ہونے کے بعد اسے وہی کچھ کرنا چاہئے تھا جو اس نے کیا۔ برطانیہ اور اس کے حلیفوں کو ہرگز یہ امید نہ رکھنی چاہئے کہ جو مالک کل تک ان کی سرت پر مدعہ رشتہ بنے ہے وہیں ۵۰ آزاد ہو جانے کے بعد بھی ان کے لئے جا تعصبات کو حسب سابق برقرار رکھنے دیں گے۔ اب حالت سابق کو قائم رکھنے کی جو کوشش بھی کی جائیگی وہ استعماری طاقتوں کے خلاف نفرت، غمخیز اور تلخی بڑھانے کے سوا کوئی دوسرا نتیجہ پیدا نہ کرے گی۔ اور اگر اس ناپاک مقصد کے لئے طاقت استعمال کی گئی تو اس کے نتائج اور بھی زیادہ خراب ہوں گے زیادہ سے زیادہ جس چیز کا مطالبہ نہر سوئز کے بارے میں کیا جا سکتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس گذرگاہ سے تمام قوموں کے جہازوں کو گذرنے کا آزادانہ حق حاصل ہے۔ اور اس کے لئے صرف یہ امر کافی ہے کہ ایک بین الاقوامی کانفرنس میں جو کسی مخصوص دھڑے کی ساختہ و پرداختہ نہ ہو۔ بلکہ سب قوموں کی مرضی سے بلاتی جاتے۔ ۱۸۸۸ء کے معاہدے کی طرح کا ایک معاہدہ قرار یا جاتے۔ ایسی کانفرنس نشانہ دنیا میں ہر وقت ہو سکتی ہے اس کے لئے وہ شور و شر اور منشاہرہ قوت بالکل غیر ضروری ہے جو حکومت برطانیہ اور اس کے حلیفوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودی)

اظہار افسوس | اگست ۱۹۰۶ء کی شہرہ اشاعت کے

دیکھتے حضرتنا محترم! اگر آپ مصر کی فتح و کامرانی کے دل سے تڑپتی ہیں تو شوق سے وعظ و نصیحت کے مضامین لکھتے اور رائے عامہ کو زیادہ سے زیادہ مصری موقف کی تائید میں آمجا رہے۔ یا اگر مصر کے بعض علماء جمال عبدالناصر کی بہادری اور تدبر اور عظمت و منزلت کے قصیدوں سے زمین آسمان ایک کر دیں اور انھیں خالد بن ولید کا نانی اور عمر بن الخطابؓ سا مجاہد کہہ کر قبضہ سوئز کو محرکہ کفر و اسلام قرار دیں اور ہر مسلمان پر جہاد کو فرض الغرائض ٹھیسرا دیں تب بھی کسی کو مشکل ہی سے تعارض ہو گا۔ کیونکہ زیادہ دنیا آج کل سطح بینی اور کم سودی کی ہے۔ نعرہ بازی کی ہے۔ الیکشن اور سیاست کی ہے۔ اور توہمی سی دنیا جو ذرا گہری نظر اور ذرا بینی رکھتی ہے وہ تاریخ میں بے شمار ایسے خوش کردار مفیوں کو دیکھ چکی ہے۔ لہذا نہ اسے حیرت ہوگی نہ اس میں تعارض کا دم ہے۔

لیکن یہ طریقہ بے حد غلط ہے کہ مصری موقف کی آڑ لے کر کسی جماعت یا عالم و رہنما کو بدنام کیا جاتے۔ اس سے عاقبت تخراب ہوتی ہی ہے دنیاوی عزت بھی حاصل نہ ہوگی۔

میری یہ معروضات خدا ہی بہتر جانتا ہے آپ تک کس تک میں نہیں گی۔ جس حلقہ میں آپ اقامت کریں ہیں وہاں ہر اختلافی رائے اور خیال کو گالی کا نام دیا جاتا ہے۔ آپ کے معاملہ میں یہ مزید طرہ ہے کہ آپ خود تو میرا مقبول پڑھ نہیں سکتے یا ان کو پڑھا ہی آپ کو عربی میں ترجمہ کر کے سناتیں گے، جو چاہے سنا دیں۔ بیحد نہیں صاف کہہ دیں کہ یا شیخ حضرت ملک عاصمہ الزنادین کذا اباً واجہلاً وسفیعاً وازلاً واقبح من ذالک وقتہم علی عبد الناصر شتماً شدیداً اذ قال موقف الناصر فی مسئلۃ السوئز باطلہ خلاف الشریع والمغربیین علی الحق وغیر ذالک من الاذخلاق۔ میں نہیں جانتا کہ اس نساد انگیزی کا کیا علاج ہے۔ میں تو صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ جو لوگ لا علمی کے سبب آپ کے مقبولوں سے غلط فہمیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں ان کے سامنے حقائق پیش کر دوں۔ چنانچہ بولا نامودودی کے بیان کا وہ حصہ درج ذیل ہے جس سے نہر سوئز سے متعلق ان کے خیالات کی وضاحت ہوتی ہے۔ یہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کے روزنامہ "تسیم" لاہور میں چھپا ہے۔ اس میں انھوں نے نہر سوئز پر برطانوی قبضہ کو سیاسی و اخلاقی جرم قرار دیتے ہوئے مسلمان

آغاز سخن میں ہم نے اہدیٰ کے بخاری غیب سے متعلق کچھ عرض کیا تھا۔ اور شروع ہی میں ظاہر کر دیا تھا کہ یہ بخاری غیر بخاری نظر سے نہیں گذرا بلکہ ایک متوقر نامتلمس کے اس پرکتے ہوتے تبصرہ سے متاثر ہو کر ہم یہ مسطور لکھ رہے ہیں۔ التور کے ترجمان میں جناب مولانا ندو پراحد رحمانی کے ایک مضمون "ایک تنقید کا تفصیلی جائزہ" کی پہلی قسط شائع ہوئی ہے اس میں انھوں نے بتایا ہے کہ تبصرہ نگار نے یہ تاثر بالکل غلط لکھا ہے کہ مقالات کا دفتر سخن مودودی صاحب کی طرف سے اور۔۔۔ میں انھوں نے واضح کیا کہ جناب سیف بناری نے جن کی عبارات پر تبصرہ نگار اور مدتی نے غضب ناک ہو کر گرفتیں کی ہیں یہ مضمون اہدیٰ کیلئے نہیں لکھا۔ بلکہ یہ تو ان کی پینتالیس برس پہلے کی لکھی ہوئی کتاب "صل مشکلات البخاری" سے نقل کیا گیا ہے۔ اور یہ کتاب ایک ایسے شخص کے مقابلہ میں لکھی گئی جو بخاری کے خلاف مضامین لکھتا تھا۔ اس شخص کا نام ابو یوحنا ہے نہایت غراب تھا اسی لئے "جیسے کو تیسرا" کے اتباع میں سیف صاحب نے غراب زبان اختیار کی (مولانا مودودی نے یہ بھی بتایا کہ سیف صاحب سات سات ہونے سے انتقال فرما چکے ہیں۔ اس صورت حال کے انکشاف پر احمق مدتی تجلی کو جس قدر افسوس ہوا اس کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ ماہنامہ تذکرہ میں کئے گئے تبصرے سے وہی تاثر پیدا ہوا جسے مولانا رحمانی نے بیان فرمایا ہے اور ندوی چونکہ اہل علم اسلاف سے۔۔۔ خواہ وہ شافعی ہوں یا حنفی بالکل ہوں یا عینی بہت زیادہ عقیدت رکھتا ہے اور ان سے اجتناد و تقصد میں ضرور خطہ کے حدود کو ممکن دو واقع سمجھتے ہوتے بھی یہ جائز نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص ان کی تحقیر و تذلیل کرے اور جہلے بخیرہ علمی تنقید کرے کہ ایک لے لے پر اتر آئے اسی خیال کے ماتحت ندوی کے قلم سے "مقام حریت" کا تذکرہ نکل گیا۔ اس جو صورت حال مولانا رحمانی نے واضح فرمائی ہے اس سے اول تو جناب سیف صاحب کی نگارش کے دامن کا داغ تیزا کافی ہلکا ہو گیا۔ کیونکہ ہم اپنے ہی بزرگوں میں دیکھتے ہیں کہ ان کی جو اپنی مناظرانہ تقریریں میرا بہت کچھ رعایت و جہم "پائی جاتی ہے۔ دوسرے میں بد نصیب ہرگز جناب سیف رحمانی کے لئے کوئی سخت لفظ نہ لکھتا۔ اگر ان کے مضمون ہونے کی مجھے خبر ہوتی۔ مجھے سخت تر مندی اور تاصف ہے کہ تذکرہ کے تبصرے سے غلط فہمی میں پڑ کر میں نے ایک ایسی ہی

یہ غصہ کیا جو اس دنیا میں نہیں ہے۔ اور جس کا معاملہ اللہ کو چاہے ہو چکا ہے۔ عجز اللہ جانتا ہے کہ میں نے جان بوجھ کر نہیں۔ بلکہ بخیری میں سیف صاحب پرینے لئے کی ہے اور اسی بے خبری کے سہانے میں اللہ اور ہم اللہ زمین سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ میری توبہ و دعا سے کو چشم رحمت سے فوائدے گا۔ جن حضرات کو میرے شدتہ مذکورہ سے شکستہ ہوئی ہے وہ مجھے معاف فرمائیں تو ان کا احسان ہے۔ نہ معاف فرمائیں تو ہر حال کمان سے نکلے ہوتے تیرے لئے میرے پاس حاجرانہ شکر زندگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

مولانا رحمانی نے یہ لکھ کر کہ۔

"حق کی ساری برہمگی کی بنیاد پر کہ "تذکرہ کے تنقید نگار کی سیداکر وہ ہے اس لئے اس کو تو معذرت کر کے مٹا دینا کرتے ہیں"

یقیناً مشراف و مترجم کا بیوت دیا ہے۔ میں ان کا ممنون اور اسی منت ثنا سی کے تحت ان کی اس جھلک لطیف پر میں کوئی زبان کب نہیں کرتا کہ انھوں نے بخاری کے خلاف مضامین لکھنے والے ڈاکٹر عظیم کو مذہباً حنفی لکھ کر بے عمل طور پر احناف کو رسوا کرنا چاہا ہے۔ میں صرف اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ "عظیم بخاری" میرے نزدیک ہر اس عزت و احترام کی مستحق ہے جو کتاب اللہ کے بعد کسی کتاب کا ہو سکتا ہے۔ اور ہر مستند حنفی میں علم کی حد تک ایسا ہی خیال رکھتا ہے۔

**یہ متنقل کے پیچھے مقرر کی نماز جائز ہے؟**

سائل کے جواب میں مولانا رحمانی نے کتب احادیث سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ نقل پڑھنے والے امام کے پیچھے فرض پڑھنے والے مقتدی کی اقتدا اور ہے۔ ناظرین پر واضح ہو کہ یہاں شوافع کی ہے اور امام ابو حنیفہ کی رائے اس کے خلاف ہے۔ کوئی شخص امام شافعی کی پیروی کرے اور انہی کی فقہ پر ترویج دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن ایک صاحب علم کا بے علم عوام کے سامنے کسی مختلف فرقہ مسئلہ میں کتب احادیث کی ایسی دلیلیں رکھنا کہ جس سے عوام کو سمجھیں کہ حنفی حضرات احادیث بخلاف شخص عقل و قیاس کے گھوٹے حدود اگر امام علم عقیدے رکھتے ہیں درست طریقہ نہیں ہے عوام کیلئے تو صرف اتنا کافی تھا کہ ان کہہ دیا جاتا امام شافعی کے نزدیک متنقل امام کے پیچھے مقرر کی اقتدا جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک

م ناجائز۔ بات غلط تھی۔ لیکن یہ طریقہ کچھ چھانٹ چھانٹ کر وہ احادیث عبارات صحیح کر دی جائیں جو شافعی مسلک کی تائید میں ہوں اور حنفی مسلک کے

# درخفہ سرمہ

بیشدہ شہری کیجا خریدنے والی کو ڈاک خرچ معا

ایک تو لہری شیشی  
پانچ روپے

چھدا شہری  
شیشی  
تین روپے

ڈاک خرچ پیر  
پدمہ خریدار

مزید تفصیلات مائل کر کسی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

۲۰ اگست ۱۹۲۷ء  
جناب سید عبدالغفور خان بسوہ  
میرہ آباد علی گڑھ دھندلا میں نماز پڑھنے والی کوئی چیز ملے  
ہیں آئی ہے۔ اس میں ایک ہینٹ سے آپ کا سرورہ لکھ کر برابر  
پڑھنے سے لکھا ہے کہ اس میں ہر روز صبح سے دو روپے کا  
آدنہ لکھ کر پیر پیر لکھا ہے۔  
خود آج ہینٹ کی شیشی وہی ہے جو انہوں نے  
شیخ محمد باقر دھندلا جھڑا بازار  
حیدرآباد دکن

۲۰ اگست ۱۹۲۷ء  
جناب سید عبدالغفور خان بسوہ  
میرہ آباد علی گڑھ دھندلا میں نماز پڑھنے والی کوئی چیز ملے  
ہیں آئی ہے۔ اس میں ایک ہینٹ سے آپ کا سرورہ لکھ کر برابر  
پڑھنے سے لکھا ہے کہ اس میں ہر روز صبح سے دو روپے کا  
آدنہ لکھ کر پیر پیر لکھا ہے۔  
خود آج ہینٹ کی شیشی وہی ہے جو انہوں نے  
شیخ محمد باقر دھندلا جھڑا بازار  
حیدرآباد دکن

## دارالافتخار رحمانی دیوبند ضلع سوات

بعض شہروں میں درخفہ مند جبیل تاجروس سے مل سکتا ہے

ان سے خریدنے میں آپ کو ڈاک خرچ کی کفایت ہوگی

حیدرآباد دکن :- محمد علی کھنوی تاجر خط و متصل چھلی کمان جوہلی - اعظم گڑھ :- حکیم مولوی بشیر الدین، دو افغان لوٹالی کو باگیچ، اور نکل  
دکن :- افضل اسٹور کتاب گھر علیہ معصوم علی - کلکتہ :- عبد الحمید صاحب عزیز ۱۲۷۵ کیشب چندر سین اشرف کلکتہ علیہ عثمانیہ  
بکڑو ۱۲۷۵ - اور حیدرآباد دکن :- اعظم گڑھ :- ابو الحسن مولوی بشیر الدین صاحب ایجنسی ہمد دو افغان تونامہ مجن - راجستھان :-  
محمد عمر صاحب دو افغان عزیز بیگانوں بیگانہ و پانچ بہار :- عبد امیر الدین صاحب بریا کو - رامپور اسٹیٹ :- جناب رئیس  
دو افغان صاحب کلکتہ، علی گڑھ :- محمد عظیم الاسلام - حکمتی دینیات، مسلم یونیورسٹی

# اسلامی حکومت کے بیان و اہم امر

از جناب مولانا ابو محمد امام الدین

دلوں سے ان کے وقار و اثر کو کم نہیں کرنا۔ بلکہ بڑھا دیتا ہے۔ اسلامی تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت و حکومت کے دور میں کس قدر عزیز و محترم تھے اور لوگ کس درجہ آپ سے محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ لیکن آپ کے توابع اور انصار کا کیا حال تھا۔

دوسرے دنوں سے کوئی فوجی ہم روانہ ہوتی تو حضرت ابو بکر بڑھاپے کے باوجود دوڑ تک پیدل ساتھ چلتے۔ اگر کوئی افسر راہ تنظیم گھوڑے سے اترنا چاہتا تو اسے روک دیتے۔ فرماتے۔

”اس میں کیا مضائقہ ہے اگر میں تھوڑی دوڑ تک راہ خدا میں اپنے پاؤں خراب کر دوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو پاؤں راہ خدا میں خراب کرے وہ پستے ہیں خدا ان پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے“

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فوج کے کرشمہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو حضرت ابو بکر ان کو شہر سے باہر تک رخصت کرنے لگے۔ حضرت اسامہ گھوڑے پر سوار تھے اور آپ پیادہ تھے۔

حضرت اسامہ کو یہ گوارا نہ ہوا اور انھوں نے عرض کیا۔ خلیفہ رسول! آپ بھی گھوڑے پر سوار ہوں۔ یا اجازت ہے کہ میں بھی پیدل چلوں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں تھوڑی دیر کے لئے اپنے پاؤں اللہ کی راہ میں خراب کر دوں تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ غازی کے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔“

ایک بار ایک شخص نے آپ کو خلیفۃ اللہ کہہ کر مخاطب کیا آپ نے فرمایا۔ ”مجھے خلیفۃ اللہ نہ کہو۔ میں خدا کا نائب نہیں۔ بلکہ رسول کا نائب ہوں۔ اور میرے لئے اتنا ہی بہت ہے۔“

تواضع اور انکسائی غیر اسلامی حکومتوں کے خود سر بادشاہوں یا صدر جمہوریہ یا دربار اور حکام ظاہری

مٹاٹ باٹ، سناٹھی شان و شوکت اور صنوئی کروٹوں کو نازتہ حکمران اقتدار سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان چیزوں کے بغیر حکومت کا عرش

دراہ قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ تواضع اور انکساری کو دتا حکومت د فریادوائی کے منافی تصور کرتے ہیں۔ ان کا یہ خیال بجائے خود درست

ہوتا ہے جب حکمرانوں اور فرماں رواؤں میں وہ اوصاف محاسن خود نہ ہوں جو رعایا اور عوام کے دلوں کو سخر کرنے کے لئے ناگزیر ہیں تو ان کے لئے اس کے سوا اور طریقہ ہی کیا رہ جاتا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں

پر اپنے رعب و وقار کا سنگہ بٹھانے کے لئے نمود و نمائش اور کرد و فریب سے کام لیں۔ لیکن اسلامی حکومت کے سربراہ کاروں اور خلفاء دہرا کو نمود و نمائش اور شان و شوکت کی ضرورت نہیں ہوتی اس لئے

کہ ان کی حکومت لوگوں کے جموں تک محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے نقوش لوگوں کے تکوین پر ثبت ہوتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے

حکمران صرف اپنے بیانوں، اعلانیوں اور لیکچروں ہی میں اٹکی خیر خواہی اور تلوخ و ہبہ و کام نہیں بھرتے۔ بلکہ وہ اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ وہ واقعی ان کے چاکر اور خدائے ام ہیں۔ وہ خود چھٹے

حال میں رہتے ہیں۔ سوٹے جھوٹے کپڑے پہنتے ہیں روکھی سوکھی غذا کھاتے ہیں۔ انارت و ریاست کے مالک ہوتے ہوتے خود نعت و مسکینی کی زندگی گزارتے ہیں اور لوگوں کی خوش حالی اور فلاح البالی کے لئے سامعی اور گوشاں رہتے ہیں۔ اس لئے عوام کے دل خود بخود اپنے حکمرانوں کی عزت و محبت سے معمور ہوتے ہیں۔ اسی حالت میں اسلامی حکومتوں کے والہانہ دہرا رکاوٹ تواضع اور انکسار عوام کے

طرح سوار تھے اسی طرح سوار ہو۔ میں چھپے چھپے لوگوں کا۔ غرض اسی حالت سے مدینہ کی گلیوں میں داخل ہوتے لوگ دیکھتے تھے کہ۔

امیر المؤمنین ایک غلام کے چھپے گدھے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

ایک دفعہ کسی بہنے آپ سے کہا کہ میں آپ پر قربان ہونے فرمایا ایسا نہ کہا کرو۔ اس سے تمہارا نفس ذلیل ہو جاتا ہے۔

ایک دن منبر پر چڑھ کے فرمایا کہ ایک دن وہ تھا کہ میں اپنی خالہ کی بکریاں بچرایا کرتا تھا۔ اور وہ اس کے عوض میں ٹھہری بھر کھجور دے دیا کرتی تھی کرج میرا یہ زمانہ ہے۔ یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے تھے حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا۔ یہ تو آپ نے اپنی تنقیص کی۔ بولے۔

”تمہاری میں میرے دل نے کہا کہ تم امیر المؤمنین ہو۔ تم سے افضل کون ہو سکتا ہے؟ اس لئے میں سو جاگ اس کو اپنی تعقیقت بنا دوں۔

ایک دن ہمدق کے اوتھوں کے بدن پر تیل آئی رہے تھے۔

ایک شخص نے کہا۔ امیر المؤمنین یہ کام کسی غلام سے لیا ہوتا ہے۔

”مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے؟ جو شخص مسلمانوں کا والی ہے وہ ان کا غلام بھی ہے۔“ (اسوۃ صحابہ جلد دوم ص ۱۰۰)۔

جس وقت حضرت عمر فاروق نے شام کا سفر فرمایا۔ اونٹ پر

سوار تھے بیت المقدس میں داخلے کے وقت جمع مبارک پر جو لباس

تھا اس میں چوڑے پونڈ لگے ہوئے تھے لیکن چونکہ چڑھنے کے بھی تھے

مسلمانوں نے اس خیال سے کہ میرا بیٹا امیر المؤمنین سے معمولی لباس

اور بے سرو سامانی کو دیکھ کر اپنے دل میں کیا کہیں گے مشورہ دیا کہ

اس موقع پر اونٹ کے بجائے گھوڑے کی سواری ہموزی ہوگی۔ اور

کپڑے بھی مفید ہیں لیکن حضرت عمر نے لوگوں کے اعتراض پر کپڑے سے

بدل لئے اور کہنے پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا پیش کیا ہوا کتان کا

ایک رد مال بھی ڈال لیا پھر ایک اسب تازی لایا گیا اور اس پر سوار

ہوئے۔ لیکن جب وہ اٹھلانا ہوا چلا تو فوراً اتر پڑے اور ساتھیوں سے

مخاطب ہو کر فرمایا۔ مسلمانوں! میری غلطی معاف کرنا۔ قریب تھا کہ

تمہارا امیر ہلاک ہو جاتے۔ اس سرو سامان نے میرے دل میں عجیب

غور پیدا کر دیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے فوراً اپنے کپڑے بھی اتار

پھینکے اور اپنے پونڈ لگے ہوئے کپڑے پہن لئے۔

ابن کثیر نے اس واقعہ کو یوں لکھا ہے۔

عیسائیوں کے ایک پادری نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ آپ عرب کے

آپ جس طرف نکل جاتے لوگ آپ کی تعظیم کرتے۔ آپ فرماتے

لوگوں نے مجھے بہت بڑھا دیا ہے۔ اگر کوئی آپ کی تعریف کرتا تو کہتے

خدا یا تو میرا حال مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کی نسبت

میں خود اپنی حالت زیادہ جانتا ہوں۔ خدا یا میرے متعلق لوگوں کا

جو گمان ہے تو مجھے اس سے بہتر ثابت کر۔ میرے گناہوں کو بخشے۔

اور ان کی بجا تعریفوں کا مجھ سے مواخذہ نہ کیجو۔“ (مخلفات راشدین)۔

خلیفہ ہونے کے بعد ایک بار مکہ معظمہ گئے۔ وہاں آپ کا گھر

موجود تھا۔ آپ کے والد بھی زندہ تھے جو جانیاتھے۔ آپ کے والد کو

معلوم ہوا کہ آپ آئے ہیں تو وہ اٹھنے لگے۔ آپ اڑتی ہی تھے اسکے

پیشے سے پہلے ہی اس سے کہہ کر باپ سے بغل گیر ہونے سے باپ کی

اندھی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آگئے۔ گھر کے اندر گئے غسل کر کے

کپڑے بدلے اور کعبہ شریف کے طواف کے لئے نکلے لوگ چھپے چلنے

لگے۔ آپ نے سب کو روک دیا جو شخص ملتے میں تھا حضرت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتا آپ زار زار روتے اور لوگوں کو

بھی رولانے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلالہ شان اور وقار ملکوت

میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی فوجیں جادو گتیں فتح و نصرت

نے ان کے قدم چومے اور قوموں کے نشان عظمت ان کے سامنے

تھک گئے۔ لیکن آپ کی سادگی اور تواضع و یکساں کا یہ حال تھا کہ

آپ نے اپنے دروازے پر کبھی دربان اور پہرہ دار مقرر نہ کیا کبھی

ایک چیرا اسی تک رکھا۔ یہاں ضرورت ہوتی تو چلے جاتے اور

جو کام ہوتا تو دا انجام دے لیتے۔

ایک دفعہ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے ملنے کی

ضرورت پیش آئی تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ انھوں نے

کہا امیر المؤمنین آپ بلو ا بھیجے میں خود حاضر ہو جاتا۔ فرمایا ضرورت

تو مجھے تھی۔ (اسوۃ صحابہ)

ایک دفعہ سر پر چادر ڈال کر مسلمانوں کی کسی ضرورت سے

نکلے چلتے چلتے تھک گئے تھے۔ ایک غلام کو دیکھا جو گدھے پر سوار

چلا جا رہا تھا۔ اس سے ساتھ ٹھہرائے کی درخواست کی۔ وہ ازراہ

تعظیم خود اتر پڑا اور سواری کے لئے گدھا پیش کیا۔ حضرت عمر نے

فرمایا۔ میں اپنے آرام کے لئے تمہیں تکلیف نہیں دے سکتا۔ تم جس

لے اللہ میں پہلا توہ کہنے والا ہوں جس نے تیری دیگاہیں  
رجوع کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سیرت میں سادگی اور تواضع کا  
پہلو سے نمایاں ہے۔ اپنے ہاتھ سے سخت و مزدوری کرنے میں انکو  
کوئی عار نہ تھا۔ لوگ مسائل پوچھتے آتے تو وہ عموماً کبھی جوتاگا ٹھٹھے،  
کبھی اونٹ چراتے اور کبھی زمین کھودتے ہوتے پائے جاتے۔ مزاج  
میں بے تکلفی اس قدر تھی کہ اکثر زمین پر ہی سو رہتے۔ ایام خلافت  
میں بھی یہ سادگی قائم رہی۔ عموماً چھوٹی آستین اور اونچے دامن کا کرتہ  
اور معمولی کپڑے کا تہہ باندھے بانا دین گنت کرتے پھرتے۔ اگر کوئی  
تعلیماً پچھے پوچھتا تو منع فرماتے۔ اور کہتے کہ اس میں دالی کے لئے فقہ  
اور دوس کے لئے ذلت ہے۔

حضرت علیؑ نے اپنے عہد خلافت میں مدینہ منورہ کے محلے  
کو فہ کو دار الحکومت بنایا تو اہل کوفہ نے ان کی آمد کی تقریب میں  
قصر امارت میں جہان نوازی کا شاندار ساز و سامان کیا۔ لیکن  
فقہ و قناعت کے شہنشاہ نے اس آراستہ قصر میں قدم رکھنا گوارا  
نہ کیا اور فرمایا۔ عمر بن الخطاب نے ہمیشہ ان عالیشان عمارت  
کو حقارت کی نظر سے دیکھا۔ مجھے بھی ان کی کوئی ضرورت نہیں۔  
میرے قیام کے لئے میدان کافی ہے۔ غرض آپ میدان ہی میں  
قیام پذیر ہوئے (خلعائے راشدین)۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم  
کے عہد خلافت میں کوفہ کے والی تھے۔ لیکن سادگی اور بے تکلفی کا  
یہ حال تھا کہ خود بازار جا کر سودا سلف خریدتے۔ اور اپنی بیوی پر لاد کر  
لے آتے تھے۔ اسی طرح اپنا سب کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔  
حضرت مطرف کا بیان ہے کہ ایک بار میں کوفہ میں اپنے ایک دوست  
سے ملنے گیا۔ اتنا سے گفتگو میں حضرت علیؑ کی بعض بے اعتدالیوں  
کا ذکر ہوا گیا، تو ایک شخص نے جو وہاں بیٹھا ہوا اپنے چرمی پیرہن  
پر بیوی بٹانک رہا تھا برہم ہو کر کہا۔ "لے فاسق! کیا تو امیر المؤمنین  
کی مذمت کر رہا ہے؟" میرے دوست نے اس سے عفو خواہی  
کہے کہا۔ "ابو القحافہ! جانتے دو یہ میرے جہان میں۔" اس  
وقت مجھے معلوم ہوا کہ عمار بن یاسر یہی ہیں۔ (دہاجریں)  
حضرت عبدالرحمن بن سمرہ صحیح کہہ کے بعد اسلام لائے اور

بادشاہ ہیں۔ اور یہ ملک اونٹ کی سواری کے لئے موزوں نہیں ہے  
اس وجہ سے اگر آپ لباس بدل لیتے اور گھوڑے پر سوار ہوتے تو درگاہ  
کی نظر میں اس کی وقعت ہوتی۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ  
نے ہم کو جو عزت بخشی ہے وہ اسلام کے ذریعہ سے بخشی ہے۔ اور ہم اسلام  
کے سوا کسی اور چیز کو ذریعہ عزت بنا نہیں چاہتے۔

اس کے بعد ایک اسپ تازی لایا گیا جس پر بغیر کاٹھی اور  
زین کے محض ایک معمولی سا کوئی کپڑا ڈال کر سوار ہوتے۔ لیکن ابھی  
سوار ہوتے ہی تھے کہ فرمایا۔ "روکو روکو" میں نے اس سے پہلے  
کسی کو شہ سلطان پر سوار ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ یہ کہہ کر آپ اتر پڑے  
اس کے بعد آپ کا اونٹ لایا گیا جس پر آپ سوار ہوئے۔

راستہ میں ایک جگہ حضرت عمرؓ کو پانی عبور کرنا پڑا۔ آپ  
بے جھجک اونٹ سے اترے، چرمی موزے اتار کر ہاتھ میں لے  
اونٹ کی ٹیکل پکڑ لی اور پانی میں گھس گئے۔ پیر سالار فوج حضرت  
ابو عبیدہ بن الجراح ساتھ تھے۔ یہ ماجرا دیکھ کر بولے۔ "امیر المؤمنین!  
ہاں کے لوگ آپ کی اس بات کو دیکھ کر بڑا تعجب کریں۔ حضرت  
عمرؓ نے فرمایا۔ "ابو عبیدہ! کاش یہ بات تمہارے سوا کوئی اور  
کہتا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم سے زیادہ ذلیل ہم سے زیادہ حقیر اور  
کم تعداد قوم دنیا میں اور کوئی نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام  
سے عزت دی تو یاد رکھو کہ اگر تم اسلام کی بخشی ہوئی عزت کے سوا اور  
کوئی عزت حاصل کرنا چاہو گے تو اللہ تم کو ذلیل کرنے گا۔"

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلعم کے  
داماد اور امیر المؤمنین تھے۔ آپ باوجود اپنی امارت و خلافت اور  
جاہ و متول کے انکسار و تواضع کے پیکر تھے۔ گھر میں بیسوں لونڈی  
اور غلام تھے۔ لیکن اپنا کام اپنے ہاتھوں سے کر لیتے اور کسی کو تکلیف  
نہ دیتے۔ رات کو تہجد کے لئے اٹھتے اور کوئی سیدار نہ ہوتا تو خود ہی وضو  
وغیرہ کا سامان کر لیتے۔ کسی کو جگا کر اس کی تیند خراب نہ کرتے۔ کوئی  
آپ سے سخت کھائی نہ کرتا تو آپ نرمی سے جواب دیتے۔

ایک دفعہ جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک طرف  
سے آواز آئی۔ "عثمان! تو یہ کہ اور اپنی بے اعتدالیوں سے باز آ۔"  
حضرت عثمانؓ نے اسی وقت قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھایا اور کہا۔

اللهم انی اذل تا شب تاب الیہک (خلعائے راشدین)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کام بہ ہر طرف غزوت ہو کہ میں شریک ہو سکے انھیں بہت رسالت سے فیض یاب ہونیکا زیادہ موقع نہیں ملا۔ پھر بھی ان پر اسلام کا کافی رنگ پڑا گیا تھا۔ وہ ایک ذوقی آدمی تھے۔ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت امیر معاویہ کی امارت کے زمانے میں بڑی بڑے ذوقی کام لئے انجام دیئے تھے۔ یہ سبستان نے فاتح بھی تھے۔ اور کچھ دنوں تک اس کی حکومت پر بھی فاتح تھے۔ ان کے تو اسخ اور خاکساری کا یہ حال تھا کہ بارش کے دنوں میں جھاڑو لے کر گلیاں صاف کرتے پھرتے تھے۔ (میرالصحابہ جلد دوم)۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ خلافت سے پہلے آپ میں بڑی تکنت تھی۔ لیکن خلافت کے بعد وہ مجتہد و انکسار اور تواضع و خاکساری کے پیکر بن گئے۔

اکثر ملازموں کے کام خود کر لیتے۔ اور ان کے آرام میں خلل انداز نہ ہوتے۔ ایک بار جب ابن حیوۃ سے گفتگو کرنے میں رات زیادہ ہو گئی۔ اور چراغ جھلوانے لگا۔ پاس ہی ملازم سویا ہوا تھا رجاہ نے کہا اسے جگا دوں۔ فرمایا۔ سوئے دو۔ رجاہ نے خود چراغ درست کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے انھیں بھی روک دیا۔ اور کہا۔ جہاں سے کام لینا موت کے خلاف ہے۔ پھر خود بیچوں کا تیل لیا اور چراغ ٹھیک کر کے پلٹے۔ فرمایا۔ جب میں اٹھا تھا جب بھی عمر بن عبد العزیز تھا۔ اور اب بھی عمر بن عبد العزیزوں۔ اپنے خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے تمام شاہی امتیازات ختم کر دیئے تھے۔ سرکاری پہرہ داروں کو تعظیم کے لئے ٹکڑے تپنے کی مخالفت کر دی تھی۔ اور خود ان کے برابر بیٹھ جاتے تھے۔

اپنے درج و اقامت اور عبادت و ریاضت کے باوجود دینی اعتبار سے آپ اپنے کو کسی قابل نہیں سمجھتے تھے۔ مرض الموت میں بعض لوگوں نے عرض کیا کہ آپ مدینہ چلے جائیں اور روضہ نبوی میں جو چوتھی جگہ خالی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر کے ساتھ دفن ہوں۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! اگر خدا آگ کے عذاب کے سوا مجھے ہر قسم کے عذاب دے تو میں انھیں جو شیئی منظور کروں گا

لیکن یہ گوارا نہیں کہ خدا کو یہ معلوم ہو کہ میں اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیلوں میں دفن ہونے کے قابل سمجھتا ہوں۔ (تابعین) **حرج و تنقید کی حوصلہ افزائی** | جس زمانہ میں اسلام تہذیب

عرب میں حقیقی جمہوری حکومت کی داغ بیل ڈال رہا تھا۔ عرب کے ہر چہار جانب تھیں حکومتوں کی سطوت و جلال کے پرچم ہرا رہے تھے جن کی برعیا اپنے حکمرانوں اور فرماں رواؤں پر حرج و تنقید کرنے کا تصور بھی دل میں نہ لاسکتی تھی۔ لیکن اسلامی خلفاء و ائمہ نے خود اپنی رعایا کو اپنے اور پر حرج و تنقید کرنے کی تعلیم دی اور جب کبھی ان اور پر حرج و تنقید کی گئی انھوں نے خوشی سے اس کا فیہر مقدم کیا۔ اس کتاب کے قارئین کو اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ اسلامی حکومت کا اصل الاصول اللہ و رسول کی اطاعت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر نے اپنے پہلے ہی خطبے میں یہ اعلان کیا۔

اطیعوا لی ما اطاعت اللہ و اطاعت کروں تم بھی میری اطاعت کرو۔ لیکن میں ہرگز اس کے رسول کی اطاعت نہیں کروں گا۔

حضرت رضی اللہ عنہ بڑے جلال اور بڑے سلفیہ تھے۔ لیکن حرج و تنقید کے متعلق وہ اپنے ایک خطبے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ما جوا جھد تمہائے متعوق شہد ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ ان کے متعلق مجھ سے مواخذہ نہ کرو۔ ایک کہ ملکہ الخراج اور غنیمت کا نامی بجا طور سے جمع کرنا جائے۔ دوسرے یہ کہ جب میرے ہاتھ میں خراج اور غنیمت آئے تو وہ بجا طور پر صرف نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ میں تمہائے رونے بڑھاؤں۔ چوتھے یہ کہ سرحدوں کو محفوظ رکھوں۔ اور پانچویں کہ تم کو ہاتھوں میں نہ آؤں۔

ایک اور موقع پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کے سامنے ارشاد فرمایا۔ تم میرے نفس کے مقابلے میں میری اس طرح مدد کر سکتے ہو کہ مجھے بھلائی کا

حکم دو اور برائی سے روکو۔ نیز خدا نے تمہارے پاس میں حج پر جو ذمہ داری ڈالی ہے اس کے متعلق مجھے نصیحت کرتے رہو۔ (اسلامی ریاست)

اسلامی معلقہ ادارہ امر اور چونکہ خود وہ درجہ کے خدا ترس اور فرض شناس واقع ہوئے تھے۔ اس لئے لوگوں کو شاذ و نادر ہی اپنی جرح و تنقید کرنے کا موقع ملتا تھا۔ لیکن جب ان پر صحیح جرح و تنقید کی جاتی تو وہ اس کی پوری قدر کرتے۔

ایک بار ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا۔ اے عبد اللہ سے ڈرو! اور اس جملے کو بار بار دہرا کر رہا۔ دوسرے شخص نے اس کو ٹوکا کہا اب میں بھی کرو بہت ہو چکا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ان کو کہنے دو۔

اگر یہ حج کو یہ باتیں نہ کہیں تو ان میں کوئی خوبی نہیں۔ اور اگر حج انہی نصیحتوں کو قبول نہ کریں تو ہم میں کوئی خوبی نہیں ہے۔

اسلامی ریاست حاشیہ خلفائے راشدین،

ایک بار حضرت عمرؓ نے ممبر پر چڑھ کر فرمایا۔

لوگو! اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں تو تم لوگ کیسا

کرو گے؟ ایک شخص وہیں کھڑا ہو گیا اور بیان سے تلواریں کھینچ کر بولا کہ ہم تمہارا سر اڑا دیں گے۔

حضرت عمرؓ نے امتحان اڈانٹ کر کہا کہ تو میری شان میں لفظ کہتا ہے؟ اُس نے کہا ہاں ہاں تمہاری شان میں!

اس جواب پر آپ نے فرمایا۔ الحمد للہ، قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں کہ میں ٹیڑھا ہوں گا تو مجھ کو سیدھا کر دیں گے۔

ایک بار حضرت عمرؓ نے کعبہ کے خزانے کو تقسیم کرنا چاہا حضرت شیبہؓ نے اس کی مخالفت کی اور کہا آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کو آپ سے زیادہ مال کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ نے تقسیم کا ارادہ ترک کر دیا۔

ایک پاگل عورت زنا کی مرتکب ہوئی۔ معاملہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش ہوا، انھوں نے صحابہ کرام کے مشورے سے اسے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ لوگ اسے سزا دینے کے لئے بجا رہے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ انھوں نے فرمایا۔ اس کو واپس لے چلو۔ آپ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ پاگل مرد فرج القلم ہوتا ہے پھر آپ اس کو کیوں سنگسار کرتے ہیں؟

حضرت عمرؓ نے اس کو روکا کر دیا۔ اور تکبیر کا نعرہ بلند

کیا (ادامہ صحابہ ص ۱۳۳)

## شاہ ولی اللہؒ کی شہرہ آفاق تصنیف حجۃ اللہ الباعثہ

### سلیس اردو ترجمہ

از علامہ الامام محمد عبدالحق خاںؒ نور محمد مع الطابع۔ نے اپنی معروف شخص اسلامی کے ساتھ مع تن چھاپا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ سب معیاری۔ دو حصوں میں مکمل نکلنے کی قیمت نہیں بیٹے۔

اس ترجمہ سے طلب فرمائیے

مکتبہ تحسینی دیوبند (دیوبند)

ایک بار ایک عورت حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا۔ میرے شوہر میری زیادہ بزرگ کون ہو سکتا ہے۔

وہ رات بھر ناز پڑھتا ہے اور گرمیوں میں برابری سے

رکھتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس کے شوہر کی تعریف

کی، وہ شرمناک چلی گئی۔ حضرت کعب بن شؤب بھی

وہاں موجود تھے۔ انھوں نے کہا۔ امیر المؤمنین! آپ نے عورت کی داد ہی

نہیں کی، اس کا مدعا یہ تھا کہ اس کا شوہر اس سے راہ و رسم نہیں رکھتا۔

حضرت عمرؓ نے عورت کو واپس بلایا۔ اس نے اس کا ہاتھ

بھاف اقرار کیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ ہی سے اس عورت کے

معاملے کا فیصلہ کر دیا اور ان کو اسی وقت بصرے کا قاضی مقرر کر کے بھیج دیا۔

اسلامی خلفاء و امراء اس طرح اپنے ناقدین کی قدر افزائی فرماتے تھے!

ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے آپ سے مجھے راستے میں ایک

خاتون سے ملاقات ہو گئی آپ نے ان کو سلام کیا۔ بولیں سہرا  
 میں نے تمہارا وہ زمانہ دیکھا ہے جب تم کو لوگ عکاظ میں عمر بکتے  
 تھے۔ پھر حینہ دنوں کے بعد تم عمر ہوتے اور اب تمہارا لقب  
 امیر المؤمنین ہے۔ پس رعیت کے معاملے میں خدا سے ڈرو۔ اور  
 یقین کرو کہ جو شخص عذاب سے ڈرے گا اس پر عید فرمائی جائیگا  
 اور جو موت سے ڈرے گا اس کو اب کے فوت ہونے کا خوف  
 لگائے گا۔

ایک شخص حضرت عمرؓ کے ساتھ تھے۔ بولے۔ بنی امیہ نے  
 امیر المؤمنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ جانیدو۔  
 کیا تم نہیں جانتے کہ یہ حکیم کی بیٹی اور عبادہ بن صامت کی بیوی  
 خولہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے ادیر سے ان کی بات  
 سن لی تھی۔ پھر عمرؓ کو اور سنا چاہتے۔ (اسوۃ صحابہ جلد دوم)  
 ایک دفعہ حضرت عمرؓ عورتوں کے عہد کے متعلق تقریر فرماتے  
 تھے۔ دوران تقریر میں آپ نے ارشاد فرمایا۔۔۔ لوگو! تم عورتوں  
 کے عہد میں کیوں زیادتی کرتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور  
 آپ کے صحابہ تو چار سو درہم اور اس سے بھی کم ہر رکھتے تھے۔ پھر  
 اگر خدا کے نزدیک زیادہ ہر رکھنا کوئی بزرگی یا تقویٰ کی بات ہوتی  
 تو ظاہر ہے کہ تم لوگ ان حضرات سے سمیت نہ لے جا سکتے۔ لہذا  
 یاد رکھو کہ آئندہ میں ہرگز یہ نہ سنوں کہ کسی نے اپنی بیوی کا ہر چار سو  
 درہم سے زیادہ رکھا ہے۔

یہ کہہ کر آپ منبر سے اتر آئے۔ اتنے میں ایک قرشی خاتون  
 آئیں اور عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! کیا یہ سچ ہے کہ آپ نے  
 لوگوں کو چار سو درہم سے زیادہ ہر رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔

آپ نے جواب دیا۔ ہاں!  
 وہ خاتون بولیں۔ امیر المؤمنین! کیا آپ نے قرآن مجید  
 میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھا ہے؟  
 و انتم مومن احد احد ہن یعنی نہ مرد! اگر تم نے اپنی عورتوں کو  
 قنطارا قنطارا خدا واپس نہیں مال دو دولت کا ڈھیر بھی نہ دیا  
 صنفہ (انسار) ہر وہ بھی مطلق کے موقع پر تم ان سے  
 اس کو واپس نہیں لے سکتے  
 حضرت عمرؓ نے یہ سنا تو سخت متحیر ہوئے۔ فرمایا۔ اے

خدا! میں تیرے حضور بخشش کا طلب گار ہوں۔ ہر شخص عمر سے زیادہ میں  
 کی کچھ بوجھ رکھتا ہے۔  
 پھر آپ دوبارہ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ لوگو! میں نے  
 تم پر پابندی لگائی تھی کہ کوئی شخص عورتوں کے ہر چار سو درہم سے  
 زیادہ نہ رکھے۔ لیکن اب کہتا ہوں کہ ہر کے معاملے میں ہر شخص زیاد  
 ہے۔ جس کا جتنا ہی چاہے اپنے مال میں۔ یہ اپنی بیوی کو ہر دیشے  
 (تفسیر مواب الرمن پارہ ۱ ص ۱۷)

ایک نظر کتاب  
 شہرہ آفاق محقق ڈاکٹر محمد عبداللہ کفر سے  
 رسول اللہ کی سیاسی زندگی  
 اشتہار میں اس کتاب کی تمام خوبیوں  
 کا اجمالی تعارف بھی ملے گا۔ اس  
 مختصر پر یہ کہ ۸۸ صفحات میں شش بہا مضامین معلومات کے خزانے بھر  
 ہوئے ہیں متعلقہ نکتہ جات اور حضرات کے گرامی ناموں کی اصل کے فوٹو  
 بھی شامل کتاب ہیں۔ ہدیہ مجلد چار پے آٹھ آنے (د للعی)

کتاب التوحید  
 امیر شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ  
 ایک ایسے مقدس کتاب جس میں خاص قرآن و  
 حدیث کے دلائل سے شرک و بدعت اور غیر اسلامی رسوم و رواج کی نقلی  
 کھول کر اس پاکیزہ توحید کا اثبات کیا گیا ہے جو اسلام کا عین مطلوب  
 ہے۔ آج کے زمانے میں یہ قدم قدم پر آپ کو کام دے گی۔  
 قیمت مجلد تین روپے

ہندوستان کی پہلی  
 اسلامی تحریک  
 اس نفاصل اجمل مولانا مسعود عالم  
 ندوی مرحمت اللہ علیہ  
 دہلیت کی ہے۔ اس کا داغ جو اب  
 دیکھ کر اس کتاب میں حضرت سید احمد شہید اور ان کے ماننے  
 والوں کی جلائی ہوئی تحریک اور کارناموں پر بڑی معلومات افزا  
 تبصرہ کیا گیا ہے۔ پڑھنے کے قابل چیز ہے۔ اپنی عام مقبولیت کے  
 باعث تیسرے ہی عرصہ میں اس کا تیسرا ایڈیشن چھپا ہے۔  
 قیمت دو روپے آٹھ آنے

صلیٰ کا پتہ

ملکیہ تجلی دیوبند (پونہ)

# تجلی کی ٹاک

ایسے تمام لوگوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے میں مختصراً آپ کے سوال کا جواب حاضر کئے دیتا ہوں۔

میں نے آج تک کبھی سید ابوالاعلیٰ مودودی سے شریف ملاقات حاصل نہیں کیا۔ ان کی تصویر بھی پہلی بار سالانہ رسالہ میں دیکھی ہے اور میرے ان کے درمیان آج تک کبھی ایک خط کا بھی تبادلہ نہیں ہوا۔ میں نے انھیں صرف ان کی شائع شدہ تحریروں میں دیکھا ہے اور انھوں نے میرا نام صرف تجلی کے واسطے سونپا ہے دورہ مشرق پر جاتے ہوئے وہ کہ اچھی ضرور پہنچے تھے لیکن مودودی ان کی کراچی سے روانگی کے تقریباً سفتہ بھر بعد کراچی پہنچا ہے۔

یہ اظہار حقیقت اس لئے نہیں کہ مولانا موصوف سے ملاقات کرنا کوئی جسم تھا جس سے برأت میں ضروری سمجھوں بلکہ صرف اظہار واقعہ کے لئے لکھا ہے۔ ورنہ سچ یہ ہے کہ مولانا موصوف سے شریف ملاقات حاصل کرنے کا موقع اگر مجھے کبھی مل سکا تو اسے میں اپنے لئے باعث فخر و عزت سمجھوں گا اور یہ ایسی بات نہیں ہوگی کہ جسے میں کسی مصیحت اور خوف سے بر ملا کہتا ہوا ڈروں۔ آپ کے دوست جو خواہ گئے مولانا مودودی سے دوا ہے ہیں پوچھتے کہ وہ کتنی ہے اور کس ذریعہ سے بھارت پہنچ رہی ہے؟ اگر بھارت نہیں پہنچ رہی، بلکہ پاکستان ہی میں کہیں فدوی کے حساب میں جمع کی جا رہی ہے تو اس کی ہی تفصیل سے خادم کو مطلع کیا جائے۔ اس زحمت کے معاوضہ میں خادم اب تک کی تمام جمع شدہ رقم آپ کے دوست کی نذر کرنے کو تیار ہے۔

ذہنی، گرامر، فاسق، استواہ دار، زر خرید اور اسی نوعیت کے دیگر خطا ہاتھ اپنے لئے خاکسار نے بہت مرتبہ کئے۔ لیکن یہ آپ کے دوست نے ”منافق“ کا خطاب بڑا عجیب عطا فرمایا ہے

سوال:۔ از طالب احمد کراچی۔ افترا

ایک بات یہ در یافت کرنی ہے امید ہے آپ اس پر ضرور روشنی ڈالیں گے۔ ہمارے ایک دوست ہیں جس نے تجلی کا پرچہ انھیں دیا تھا انھوں نے فوراً جواب دیا ”یہ جماعت اسلامی کے زر خرید ہیں دیوبند کے علماء کے پیچھے پڑے رہتے ہیں انکو مولانا مودودی تنخواہ دیتے ہیں ایک دفعہ مولانا سے یہ پاکستان میں مل چکے ہیں اور یہ یہاں سے برابر ہدایت دیا کرتے ہیں۔“ میں بھی جتنا اسلامی کا متفق ہوں۔ اس معاملہ پر اگر آپ تفصیل سے روشنی ڈال دیں تو بہتر ہے۔ ہمارے محترم دوست کا کہنا ہے کہ ”وہ کبھی بھی جواب نہ دیں گے بڑے منافق ہیں۔“

جواب:۔

ایم ای سی اور جون ۱۹۵۷ء میں فدوی نے تجلی میں جو کچھ لکھا اس کا سنجیدہ اور معقول جواب دینے کی ہمت تو ہندو پاک میں کسی بھائی کو نہیں ہوتی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جن حضرات کی محبت اور نفرت کے کچھ لہجہ اور غلوں کا فرمانہ ہو وہ دلائل و براہین سے اپنا موقف نہیں چھوڑا کرتے بلکہ اصل موضوع میں راہ جواب نہ پا کر غیر متعلق الزام تراشیوں اور افتراء پر دازوں پر آ کر آتے ہیں گالی دے کر دل کا غبار نکالتے ہیں۔ الزام لگا کر نفس کو تسکین دیتے ہیں۔ وہ اپنی مردانگی اور بہادری اسی میں سمجھتے ہیں کہ مخالف دلائل کا ٹائٹل لے کر بغیر اپنے موقف پر جسے رہنے کا اعلان کرتے ہیں اور دلائل کا ٹاؤٹ لسنے کے بجائے دلائل پیش کرنے والے کی گڑھی اٹھانے تمہا آپ کے دوست ہی نہیں بلکہ بہت سے اور کیم فرماؤں نے بھی۔۔۔ جن میں بعض راہ باب جیسے دوست اور بھی شامل ہیں۔۔۔ میرے مذکورہ مضامین پر وہ وہ خیال آرا یساں کی ہیں کہ اللہ کی

مسلموں کے لیے آپ کے دوست نے اسے "تافق" والے "تفقہ" سے مشتق سمجھ لیا ہے۔ ورنہ تفاق سے جو "مناقیق" بنائے اس کا استعمال تو کسی ایسے ہی شخص کے لئے ہو سکتا ہے جس نے میرے بالکل برعکس طرز عمل اختیار کر لیا ہو۔ میں نے بھارت میں بیٹھ کر ڈسکے کی چوٹ بعض مسائل میں اُن مولانا مودودی کی تائید کی جو شہریت کے اعتبار سے پاکستانی ہیں۔ اور جن کی جماعت اسلامی کو نہ صرف بہت سے علماء وقت بلکہ تقریباً تمام ارباب اقدار بھی موت کی نیند سلا دینے کے خواہش مند ہیں۔ بھارت کے جہاتوں کی یہ روش کسی سے چھپی ہوئی نہیں کہ وہ پاکستان سے ادنیٰ ذہنی تعلق پر مسلمانان بھارت کو غدار پاکستانی سمجھتے اور یہی قرار دے ڈالتے ہیں اور جو شخص مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کی نگلی سے ملے گی تائید بھی علی روس الا شہاد پر سب سے بڑا گناہ ہے وہ اس کی طرح کھڑے مول لیتا ہے۔ ایسے شخص کو زندیق، گمراہ اور خواہ دار وغیرہ جو چاہے کوئی کہے، لیکن "مناقیق" صرف وہی کہہ سکتا ہے جس کے ہوش و حواس ختم ہو چکے ہوں اور نہ جانتا ہو کہ۔۔

بلکہ رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ!

فدوی اگر منافقت اختیار کرنا تو اُن لوگوں کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرنا جو دل سے تو مولانا مودودی کے غلوں و تفقہ اور جماعت اسلامی کے مقصد و موقف پر لبیک کہہ چکے ہیں۔ لیکن دنیاوی مفادات اور مادی مصلحت کے زیر اثر یا تو زبان پر تالے ڈالے بیٹھے ہیں یا خداوند پاک رزق و معاش شریکے میں لے لگا کر تیزا کر رہے ہیں۔ شکر ہے کہ فدوی اپنی نااطاعتی اور انہی کو جہلستے ہوتے بھی مالک الملک کی قدر کا مطالعہ ایمان کامل رکھتا اور خدا سے وحدہ لا شریک ہی کو تہا رزاق مانگتے اور زمین رکھتا ہے کہ خدا ہی ہر حال میں نفع اور نقصان پہنچانے کا واحد مختار ہے۔

اپنے دوست کو سمجھاتے کہ وہ قرآن کو مع ترجمہ غور سے پڑھیں اور آخرت پر رسی نہیں تھی ایمان رکھ کر اُن خوف ناک وحیوں اور باتوں کو دیکھیں جو جھوٹ بولنے والوں، افترا پردازوں نے دلیل بائیں کہنے والوں اور دوسروں کی عزت سے کہنے والوں کے لئے اللہ جل شانہ و علم نازلنے دی ہیں۔ مجھ سے۔ مولانا مودودی سے، جماعت اسلامی سے، خاصاً منظور پر اگر کسی کو اختلاف ہے تو یہ اور بات ہے۔ لیکن جو بگ کذب و افترا اور کہنے بن سے کام لیتے ہیں وہ یقیناً ان بطش سرایت

لشکدید اور حساب آخرت اور عذاب جہنم پر ایسا ایمان نہیں رکھتے کہ جیسا ایمان کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں یوفیق نیک سے اور مجھے اتنی استقامت عطا فرمائے کہ زندگی کے آخری ساتوں تک میری زبان و قلم سے وہی نکلے جسے میرا ضمیر حق مجھ سے خواہ وہ دنیا میں میرے لئے کیسا ہی نقصان دہ اور ہلک اور سو اکن ہو۔ و علی اللہ تو توکل داتا و نستعین و الصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فدواہ ای و ابی و ابی و ابی و ابی۔ والسلام علی من تبع بعد علی۔

**سوال :-** از عبد اللہ (نام شہر نادر) تشریح نبوت

داعی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و رسالت میں بنی اسرائیل پر کئے گئے مظالم کی فہمونیوں کو جو تعلقین و تحطیر فرمائی تھی اس کی وجہ کیا ہے جب کہ رسالت کو کسی قوم و نسل کے ساتھ کوئی رعایت اور خصوصیت ملتی نہیں۔ علاوہ ان میں جب کہ قرآن سے یہ بھی واضح نہیں ہوتا کہ حضرت موسیٰ کی بعثت و رسالت سے قبل بنی اسرائیل کی اخلاقی و ذہنی حالت کیا تھی؟

دعوت (ج) داغھم انیثا جنہلک من المرھب (الایہ) و جب تم کو ڈر محسوس ہو تو اپنا بازو لپیٹے پہلو میں لے لو، یہاں بعض مفسرین و مبعث سے فرعون کی شتمت مراد لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ایسے جلیل القدر پیغمبر خصوصاً نے تجلی حق کا مشاہدہ فرمایا تھا کس طرح فرعون کے دربار و خدمت شتم سے خائف و مرعوب ہو سکتے ہیں، کیا ان کی یہ تاویل عقلاً صحیح ہے؟

**جواب :-**

داعی، آپ کا یہ سوال پوری طرح میری سمجھ میں نہ آسکا۔ اگر اس کا بھٹ میری کوتاہی فہم اور تصور ظم ہے تو میرے لئے اللہ سے اعزاز و فہم و علم کی مدعا فرماتے اور اگر باعث آپ کا نقص تحریر ہے تو میں آپ کیلئے اصلاح و درستگی کی دعا کرتا ہوں۔ شخص اندازے سے آپ کے مافی الضمیر کا تعین کہتے ہوئے مختصر جواب عرض کرتا ہوں کہ اگر حضرت موسیٰ نے فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل پر کئے گئے مظالم پر احتجاج کیا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل کی بے جا طرفداری اور رعایت منظور تھی۔ بنی اسرائیل کی اخلاقی و ذہنی حالت اچھی تھی یا بُری۔ وہ صالح تھے یا شریر۔ اس سے یہاں کوئی بحث نہیں۔ انصاف کہتا ہے کہ ظلم جس طرح صالحین کو منین پر جانتے نہیں اسی طرح بد اعمالوں اور کافروں پر بھی جانتے نہیں۔ قرآن اسی لئے تشبیہ کرتا ہے کہ۔۔

ظاہر ہے کہ یہ خوف فرعون کے ظلم و ستم ہی کا تھا۔ چنانچہ ابن کثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ خوف و ہراس کے عالم میں ادھر ادھر دیکھتے یہ دعا کرتے جا رہے تھے کہ لے اللہ اے اللہ! مجھے ان ظالموں سے یعنی فرعون اور فرعونوں سے نجات دے۔ خود اسی سورت (قصص) میں یہ دعا موجود ہے۔

جن دُعاؤں کے جانوروں کو آپ نے پانی پلایا تھا اسکے والد کہتے ہیں:-

لَا تَحْتَفِ بِجَوَکَ مِنْ الْقَوَمِ | لے موسیٰ ڈرو۔ تم نے ظالموں کی  
(الظالمین) (قصص) | قوم سے نجات پالی۔

پھر خود اللہ میاں کہتے ہیں:-

يَا مُوسَى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ | لے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت!  
شاید خوف کا یہ عالم تھا کہ فرعون باری کے بعد بھی جوتے کہتے ہیں:-

سَرَّيْ اِنِّي فَتَكْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا | لے اللہ میں نے ان میں سے ایک کو  
فَاَخَاتُ اَنْ يَفْتَنُونِ | مانڈالا ہے پس ڈرو تا ہوں کہ وہ مجھ  
+ + + قتل کر دیں گے۔

اب اندازہ فرمایجئے کہ موسیٰ جیسا ملیل القدر پھر جس نے تجلی حق کا مشاہدہ کیا تھا فرعون اور فرعونوں سے خائف و مرعوب ہوا یا نہیں۔ اگر ہوا اور ضرر ہوا تو معلوم ہوا کہ فطرت بشری کے متغیبات شان نبوت کے خلاف نہیں ہیں اور اللہ حبیب ناک بطور خاص نہ چاہے ایک نبی سطوت اہل کفر سے خائف اور ظلم طاغوت سے ترساں ہو سکتا ہے۔ گویا نبی کے خمیر اور جسمانی مشینری ہی میں کوئی ایسی مافوق البشر صلاحیت یا کل نہیں رکھی گئی کہ وہ بلا اللہ صحت انداز کی خصوصی توجہ کے ہر موقع پر بشری ضعف و ناطاقتی سے بالاتر ہو اور بشریت کے جذبات و احساسات موقع بہ موقع اس پر طاری نہ ہوں۔

یہ تو تھا آپ کے سوال کا اصولی جواب۔ اب آیت مستولہ کو لیتے:-

ذَا ظَنَّمْ اَنَّكَ جُنَّاخَلَفَ مِنْ الشَّيْطَانِ | لفظی ترجمہ  
یوں ہے:- دلائے اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے۔

ابن کثیر نے ترجمہ یوں کیا ہے کہ:- "خوف سے بچنے کے لئے

ذَلَا يَجُورُ مَسْكَمِ شَمَانِ قَوْمِ عَلَى الْاَلْتَكْبِ لُوَاد اور کسی قوم سے بغض و نفرت نہیں اس بات پر نہ اُجھار دے کہ تم ظلم کرنے لگو۔ دین فطرت کے اس معنی اور مصفاانہ دوس کی مثالیں اسوۂ رسول اور اطوار صحابہ اور سلم بادشاہوں کے طرز عمل میں بہت ملتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ جیسے تھے اور تمہارے تھے تب۔ فرعون نے جو جزیبہ تیراں ان پر کیں وہ ہر حال داخل ظلم ہیں اور حضرت موسیٰ کا ان پر احتجاج حق پرستی ہے نہ کج جانب داری۔

(ب) اس سوال کے جواب میں اگر میں جو لفظ مرعوب المعانی کشفانی، تعبیر کفر خازن وغیرہم کی تفصیلات میں جاؤں تو بات بہت لمبی ہو جائیگی اور چونکہ کسی اہم اختلافی مسئلہ پر بحث نہیں اس لئے مختصر جواب ہی مناسب رہے گا۔

اس سے پہلے کہ آیت مذکورہ کا مطلب متعین کیا جائے حقیقت کھول دینی ضروری ہے کہ از آدم تا سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنے بھی نبی گذرے ہیں سب کے سب بشر ہی تھے اور ان کی بشریت کے باسے میں مسلمان کو کسی غلط فہمی یا مغالطے میں مبتلا نہ ہونا چاہئے۔ بشر میں جو صفات و دعایات اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں وہ سب بشری ہی کے ساتھ ان کے اندر تھے۔ اور ان سب کو اطاعت آہی کے دائرے میں رکھنے کا کام اللہ جل شانہ نے اس خاص ملکہ نبوت سے لیا تھا جس کی پوری کتبہ اور حقیقت عقل کی گرفت میں نہیں آسکتی جب یہ بات مان لی گئی کہ انبیاء بشر تھے تو خوف یا مایوسی یا غیظ و غضب یا سہو و سہیان جو بشری صفات و خصوصیات میں سے ہیں ان کے اندر پائی جاتی نہ صرف یہ کہ مگر جنہیں بلکہ بقائے عقل ضروری تھیں اور تمہا نبوت ہی وہ چیز تھی جو ان صفات و خصوصیات کو اطاعت آہی کے دائرے میں روک رکھتی تھی۔ قرآن میں متعدد جگہ آپ کو لے گا کہ انبیاء مایوسی سے بھی دوچار ہوئے۔ خوف کا بھی سامنا کیا۔ گھبرائے بھی۔ وغلیٰ ذہا۔ خود اس سورۃ قصص میں کھڑے جس کی آیت آپ نے بے حوالہ تحریر فرمائی ہے۔ حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے جب ایک قبلی جان بحق ہو گیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا | پس صبح کی موسیٰ نے مدینہ میں بجا خوف  
چند سطر بعد ہے:-

ذَخَّرَ مِنْكُمْ اَخَائِفًا | پس نکلے موسیٰ وہاں سے ڈر سے

اپنے بازو اپنی طرف ملے۔

شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "بازو ملائے" یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے۔

بعض علماء یہ بھی تشریح کرتے ہیں کہ غالباً اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہو کہ اگر فرعون کے سامنے خوف محسوس ہو تو اپنے بازو بدن سے غالباً کرنا فوراً خوف دور ہو جائے گا۔ یہی تشریح نجاشی نے قصص الانبیاء میں کی ہے اور علامہ شبیر احمد عثمانی "کا خیال بھی یہی ہے کہ راستہ طلب تو سانپ ہی کے ڈر سے ہے لیکن پوسکتا ہے کہ آئندہ مکے کی بھی خوف نازل کرنے کی یہ ترکیب بتائی گئی ہو۔

وہیے بعض لوگوں نے دھب کا ترجمہ آستین بھی کیا ہے۔ اور اس لحاظ سے آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ "اپنے ہاتھ کو آستین کو کا لکر اپنی طرف لا لو۔"

کلام عرب میں اعطی صافی سہلک (بھی دیش پو کچھ تیری آستین ہو، یا اعلیٰ فی دہی دیہاں میری آستین میں ڈال)۔ جیسے جملے ملتے ہیں۔ مگر امام راغب نے اپنی مفردات القرآن میں پہلے ہی معنی کو بہتر لکھا ہے۔ یعنی خوف۔ اور اکثر مستشرقین نے اسی معنی کو اختیار کیا ہے۔

حاکم کے خیال میں سیاق و سباق کے لحاظ سے یہاں خوف کا مترادف سانپ کا خوف ہے۔ کچھ چھپے دیکھتے۔

ذَانِ اَنْتَ عَصَاكَ وَفَكَذَّبْتَ اَنْتَ اِي لَهِي  
تَعْتَبُكَ اَنْتَ اِي لَهِي وَفَكَذَّبْتَ اَنْتَ اِي لَهِي  
وَلَمْ تَعْتَبْ لِيَوْمِ نِي اَيْلِ وَلَا  
تَحْفَ اَنْتَ مِنْ اَلْوَيْنِ  
اَسْلُكَ اِي لَهِي  
تَحْرُجُ مِنْ اَيْلِ  
وَاَنْتَ اِي لَهِي  
مِنْ اَلْوَيْنِ

اور یہ کہ دلے موسیٰ، ڈالنے اپنی لٹھی بھربھید بھادھوئے، اسکو سانپ کی طرح بھنکارنے انا بھریہ موسیٰ نے۔ موزہ کر اور نہ دیکھا چھپے کر انا فرانا ہے، نے موسیٰ نے آ اور دست لہا۔ کھے کوئی خطہ نہیں۔ ڈال اپنا ہاتھ لپٹا۔ گریبان میں گل آسے سفید ہو کر کہ کسی بڑائی سے۔ اور ملنے اپنی طرف اپنا بازو ڈرتے۔

یہی واقعہ سورہ طہ میں بھی بیان ہوا ہے۔ جہاں وضاحت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ موسیٰ اپنی لٹھی کو سانپ بنا دیکھ کر ڈر گئے اور اللہ نے فرمایا۔

حَدَّثَنَا وَلَا تَحْفَ

اسے پکڑے اور ڈرتے۔

قرآن نے اسی سانپ کو باعتبار جنس حیثہ اور باعتبار تیزی جان اور باعتبار حیامت تعبان کہا ہے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ سانپ جب مڑے کھولتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ ابھی نکل جلتے گا۔ جدھر کو گزرتا تھا پھر ٹوٹ ڈٹ جاتے تھے۔ حضرت موسیٰ اسے دیکھ کر اس قدر سہمے اور خوفزدہ ہوئے کہ بالفاظ قرآن و لٰی مٰی اٰل و لٰہ لہ تعقب۔ اٰل و لٰہ یرون بھلے اور مہیا کہ عالم دہشت میں ہوتا ہے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ان تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرھب یعنی خوف کا راستہ مطلب تو یہاں سانپ ہی کا خوف ہے۔ البتہ یہ ہاتھ ملنے کا اللہ کا بتایا ہوا طریقہ اگر آئندہ سوائے خوف و دہشت کے لئے بھی مفید ثابت ہوا ہو تو کوئی تعجب نہیں۔

خود آپ کے نزدیک بھی چونکہ یہاں خوف سے مراد فسق و عیون کا لینا ٹھیک نہیں اور میں بھی آپ ہی کے خیال کو اسب سمجھتا ہوں اسلئے تفصیل میں جلتے بغیر بھی چند لفظوں ہی میں آپ کو جواب دے سکتا تھا۔ لیکن قدسے تفصیل کی رحمت میں نے یہ ذہن نشین کرانے کیلئے اٹھائی کہ آیت مذکورہ میں "فرعون سے خوف" کی تردید اس بنیاد پر نہیں کرنی چاہئے کہ یہ خوف نشان نبوت کے خلاف تھا بلکہ آیت کا سیاق و سباق ہی اسے بید قرار دیتا ہے۔ دائرہ العلم بالصواب و علمہ اتم۔

سوال از محمد الطھر الکوثر۔ راستہ پور۔

وقت

جی بی جمیل النساہ مرحومہ کا انتقال ہو گیا۔ مرحومہ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے شوہر کو موتی اپنی جائداد کا بنا کر مسجد میں وقف کر دیا جب تک جی بی جمیل النساہ زندہ رہیں خود بھی جائداد مذکورہ کی آمدنی انھیں میں ملاتی رہیں اور مسجد کی بھی ضروریات پوری کرتی رہیں۔ کیا ایسا اذکار قانون خدادادی و قانون موجودہ جائز تھا؟ اب دریا نانت طلب۔ امر یہ ہے کہ اب موتی صاحب کو یہ حق حاصل ہے یا نہیں کہ جائداد موصوفہ کی آمدنی اپنے مصرف میں لائیں یا حق الخیرت تک؟

جواب :-

جمیل النساہ اگر وقف کرتے وقت یہ شرط رکھتی تھی کہ تا زندگی اس میں سے حسب دلخواہ اپنے اخراجات لیتی رہے گی تب تو اس کا تصرف درست تھا۔ لیکن اگر ایسی کوئی شرط نہیں کی اور جائداد مسجد کے نام علی الاطلاق وقف کر دی تو اس کے بعد اس کا ایک حصہ بھی

موصوفہ کے ذاتی خرچ میں آنا جائز نہیں ہے۔ موصوفہ کے بعد متوفی تصدق کو بھی کسی رقم کو ذاتی خرچ میں لانے کا اختیار جمعی ہو سکتا ہے کہ حیران انسانے وقت کرتے وقت اس کی وصیت کی ہو۔ نہیں کی تو ان کا تصرف بھی ناجائز ہے۔ ہاں اہل نظر مسلمان متوفی صاحب کی مسجد سے مستحق خدمت اور نعت کی کوئی اُجرت مقرر کر دیں تو اس کی ادا کی مسجد ہی کے مال سے جائز ہوگی جیسا کہ حاملین زکوٰۃ کو مال زکوٰۃ ہی سے اُجرت مزد دینی جائز ہوتی ہے۔

### سوال ۹ :- از محمد احمد راجپور۔ بھوک ہڑتال

مسلمان اپنے کسی جائز مقصد کے لئے مثلاً تحفظ ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی کیسے شخص یا ادارے یا حکومت کے خلاف بطور احتجاج بھوک ہڑتال کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر خدا و رسول کے لئے جان بھی نکل جائے تو کیا حرام ہو گا؟

### جواب :-

شرعی نقطہ نظر سے بھوک ہڑتال خود کوئی ایک یا امت زدہ قسم ہے جس کے جواز کا ثبوت کتب فقہ میں نہیں آتا۔ اگر کسی دیار کے مسلمان یہ سمجھنے لگیں کہ اس دیار میں ان کا مسلمان رہ کر عیناً ممکن نہیں رہا تو وہ ہی راستے اسلام نے تو یہ کہتے ہیں یا تو ہجرت کریں یا مختلف حالات کو تسلیم کرنے کی ایسی جدوجہد جو قرآن و سنت کی روشنی میں حلال اور پسندیدہ ہو۔

یہ تو شرعی پہلو تھا۔ دنیاوی مفاد کے نقطہ نظر سے بھی بھوک ہڑتال بہت خاص حالات میں خاص افراد کے لئے ہی مفید ہو سکتی ہے ورنہ اس کی اندھی تقلید مضری ہے۔

بھوک ہڑتال کی افادیت کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ بھوک ہڑتال کرنے والا عوام میں اس درجہ مقبول و محبوب ہو کہ اس کی زندگی اور موت کے سوال پر عوام کی ایک بہت بڑی تعداد اپنی جانوں کی بازی لگانے پر آمادہ ہو جائے جسے یہ کہ جس اقتدار

کے مقابلہ میں بھوک ہڑتال کی جارہی ہو وہ عوامی ناراضگی اور اشتعال سے یا خوف زدہ ہو یا اسے اپنے مفاد اور پالیسی کے خلاف سمجھتا ہو۔ یہی دونوں باتیں تھیں جنہوں نے اسی قریب میں انگریزوں کے مقابلہ پر بعض بھوک ہڑتالوں کو کامیاب ثابت کیا اور اس کے نتیجے میں بہت کچھ کو تاحیوں نے برسرِ سمجھ لیا کہ بھوک ہڑتال بھی کوئی اصول یا حربہ جنگ ہے۔ حالانکہ اس کی حقیقت بس اتنی ہے کہ ایک شخص اپنا کوئی مطالبہ منوانے کی غرض سے تو مقابل کو زبان حال سے یہ دھکی دیتا ہے اگر تو نے میرا مطالبہ نہ مانا تو میں قسط وار بھوکا کروں گا اور مجھے موت سے بچانے کے لئے میرے ہزاروں لاکھوں معتقدین کو تیرے خلاف سرزدہ ممکن ہنگامہ برپا کریں گے جس سے تو میرا مطالبہ ملے اور مجھے فائدہ توڑنے کا موقع دینے پر مجبور ہو جائے گا۔

اب اگر متو مقابل واقعی یہ سمجھتا ہے کہ عوام اس دھکی لینے والے کے بہت زیادہ مفید ہیں اور عوامی ہنگامہ آرائی میرے لئے اس سے زیادہ مشکل پیدا کرنے کی جتنی کہ مطالبہ مان لینے سے پیدا ہو سکتی ہے تو وہ جنگ یا تو مطالبہ مان لے گا یا کوئی ایسا مفاجہی قدم اٹھائے گا جس سے یہ دھکی جائے عمل نہیں سکے۔ لیکن اگر حالات کا پس نظر یہ نہیں ہے تو ہزار بھوک ہڑتالیں بھی فیر ہید رہیں گی۔

ہمارے بعض مسلمان بھائیوں نے بھی ایک آدھ بار اسلامی رویے کے عنوان سے بھوک ہڑتال کی ہے۔ مگر جلد ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ اندھی تقلید بہت ہی بڑتی ہے اور ہر شخص جہاں تا گا نہ ہی نہیں بن سکتا۔

### سوال ۱۰ :- از ریاض الدین احمد۔ چک سنگور قلب

ہیومن فزیالوجی (HUMAN PHYSIOLOGY) جو علم طب کا ایک شعبہ ہے، دماغ اور اس کے تعلقات کو بانی ہے جو حرکات کا مبداء قرار دیتا ہے۔ نیز یہ تسلیم ہے کہ دماغ اور اس کے

## احسن الکلام

امام کے پچھلے سورہ فاتحہ پڑھنے نہ پڑھنے کے مسئلہ پر اتنی جامع مدلل اور مفصل کتاب کہ آج تک اس موضوع پر کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس کو پڑھنے کے بعد کوئی مسلمان اس مسئلہ کے بارے میں تذبذب اور بدگمانی کا شکار نہیں رہ سکتا۔ غلط ذہن کے لوگ آج بھی کتابوں اور اشتہاروں کے ذریعہ اس مسئلہ پر بحث و مناظرے کا فتنہ کھڑا کر کے بھولے مسلمانوں کو غلط فہمیوں اور بدگمانیوں میں مبتلا کرتے رہتے ہیں۔ یہ کتاب انشاء اللہ ایسے لوگوں کا مکمل اطمینان بخش جواب ثابت ہوگی۔ یقینی افادیت کے پیش نظر ہی اسے پاکستان میں لکھا گیا ہے۔ دو حصوں میں مکمل قیمت چھ روپے آٹھ آنے

### مکتبہ تحلی دیوبند دیوبند

تعلق رکھتا ہے۔

امین لکھتا کہ اس اہم مسئلہ پر مفصل طور پر روشنی ڈال کر آئندہ اشاعت میں اس کا جواب شائع کیا جائے گا۔

### جواب :-

جنتی آیات آپ نے نقل فرمائیں اس کے علاوہ کتنی ہی آیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قلب کا کام صرف وہی نہیں جو مادی طور پر کمپوشن میں ایک پرنے کا ہوتا ہے۔ بلکہ اس کی کارگزاری کا دائرہ بعض غیر مادی اور غیر مرنی حقائق تک پھیلا ہوا ہے۔

ہیت سے علمائے اسلام نے اگرچہ تشریح کی ہے کہ قرآن کی مراد قلب سے یہ قلب نہیں جو ایک مضغہ گوشت کی شکل میں سینہ کے اندر دھڑک رہا ہے، بلکہ وہ ایک لطیف ہے۔ یعنی ایسی غیر مرنی اور غیر مادی چیز جیسی کہ روح اور نفس ہے۔ اس تشریح کی رو سے تو سائنس کے نظریات سے کوئی ٹکری نہیں رہتی۔ لیکن راقم الحروف علمائے مذکورہ خیال سے متفق نہیں ہے اور اس عدم اتفاق کا باعث جہاں یہ ہے کہ جس حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ دل کے بگڑنے اور ستورنے پر انسان کے بگڑنے اور ستورنے کا واسطہ ہے۔ یہ اندازہ زبان یہ ہے کہ تمہارے سینہ میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ یہ اندازہ زبان صریح طور پر بتاتا ہے کہ معنوی لحاظ سے انسان کو بگاڑنے اور ستورنے والا یہی محسوس و مرنی قلب ہے جو گوشت کی شکل میں سینہ کے اندر رکھا ہوا ہے۔

اس کے علاوہ میں یوں بھی مذکورہ خیال سے متفق نہیں کہ کسی لفظ کو مجازی اور غیر معنوی معنی میں لینے کے لئے قرینہ چاہئے۔ مجھے اپنے علم کی حد تک کتاب و سنت میں کوئی قرینہ ایسا نہ ملا جس کے سہارے قلب کے معنوی اور لغوی و حقیقی معنی کو ترک کر کے ایک مجازی و مستعار معنی متعین کرنے نہ صرف ممکن ہوں بلکہ ان پر تصریح کیا جاتا ہے۔

سائنس نے غالباً ابھی تک یہ دعویٰ نہیں کیا ہے کہ وہ جسم انسانی کے تمام لطائف و اسرار سے واقف ہو چکی ہے۔ بلکہ جو تھوڑا سا مطالعہ میں نے سائنس کے متعلق مضامین کا کیا ہے ان میں تو کچھ اس طرح کے اعترافات ملتے ہیں کہ جسم انسانی کے لطائف و خواص مقرر اور عمومی تجربہ غرابی کی راہ میں ابھی سائنس ایسی ابتدا پر ہے کہ نہیں کہا جا سکتا

متعلقات میں خرابی واقع ہونے کی وجہ سے مختلف خواص و حرکات میں خلل واقع ہوتا ہے۔ صرع۔ لیان۔ فلج۔ نقہ۔ مالتویسا۔ جنون وغیرہ امراض دماغی ہی کی خرابی سے لاحق ہوتے ہیں۔ سوچئے سمجھئے، ارادہ کرنے کی قوتیں دماغ کے سرپرست والے حصہ میں رکھی گئی ہیں۔

علم نفسیات کی رو سے بھی دماغ ہی کل خواص و حرکات کا مبداء و مرکز ہے اس سے یہ کہنا مقصود ہے کہ تو برعین سوچئے سمجھئے اور فیصلہ کرنے کا فعل دماغ ہی کا ہے۔ مگر قرآن پاک کی آیات پاک کی روشنی میں دل سوچئے سمجھئے اور تدبیر کرنے کا مقام ظاہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (التوبہ ۷۶) مَعْرِفَاتِ اللَّهِ قُلُوبُهُمْ بِالْحَقِّ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ۔

(ترجمہ) انکے دلوں کو سمجھ دیا ہے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ بوجھ نہیں رکھتے۔

اعراف ۲۲۔ لَعَنَ قُلُوبَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَعْنَةُ اللَّهِ لِقَوْمٍ كَثِيرٍ مِمَّنْ هُمْ أَفْجَاءٌ لِمَا هُمْ يُوعَدُونَ۔ ان کے پاس دل ہیں مگر ان سے سمجھتے نہیں۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں، مگر ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان ہیں۔ مگر ان سے سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اور بھی زیادہ مگر۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

محمد ۲۔ سَلَا شُمَّمًا شَدَّ شَهِبَةً فِي صُدُورِهِمْ وَسُرَّالِهِمْ ذَالِكِ يَأْتِيهِمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ۔

(ترجمہ) ان کے دلوں میں خدا سے زیادہ تمہارا (یعنی بندوں کا) خوف ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ سمجھ بوجھ نہ رکھنے والے لوگ نہیں ہیں۔

محمد ۳۰۔ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْفَرَارِينَ أَفَمَنْ عَلَىٰ حُسْبٍ أَفَأَنْفَالُهُمْ كَمَا۔

(ترجمہ) کیسا وہ قرآن میں تذکرہ نہیں کرتے یا ان کے دلوں میں تفصیل لگے ہوئے ہیں۔

قرآن اور طبی سائنس کے ان متضاد نظریات میں آخر ایک مسلمان کس طرح ایک معقول فیصلہ پہنچ سکتا ہے۔

طبی سائنس کا نظریہ یہاں تخمین و ظن سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ شہادت و تجربات سے پایہ ثبوت کو پہنچے ہوئے نتائج سے

آگے کتنی طویل اور بے انداز مسافت قطع کرنی باقی ہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ علم نفسیات کے پاس دماغ ہی کے محل جو اس نہ حرکات کا مبداء و مرکز ہونے کی کیا دلیل ہے اور کیونکر وہ قطعیت کے ساتھ بتا سکتا ہے کہ اس کے موجودہ اصول و نظریات امکان خطا سے بالاتر ہو چکے ہیں۔

دماغ کو ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں وہ فلسفہ و منطق اور سیاست و حکمت میں استدلال و بحث اور ترمیم کا سبب اور آرائش و امتیاز کا غیر مرئی و غیر مادی فریضہ انجام دیتا ہے وہیں اس کے متعلق جسم انسانی کی حیات و بقا کے لئے کچھ ایسے مادی فرائض بھی ہیں جیسے کہ جگر اور پھیپھڑوں وغیرہ کے متعلق اگر آپ کسی کا دماغ بھوڑ دیں تو اس کا سارا جسم ہی موت سے دوچار ہو جائے گا۔

اسی طرح قلب انسانی سے متعلق اگر بعض مادی فرائض ہیں تو اس میں کیا احتمال ہے کہ کچھ غیر مرئی اور نامحسوس فرائض بھی اس کے ذمہ ہوں؟

میں اپنی سائنس سے ناواقفیت اور ہومس فریالوجی سے ہمت کے باعث اس پوزیشن میں تو نہیں ہوں کہ آپ کے سوال کا مکمل اور اطمینان بخش جواب دے سکوں۔ تاہم چند سوالات میں آپ کے آگے رکھتا ہوں ان پر عین تفکر فرمائیں۔

پہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ کتنے ہی مستشرقین نے اپنی تحریروں میں اسلام اور غیر اسلام کی بر ملا تعریفیں کیں ہیں بعض نے تو بہانہ تک لکھ دیا کہ محمد عربی سب سے بڑے پیغمبر اور واحد مثالی انسان تھے۔ ذرا تازہ کی مشہور ترین شخصیت برنارڈ شلے نے جن کا انتقال حال ہی میں ہوا ہے اسلام کو سب سے اچھا مذہب مانا اور توقع ظاہر کی کہ دنیا اگر کسی مذہب پر جمع ہو سکتی ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔

عقل و دماغ کہتے ہیں کہ جو چیز اچھی اور اعلیٰ ہوا ہے اختیار کرتے ہوئے بُری اور ادنیٰ چیز کو یک طرفہ طور پر دینا چاہئے۔ دماغ کی ماری ہی تو میں اس بات کی تائید میں ہیں۔ لیکن یہ آخر کس قوت کا اثر ہے کہ یہ تعریف کرنے والے مستشرقین کفر ہی پر رہے اور اسلام قبول نہیں کیا؟ عملی قبولیت اگر دماغ ہی کی کارگزار کی کاغذ ہو سکتی ہے تو یہی دماغ پوری ضبوطی اور قوت کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ بُری کو چھوڑ کر اچھی چیز کو قبول کر لو!

دوسرا سوال خود ہماری روزمرہ کی زندگی سے متعلق ہے۔ ہم اور آپ دن رات ان کاموں کو کرتے ہیں جنہیں ہمارا دماغ و میل کی پوری وسعت کے ساتھ نرا اور قابل ترک قرار دے چکا ہے۔ ہم رشوت لیتے ہیں، جو اچھے لگتے ہیں، قتل کرتے ہیں، ڈاکے ڈالتے ہیں۔ حالانکہ ان چیزوں کی قباحت و شناخت کو دماغ روز اول سے پوری طرح ماں چکا ہے عقل و ذہن کے پاس کوئی دلیل ان کے جوازِ عام کی نہیں ہے۔ مگر ہم آخر کیوں بڑا تکلف اور مسلسل ان غیر معقول چیزوں کو اختیار کرتے ہوئے ہیں؟ ہمارے اندر کوئی نساہت بردہ ہے جو دماغ کے فیصلوں پر غلط متوجہ نہیں ہونے پر ہمیں آمادہ کرتا ہے؟

تیسرا سوال اس جذبہ معروف سے متعلق ہے جسے "تجنت" کہتے ہیں اور جو اسباب کی حد تک کائنات کی بقا کا بنیادی پتھر ہے۔ "عشق باذی" کے بارے میں تو ممکن ہے کہ خیال دماغ جیسا کوئی عنوان تجویز کر دیا جائے۔ لیکن فونی رشوت کی تجنت کو تو ایسا کوئی عنوان نہیں دیا جاسکتا۔ میں پوچھتا ہوں اپنی بد صورت و بد سیرت اولاد کے مقابلہ میں ماں باپ کو دوستوں کی خوبصورت و خوب سیرت اولاد سے رغبت و تجنت کم کیوں ہوتی ہے۔ اپنے ایک سیاہ فام بچے کے بدلے میں دوسروں کے تو خوب صورت اور خوش رنگ بچے ماں کیوں قبول نہیں کرتی؟ آپ کہیں گے بی نظرت ہے۔ میں کہوں گا آخر اس فطرت کو اچھا کرنے اور ظاہر کرنے والی کل جسم انسانی میں کونسی ہے۔ دماغ تو کہتا ہے کہ ایک غریب ترین آدمی کے اگر چہ بچے ہیں اور کوئی دولت مند، ایک بچہ پچاس ہزار میں خریدنا چاہتا ہے تو غریب آدمی کو فوراً بیچ دینا چاہئے۔ کیونکہ ایک بچہ کم ہو جانے سے کلا کوئی نقصان نہیں ہوتا اور پچاس ہزار کی رقم زندگی میں سیکڑوں عیش تیریں لاسکتی ہے۔ مگر مشاہدہ بتاتا ہے کہ دماغ کی اس معاملہ میں نہیں جلتی۔ بلکہ فطرت کا تقاضا غالب رہتا ہے۔ آخر کیوں؟ یہ جو آپ نے فرمایا کہ "طبی سائنس کا نظریہ یہاں تک نہیں وطن سے تعلق نہیں رکھتا" بلکہ مشاہدات و تجربات سے پابہ ثبوت کو سنبھالنے ہوتے نتائج سے تعلق رکھتا ہے، مجھے اس سے اختلاف ہے۔ جس طرح سائنس یہ شاہدہ کر ادیتی ہے کہ پانی گرمی پا کر بھاپ بن جاتا ہے کیا اسی طرح اس کے پاس یہ شاہدہ کہ اسے کبھی کوئی ذریعہ ہے کہ انسان میں جتنے بھی جذبے اور دماغی اور احساسات پیدا ہوتے ہیں سب کا منبع و مرکز بالیقین دماغ ہی ہے۔ چیرھاڑ کے ذریعہ یہ تو دیکھا جاسکتا

کرم انسانی میں کتنے پرتے ہیں اور کتنے پرتے ہیں کا کیا طریقہ عمل ہے۔ لیکن یہ دیکھنا کہ جو بھی جذبہ اور احساس اور داعی آدمی میں بجا حیات پیدا ہو اور صرف اور صرف دلخیزی سے پیدا ہوا آخر کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

انجیل میرے پاس فی الحال موجود نہیں، لیکن حافظ کہتا ہے کہ انجیل میں بھی بعض ایسے امور کی نسبت دل کی طرف کی گئی ہے، جنہیں مادی ماسخ دلخیزی سے منسوب کرتی ہے۔

ہر حال میں اپنی بے علمی کی مناسبت سے جو عرض کر سکتا تھا کر دیا۔ بہتر اور تحقیقی جواب کے لئے اگر آپ اپنے سوال کو مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ایڈیٹر ترجمان القرآن لاہور کو بھیج دیں تو ممکن ہے آپ کو اطمینان حاصل ہو جائے۔ ہندو پاک میں ایک سے ایک بہتر عالم موجود ہے، لیکن مولانا موصوف کا نام خصوصیت سے میں نے اس لئے لیا ہے کہ علم دین کے ساتھ آپ کو معلوم ماہر سے بھی کافی واقفیت ہے۔

## ضروری اعلان

اپریل ۱۹۰۲ء اور جون ۱۹۰۲ء کے تجلی میں مولانا عامر عثمانی نے چند مسائل پر مدلل و مکمل گفتگو کی ہے۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر ان تینوں مہینوں کے کچھ پرچے تیسرے ایڈیشن میں سے چلائے گئے ہیں۔ جس کی ضرورت ہو تو تینوں یا ان میں سے کوئی بھی پرچہ دہری پرچے کے حساب سے طلب کر سکتا ہے۔ نئے ناظرین کے تعارف کیلئے متاع عرض کر دینا مناسب ہو گا کہ ان شماروں میں مندرجہ ذیل دینی مسائل پر کلام کیا گیا ہے۔

(۱) صحابہ صحابہ حق ہیں یا نہیں؟ (۲) حضرت عوا کی پیدائش کے بارے میں اسلام کی دی ہوئی مکمل معلومات (۱۰) ظہور ہندی کے عقیدے کی شرعی حیثیت۔ ان تینوں موضوعات پر مولانا کے سلیط اور سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ (منیجر تجلی دیوبند)

## فاران کا سیرت نمبر

فاران کے مختصر سیرت نمبر نے اپنے لامجاہاب مضامین میں اللہ و شرکے باعث جو عظیم شہرت و مقبولیت حاصل کی اس کے پیش نظر ہم نے کچھ نسخے برائے فروخت نکالنے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ نمبر نہ صرف مطالعہ کے بلکہ محفوظ رکھنے اور بار بار پڑھنے کے لائق ہے۔ قیمت دہری دو روپے آٹھ آنے علاوہ ٹھکانہ ٹاک۔ شائقین جلد طلب فرمائیں۔

## مشارق الانوار

حدیث کی ایک لامجاہاب کتاب

یہ مشہور و معروف کتاب اپنی خوبیوں کے باعث ابلی میں بہت قبول ہے اس میں امام رضی اللہ عنہ نے قرآنی احادیث صحیح کی جس اور تازہ اشاعت میں اس کی ترتیب فقہی ابواب پر کی گئی ہے جس سے معلوم کر لینا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ کونسا فقہی مسئلہ کس حدیث سے نکلا ہے تازہ ایڈیشن میں احادیث کا عربی متن مع اردو ترجمہ رکھا گیا ہے اور ساتھ ساتھ تشریح و توضیح بھی کی گئی ہے۔ مسائل میں مختلف ائمہ کے مسلکوں اور اولیوں کا بیان بھی ہے۔ کتابت و طباعت نفیس۔ کاغذ سفید گلنیز۔ ہدیہ بارہ بیسے (جلد کریم تیرہ روپے جلد اولی بندہ روپے)۔

مکتبہ تجلی دیوبند (یو۔ پی۔)



ہزار پونڈ عطا کے جو ہندوستانی سکے میں کئی لاکھ روپے ہوتے ہیں۔ اسی طرح خلیفہ قادیان اور ان کے صاحب زمانے پر چھوڑا نہ بہت ستر ہزار روپے کے خورد برد کرنے کا دعویٰ دائر ہو گیا۔ اس کے بالمقابل میرے ہی کے صحابیوں کی زندگی دولت شرف کے ان ہنگامہ ہائے سیمیں سے قطعاً خالی ہے اور ان میں جو صاحب مال و دولت ہوتے ہیں انھوں نے اپنے مال و دولت سے جو یاں نہیں خریدیں۔ چھترے نہیں اڑائے۔ اخبارات نہیں نکلتے۔ میا صاحب و مفادات کے کھیل نہیں کھیلے۔ بلکہ اس دولت کو محض پرعقیم کیلئے بیواؤں کو بانٹا ہے، اللہ کی راہ میں صرف کیا ہے۔ سٹریٹیجی سیلانی کا منہ بہت مبرا بن گیا جتلا کر بولے۔

"تم یا تم تو بعض دفعہ بہت ہی خشک اور سنجیدہ ہو جاتے ہو۔ حالانکہ خود تم ہی نے بتایا تھا کہ اگر میں دس سٹ کے لئے سنجیدہ ہو جاؤں تو ڈاکٹروں کی سڑے میں مجھے کالا ریا دیا بیٹس ہو جاتے گا۔"

"ٹھیک ہے" میں نے کہا "کالا اور دیا بیٹس کا علاج ہو سکتا ہے۔ لیکن جوگ نرادموہیت اور خانقاہیت ایسے مرض ہیں جن کا علاج ہی ایک دن نہیں ہوا۔ میں ٹیوس اور مائیناڈ اور ایچ کی کمیابی ترکیب کے ذریعہ ایک تیر بہدت انجکشن ایجاد کرنے کی فکر میں اس قدر سنجیدہ بن چکا ہوں کہ ہنسنا تو درکنار بھڑنا بھی مشکل ہے۔ اور بعد نہیں کہ بہت جلد فرقتی کو مستعداے کسی درگاہ میں جا کر پڑھوں۔ اور مزاد شریف پر سرگرداں ہوں کہ دانا کیم میرا دامن مراد بھرتے۔ جب تک تو کم نہیں کیے گا میں بھوک بڑھائی کروں گا اور اگر کچھ بھی کیم نہیں کیا تو یاد رکھو! آس ہی پاس میں ایک نئی درگاہ بنا کر تیری درگاہ کے عرسوں اور محفوں کی ساری ردائی اپنی طرف کھینچ لوں گی!"

۲۸ ستمبر ۱۹۵۱ء — پچھلے دو شنبہ کو برطانی پارلیمنٹ میں مسئلہ اٹھایا گیا کہ لندن میں حرام کار عورتوں کا زور بڑھتا جا رہا ہے اس لئے قانون میں ایسی ترمیم ہونی چاہئے کہ کوئی حرام کار عورت کسی مرد کو ترغیب نہ دے سکے۔ لندن کے اخبارات کو بھی سرچھا کر لکھنا پڑا کہ لندن کے ایسٹ اینڈ محض میں حرام کاری کا اس قدر زور ہے کہ اسکی وجہ سے لندن ساری دنیا میں بدنام ہو گیا ہے۔ اس پر اکم تو اک شعر یاد آیا۔

تیر کیا سادہ ہیں بیسار ہوتے جس کے عوض  
اسی عطا کے کوئٹے سے دو ایتھے ہیں

پھر ایک حکایت یاد آئی کہ جس کو شیخ بہاؤ الدین نے مولوی صبیح الحق سے اور انھوں نے صوفی قطب الدین سے اور انھوں نے مرزا نظوم علی سے اور انھوں نے محمد خاک درخاک ملا ابن العربی سے طال اللہ عمرہ و شہد اللہ قلہ و ثبت اللہ کلمہ سے بیان کی کہ گنگا پار ایک موضع میں گھٹی کی ایک شخص نے پہلے جوٹا اُس نے بل پھر ڈالی اُس نے کھا دیا پھر ڈالے نیم اور ایلوے اور کرخ کے بیج پھر سنیچا اُس کو پانی سے جیسا کہ حق ہے سینچے گا۔ اور پھر کچھ دن بعد نکلے نیم اور ایلوے اور کرخ کے درخت، تو شور مچایا یہ حد جیسا کہ حق ہے شور مچانے کا اور دوڑا ہو گیا پاس پنچائت موضع اپنی کے اور کہا کہ لے لو گو مجھے صہبت نہ آئی! — لوگوں نے پوچھا کہ فقہ بیان کر! — وہ بولا کہ فقہ کیا بیان کروں۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اب کی فصل میں کچھ لوٹے یا کی شادی کروں گا اور بھگتی تل کا سارا قرضہ چکا دوں گا۔ مگر نکل آتے ہیں میرے کھیت میں بہت واہیات درخت۔ اور نہیں نکل گھوں کا ایک بھی پودا!

پنچائت کے سرخی نے کہا۔

"ہمدردی ہے میں تجھ سے صوفی صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ جلد بنائیں گے ہم قانون ایسا کہ نہ نکال سکے کوئی زمین پوسے واہیات اور آگاکرے گھوں جیسا کہ حق ہے اگے کا!"

سب بچوں نے تعریف اور سترت کی تالیاں بجائیں اور منفقہ آواز میں کہا۔

"بے شک بنا چاہئے ایسا قانون۔ اور اب تک جو قانون چل رہا ہے اس میں ہونی چاہئے ایسی ترمیم کہ نہ آگاسکے زمینیں گھوں اور چاول اور اچھے پھلوں کے سوا کوئی خراب پودہ"

خوش ہو گیا وہ شخص۔ کہ تھا پہلے بہت خم زدہ۔ اور بھول گیا یہ بات کہ بڑے تھے اس نے کس چیز کے بیج اور اطمینان کر لیا اس کے مسائل قانون کے ذریعہ آگے والے گھوں کی منقعات کا۔

ابنا تک ایک بوٹھا دیہاتی اٹھا کہ تھوڑی سی اس کے دائرہ میں گھٹی اور ماتھے پر تھا داغ اور کھانسی رہا تھا بہت دیر سے اب لکھنا سنا جیسا کہ کھانتے ہیں دے لئے درمیان ہستیاوں اور گھروں کے مشکل سے



جان دیدہ تھے سمجھ گئے کہ مکھن لگانے کا یہ خاص موقع ہے۔ چنانچہ ہاتھوں ہاتھ جواب دے دیا کہ اسلام ہندوستان کے ان بڑے مذاہب میں ہے جن پر تمام ہندوستانی فخر کرتے ہیں۔ آپ غور کریں کہ اگر آج کوئی بین الاقوامی مقابلہ اس بات کے لئے منعقد ہو کہ سن چھپن میں آرٹ آف ڈپلومیسی کا سب سے اعلیٰ نمونہ کونسیا ہے تو کیا ہمارے پنڈت جی کا مذکورہ ارشاد مبارک سرفہرست جگہ نہ پائے گا؟ — پائے گا اور ضرور پائے گا۔ بس اسی کا نام ہے سیاست۔ حکمت۔ ڈپلومیسی۔ آرٹ۔ لیڈری وغیرہ۔

دونوں اللہ انوں نے بڑا سا ٹھنڈا کفر بنا لیا۔ یہ اوٹ پٹانگ باتیں تھی کہ مبارک — تم تو یہ پوچھتے ہیں کہ انکی ایکشن میں تیرا دوٹ کدھر چلے گا؟

میں حیران رہ گیا یہ اچانک دوٹ کا سوال کیوں۔ پھر یہ بھی دیکھا کہ دونوں اللہ دلسے جو ابھی چند منٹ پہلے ایک دوسرے کو کھا جانے کے موڈ میں تھے۔ اب ہم آواز اور ملی بھگت ہوتے پڑے ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کا ہاتھ دبا رہے ہیں۔ عرض کیا۔ پہلے آپ بتائیے آپ کے دوٹ کدھر چلتے ہیں؟

”کانگریس کو!“ دونوں نے یک نخت فرمایا۔

”لیکن“ میں نے کہا ”آپ تو خواجہ صاحب ہمارے جو اہل لال پڑھی بگڑے تھے کیا پھر کانگریس کو دوٹ دیں گے؟“

ہنس کر فرمایا۔ ”اے وہ تو میرے ذاتی خیالات ہیں۔ قومی معاملات میں میں ذاتیات کو دخل نہیں دیا کرتا۔ اس کے علاوہ شریعت کی خاطر ذاتی خیالات کو بھی چھوڑنا ہی پڑتا ہے۔“

میں نے تعجب سے پوچھا۔ ”کیا کانگریس کو دوٹ دینا شریعت سے بھی کچھ تعلق رکھتا ہے؟“

فرمایا۔ ”کیوں نہیں۔ جاہل اور شرح معنی اور تبتہ مصلیٰ اور درختار وغیرہ کے گہرے مطالعے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ دوٹ ہر حال میں وطن کی جماعت صحابہ حقہ جمہوریہ کو ہی دینا چاہئے۔“

حقہ کے لفظ پر مجھے ایک بات یاد آگئی۔ پوچھا۔

”حضرت بہت دنوں سے اس شخص میں ہوں کہ حقہ کی ایک جمع آتی ہے۔ رہنمائی فرماتیں تو میں کرم ہو۔“

کچھ دیر سوچ کر بولے۔

تمام لوگ اسلام پر فخر کرتے ہیں۔ کیسے درست ہو سکتا ہے۔ فخر کا حال آئے دن کے نرادر اور اسلام آذربائیوں سے خوب ظاہر ہے۔“

صوفی جی غصہ میں اُکھریے۔

”اب تک تمہارے داغ سے ہیگت نہیں گئی۔ تھی جیسے لوگ آزاد ہندوستان کی جمہوریت اور قوم پروری کے امن پر سیاہ داغ ہیں۔ غدار۔ ہمارا سہانی۔ احمق!“

خواجہ صاحب کو بھی طراہ آگیا۔ ”خواسج اور معتزلہ کے بھی چچا پوٹم۔ الخاد زندقہ تم پر چھایا ہے!“

قریب تھا کہ دونوں اہل اللہ یعنی صوفی اور خواجہ ہاتھ پائی پر اتر آتے ہیں کہ میں نے بریک لگایا۔

”میری شو بھائیو۔۔۔۔۔۔ پہلے یہ لو۔“ میں نے پانوں کی ڈیبا کھول کر دونوں کی طرف ایک ایک پان بڑھایا۔ اگر برائے شاگون ہیں ہم اللہ دلسے پونہی اپنی ناک کٹاتے رہے تو جنت کی خوشبو سونگھنے سے بالکل محروم رہ جائیں گے۔ پہلے پان کھاؤ اور یہ لکھنو کا قوام میں رہنے چھٹانک کا ہے اور حق سے کہ تم دونوں اصل مسئلہ کو دیکھتے ہی نہیں دیکھتے۔ بات میں پڑ رہے ہو!“

اب تو دونوں نے کبھی جوتوں سے میری طرف دیکھا۔ شاید کچھ کہتے بھی مگر پانوں سے مٹنے بند ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کیا ”اہل عرب کا استقبال اور پنڈت نہرو کی نفرت پر وغیرہ سب سیاسی تفسیر ہیں۔ سیاست را تہیہ مقدس میں نہ تو جھوٹ سیج کوئی چیز نہ ہونا ہے نہ زندقہ نہ اعتراض کوئی معنی رکھتا ہے۔ سیاست ان بلکہ سیاست کا فرض ہے کہ نہٹے پہ دہلا ماسے اور بس! سیاست کی اصطلاح میں ہیں۔ جیسے کوتیسا۔ سیر کو سوا سیر۔ مکھی پر مکھی وغیرہم کنیوا لگتیوا۔“

خافہم و تدتورا“

دونوں اللہ دلوں نے کڑوی نظروں سے مجھے گھورتے ہوئے بریک آواز کیا۔

”کیا بتاتا ہے اوندھی سیدھی!“

عرض کیا ”اوندھی سیدھی نہیں۔ صاف سی بات ہے کہ عرب دلوں نے ایک خاص الخاص ٹیکنیکل ورڈ یعنی اصطلاحی لفظ ”رسول“ کو ٹھیک لغوی معنی میں بول کر بہت بڑے آرٹ آف ڈپلومیسی یعنی حکمت سیاسی کے فن کا مظاہرہ کیا۔ پنڈت جی

کئی والے آقلے غزوة خندق یا غزوة عرفات یا غزوة حرا میں کئی دن کی نمازیں قضا کر دی تھیں۔

”کئی دن کی نہیں“ خواجہ نے چپکے سے تصحیح کی ”کئی وقت کی۔ غزوة یرموک کا واقعہ ہے شاید۔“

”پچھنے کئی وقت کی ہے۔ بہر حال اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ قوی اور اجتماعی کاموں کی خاطر نمازیں قضا کرنا اسوۂ رسول میں داخل ہے لہذا مغرب کی نماز حضرت مقرر اور حاضرین جلسہ پھر پڑھ لیں معصیت کی کوئی بات نہیں۔ عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔“

دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے کہا کہ کھانا کھا کر چلتے گا۔ خواجہ نے پوچھا تیار رہے کیا؟ میں نے گھر میں پوچھ کر بتایا کہ صرف ایک گھنٹہ کی دیر ہے۔ صوفی صاحب نے گھڑی دیکھ کر کہا اتنی دیر ہم نہیں ٹھہر سکتے آٹھ بجے اشودھیال سماج سدھار کمیٹی کی شنگ میں پہنچا ہے۔ میں نے کہا اب ساڑھے سات ہیں عثمانی آذان ہو رہی ہے۔ آٹھ بجے جنت ہو گی جماعت سے فراغت تک کھانا بھی تیار ہو جائے گا کھا کر جائے گا۔ خواجہ صاحب نے صوفی صاحب کی طرف مستفراز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کہ کہتے کیا خیال ہے۔ ملا ٹھیک ہی تو ہے۔ رہا ہے۔ صوفی صاحب نے فرمایا کہ شنگ نو ساڑھے نو تک ختم بھی ہو جائے گی۔ خواجہ صاحب نے کہا تو جرح کیا ہے ہیں پوری شنگ کی شرکت سے کیا لینا ہے جو تجویز پاس ہوں گی ان کی تائید و تصدیق نو کے بعد ہی ہوگی، سوچ جا کے کروں گے۔ صوفی جی نے سرگوشی کے انداز میں کہا ”وہ تو ٹھیک ہے، مگر آپ بھول گئے تھاکھیرتی مل سے سیمنٹ کے کوٹے کی بات طے کر رہی ہے۔ اگر دیر میں پہنچے تو معاملہ چرٹ ہو جائے گا۔“

اور اس کے بعد دونوں بزرگ مجھ سادہ لوح مٹا کو یہ شعر پڑھنے کے لئے تنہا چھوڑ گئے کہ:-

ہو گونام جو قبروں کی تجارت کر کے  
کیا نہ سچے گے جو مل جائیں صنم چھڑ کے  
ذرا بعد یہ شعر غلطی بچے میں گایا:-

تیس کے دین و مذہب کو کیا لو چھو ہو دنیا والا  
تشریف کھینچا دیر میں میٹھا کرنا ترک اسلام کیا

﴿.....﴾

۸ اکتوبر ۲۰۰۶ء۔ اطلاع ہے کہ جاپان کی سوشلسٹ پارٹی نے

”حقہ اصل میں خود جمع ہے۔ یہ مجبور ہونا ہے علم اور آگ اور پانی وغیرہ کا لہذا جمع کی کیا ضرورت۔ اور ویسے حقوق اور احقاق جمع ہو سکتی ہے۔“

اب میں صوفی صاحب کی طرف متوجہ ہوا۔

”آپ سے بھی ایک مسئلہ میں رہنمائی کا طالب ہوں۔ جو شخص گرم چلنے کے فوراً بعد ٹھنڈا پانی پی لے اسے فتاویٰ بزازیہ اور۔ مراقی الفلاح وغیرہ میں زندگی اور معترزی لکھا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ اکا کما فتویٰ ہے؟“

فرمایا:- ”تو غیر عقیدے۔ نادان فقہی کتابیں بڑی مستند ہیں ان کا ہر فتویٰ قرآن و حدیث کی میزان میں تول کر لکھا گیا ہے۔ نہیں پی تلی باتیں ہیں تیری سمجھ میں نہ آتے تو تیری عقل کا تصور ہے۔ اگر تیرا بیان درست ہے تو سن دلیل میں دیتا ہوں۔ دیکھ صحت کا خیال رکھنا شریعت میں لازم رکھا گیا ہے کہ صحت کے بغیر عبادت الہی اور حرمت خلق وغیرہ کچھ نہیں ہو سکتی اور گرم چلتے پر ٹھنڈا پانی پی لینے سے پھیٹ پڑے اور صدمہ متناثر ہو کر امراض پیدا کر دیتے ہیں۔ لہذا خود اپنے عمل سے خرابی صحت کا سامان پیدا کرنے والا بڑا عاصی و غاٹی ہے اور چونکہ چائے پانی کی عادت روز کی عادت ہوتی ہے اور ایک ہی چھینان خطا کا روز روز کا ناساؤ عقیدہ پر دال ہوتا ہے۔ اور ناساؤ عقیدہ زندگی اور اعتزال ہی کا دوسرا نام ہے۔ لہذا ایسا کس بڑا بڑا زندگی و معترزی ہوا۔“

شکر ہے دوسری انجمن بھی ڈور ہوئی۔

”بس ایک اور بات پوچھنی ہے۔“ میں نے کہا:- ”اگر عصر کے بعد کسی جلسہ میں کوئی مولانا تقریر کرے ہے ہوں اور مغرب کی نماز قضا ہو جائے تو مسلمان حاضرین کی نماز کا سارا ادارہ مولانا کی گردن پر پڑے گا یا حاضرین بھی کچھ گناہگار ہوں گے؟“

صوفی صاحب نے پوچھا:- ”جلسہ کیسی ہے۔ پہلے اسکی نوعیت معلوم ہونی چاہئے۔ فتویٰ مجموعی احوال کے گہرے مطالعہ کے بعد بتا ہے۔ میں نے کہا:- ”فرض کیجئے گا کہ میں کا ہے۔ دو ٹوک کے لئے فقہ پر ہو رہی ہے۔“

فرمایا:- ”تو فتویٰ صاف ہے۔ ملک کی سب سے بڑی جماعت حقہ مبارکہ کو کامیاب کرنا ایک ایسا اہم اور اعلیٰ کام ہے کہ اس کی خاطر ایک دو وقت کی نماز قضا کر دینا کوئی معصیت نہیں۔ آخر ہمارے

کے لئے جو کچھ بھی کیا جاتے اپنے طور پر کیا جاتے۔ مسیح  
 باتوں کے لئے اسکو میں جا کر اعلان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟  
 واقعی ذرا غور فرمائیے۔ محمد نصیر صاحب نے دکھتی رنگ  
 پکڑنے میں مجھے عاقل بالغ مولا کو بھی کس خوبصورتی سے پیچھے دکھیل دیا  
 ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ دنیا کے سائے ہی بڑے آہستی ہتھیاروں  
 کے تجربات بند کرنے اور امن سکھ کی نگہداشت کرنے کے تاثر توڑ  
 دے غلطی چلے جاتے ہیں اور ہر سال ان تجربات کی تعداد گذشتہ سال  
 کے مقابلے میں کم سے کم دو گنی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ آخر ان وعظوں  
 کا اثر کہاں گیا کیوں نہیں تعویذ منگاتے یہ واعظ ہائے دیوبند سے  
 واسطے اثر وعظ اپنے کے۔

اور ہاں۔ میں ان وعظوں سے پوچھتا ہوں یہ عوام پر کیا رو  
 کو آخر وعظ کیوں دیا جاتا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں عوام مطالبہ  
 کر رہے ہیں کہ انہیں ہم ہائے سروں پر بھینک دو اور توپوں کے دہانے  
 ہماری طرف ٹھکول دو! اگر نہیں تو پھر وعظ کسے سنا یا جا رہے  
 ہوں کا خزانہ آپ کے پاس۔ موت کو سستا اور آزاں کر دیا  
 ہتھیار آپ بنا رہے ہیں۔ دنیا کے ٹنگوں اور حاجتوں کی باگ ڈور  
 آپ کے ہاتھوں میں ہے پھر کیوں آپ آئیں ہی میں بات حیات  
 نہ کر لیا کریں۔ کیوں آپ اعلیٰوں اور نشروں کے ذریعہ حاصل  
 سائنس اور دنیا بازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ دنیا آپ کو جان  
 چکی ہے بیجاں چکی ہے۔ وہ آپ کے آہنی پنجوں میں گر جا رہے۔  
 جس طرح چاہے کھیلے۔ پائی داناں کی حکایت کو طوں لینے سے فائدہ؟

۱۰ اکتوبر ۱۹۵۶ء :- ایک خط ملاحظہ ہو:-

## خط

مکرمی جناب ملا صاحب السلام علیکم۔  
 غالباً آپ نے نہیں سنا ہو گا کہ یہاں سرسنگ میں انجمن  
 ائمہ مساجد کی تنظیم مکمل ہو چکی ہے۔ اب ان کا پروگرام جماعت  
 ائمہ کو ترقی دینا ہے۔ یعنی ایک تازہ ٹنگ میں انھوں نے یہ  
 قرارداد پاس کی ہے کہ جس طرح گورنمنٹ ملازموں کی گریڈ بندی  
 دیگر منٹ کا سلسلہ ہے۔ اسی طرح ائمہ صاحبان کو بھی گریڈ بندی

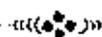
ایک قرارداد کے ذریعہ امن عالم کے قیام کے لئے دس اصول تسلیم کیے ہیں  
 آپ دس ہزار اصول تسلیم کر لیجئے۔ مگر شخص یہم سے کیا ہوتا ہے  
 آج کس دنیا جن اصولوں کو متفقہ طور پر تسلیم کئے ہوئے ہے وہی  
 امن و انسانیت کی بقا اور قیام کے لئے کیا کچھ کم تھے؟۔ انصاف  
 حق دکھتی، سچائی، رواداری، خدمتِ خلق، ظلم سے نفرت، لوٹ  
 مار سے اجتناب۔ یہ سارے اصول کیا دنیا تسلیم نہیں کرتی اور کیا یہ  
 امن و انسانیت کی نگہ باندھنے کے لئے کافی نہ تھے؟۔ تھے اور  
 ضرور تھے۔ لیکن جب معاملہ فقط زبانی صحیح فوج، لفظی شیشہ گری،  
 دجل و دغا، سائنس و ریاضی اور سیاست و آرٹ تک محدود ہو تو ایک  
 ارب اصول بھی کہا تیرا مار سکتے ہیں۔ سچ کہا تھا ڈاکٹر اقبالؒ نے:-

نظر کو تیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی

یہ صناعتی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

تاہم تہا جانان کی سوشلسٹ پارٹی کو خاکسار خطاوار نہیں  
 سمجھتا۔ آج کی سیاست مبارک و سعیدہ کی ساری عمارت ہی الفاظ  
 کی شیشہ گری اور نفس پرستی و خود غرضی کے ستونوں پر کھڑی ہے تہا  
 جانان یا ہندوستان کا رونا نہیں۔

یہ علم یہ حکمت یہ تدبیر یہ سیاست پتے ہیں ہوتے ہیں تعلیم مساوات  
 ظاہر میں تجارت حقیقت میں بچو سود ایک کالوں کیلئے مرگ مفاقتا  
 عیاشی بیکاری بخواری افساس یکلم ہیں فرنگی مذہب کی فتوحات



۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء :- جنتی ارنجی روس کے دارالخلافت ماسکو  
 سے روس اور انڈونیشیا کا ایک مشترک اعلان شائع ہوا ہے جس  
 میں کہا گیا ہے کہ نہر سوئز کے تنازعہ کو پرامن طریقہ سے طے پونا چاہئے  
 ایٹمی ہتھیاروں کے تجربات بند ہونے چاہئیں۔ ہتھیاروں کی دوڑ  
 ختم ہوتی چاہئے نو آبادیاتی نظام کا ختم ہونا ضروری ہے۔

اس پر مشورہ پارٹی کے صدر محمد نصیر نے ایسی دلچسپ بات  
 کہی ہے کہ اک دم مجھے خیال ہوا کہ میری یعنی ملا کی روح تو انہیں  
 حلوں نہیں کر گئی۔ بلکہ یقین کچھ کئی سکھ تو مجھے یہ یقین رہا کہ یہ  
 بات میں نے ہی کہی ہے اور پورٹریکٹ غلطی سے محمد نصیر صاحب کی  
 طرف منسوب ہو گئی ہے۔ خیر انھوں نے کہا:-

”مشترک اعلان سے کسی کو اختلاف نہیں۔ لیکن امن عالم

سالانہ ترقی کا سلسلہ جاری ہونا چاہئے۔ اور اس مطالبہ کے ساتھ بطور سرٹیفکیٹ ذیل کی آئینہ کریم چسپاں فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهُ شَهِيدٌ  
بِاٰیٰتِنَاۤیْ تٰیۤیٰتًا قَلِيْلًا

براہ کرم اپنے مضمون "سسی سے پختے تک میں اس پر یومعتا روشنی ڈالی جائے۔ ہمیں امید ہے کہ ضرور مندرجہ بالا کیفیت اپنے مضمون میں بغیر تغافل شائع فرما کر ممنون فرما دیں گے۔ نیز یہ بھی بتائیں گے کہ مذہبی نقطہ نگاہ سے ائمہ صاحبان کی گریڈ بندی کہاں تک مست ہے؟

الراقم، غلام رسول شاہ کربانی۔ سری نگر۔

(الجواب) ناظرین پہلے بھی دیکھ چکے ہیں کہ خاکسار کو سیٹ کا دوزخ بھرنے کی خاطر مفتی بنا کر لیا گیا تھا اور ادھر فتویٰ حاصل کیے گئے تھے جیسے تھیلے پھر تانھا۔ اب پھر وہی مرحلہ درپیش ہے اور ایڈیٹر صاحب کا حکم ہے کہ اب کی فتویٰ خود نہ لکھا تو تمہارے بال بچوں کو تھیم کر دیا جائے گا۔

وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

تو حضور عالمگیری و درختار کا حال تو مجھے معلوم نہیں۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ موجودہ زمانہ تہذیب و تنظیم کا ہے اور بل مزدوروں سے لے کر حجاموں سوچیوں اور بکر تصابوں تک نے پینٹیں بنائی ہیں تو کیوں ائمہ ساجد کی یونین بنے، اور کیوں نہ جیسے ائمہ صاحب کو گریڈ بندی کے ساتھ سالانہ ترقی ملے؟

وَاللّٰهُ شَهِيدٌ بِاٰیٰتِنَاۤیْ تٰیۤیٰتًا قَلِيْلًا

کا مطلب اگر بعض علمائے دین نے سمجھا ہے کہ ذوقی آیت کے حساب سے آیتیں امت بچو، بلکہ کم سے کم اٹھنی فی آیت ریٹ رکھو تب بھی میرے نزدیک کسی کو اعتراض کا حق نہیں۔ کیونکہ آزادی کے دور میں ہر شخص کو ہر طرح کی تجارتی اور مذہبی آزادی حاصل ہے اور قرآن کسی کے باپ کی ملکیت نہیں ہے کہ اس کی آیات کا مطلب متعین کرنے کے لئے مولوی ملاؤں کا محتاج ہونا پڑے۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ فدوی، گل خیر و حجام کی دکان پر خط نوار ہاتھا۔ پاس کی کسی پریسٹر شاہد انٹرنیشنل، داڑھی منڈوا رہے تھے، مجھ پر جو طابرت کا دورہ پڑا تو خطا کے لئے نے عرض کر دیا کہ صاحب ذمے داڑھی منڈانا بہت گناہ ہے اکدم گڑھے بولے۔ تو کیا آپ کی طرح کیرا بن جاؤں؟۔ سٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا آپ ہی کو مہارک! بنو۔ تو کلام اللہ تعالیموں پر عمل کرتے!

میں نے حیرت سے پوچھا "کیا مطلب ہے؟" بولے "مطلب کیا ہوتا۔ کلّار خسار کو کہتے ہیں اور سوت ہے ہی صاف۔ یعنی خسار صاف رکھو۔ جب قرآن میں یہ آگیا تو ملاؤں کو کیا حق ہے داڑھی منڈانے سے روکنے کا۔"

مجھ پر چودہ طبع روشن ہو گئے۔ کیا گنجائش رہی تھی اب بولنے کی۔ شرف ۵ ہو کر کہنا پڑا کہ آئی ایم سوری و بی بی سوری مائی ڈیرا۔ اور یہ "مائی ڈیر" کا لفظ ہے جگہ اس نے ٹھیکہ دیا کہ سٹریٹ شاہ کے بیور بہت خوش ناک تھے۔ اور اندیشہ تھا کہ اگر انھیں ٹھنڈا نہ کیا تو میری داڑھی بھی زبردستی منڈوا دیں گے۔

حاصل مصدر یہ کہ ختم کرنا ہے خاکسار اپنا فتویٰ اور اس بات کے کہ ہے آج کا زمانہ آزادی اور خود مختاری اور جمہوریت کا اور نہیں اتنا آن کسی کی جاگیر۔ لے سکتا ہے جس کا جی چاہے جس آیت کو جس معنی میں چاہے۔ اور سونکھنا ہے آیتوں سے استدلال کرنا ہمارے آزاد عوام کو حضرت مولاناؤں اور بادلوں اور مفتیوں نے کر لائے ہے پچھلے پچھلے آیتوں کی پوٹیاں اور اسٹیج کا ٹرکس اور لیگ اور احرار اپنی کے اور جب نازل ہو سکتی ہیں آیتیں واسطے وزار توں اور سرسریوں اور گاندھی جینتوں کے تو کیوں نہیں نازل ہوں گی واسطے سالانہ گریڈ اور آیتوں کی خرید و فروخت کے ترقی یافتہ ریٹوں کے لئے۔ اور کہا

مجھ سے ایک فلک سیدہ بزرگ نے کہہ جائے رسول تھے آئی۔ اپنا ابو جتنا آئی ہو گا اتنا ہی زیادہ دین کو سمجھے گا اور اسی لئے نہیں پڑھی مجھ قلندر نے میزان مشعب اور تعلیم الاسلام بھی کہ رنگ لگ جاتا ہے عارف کے قلب پر علوم و تبادی کسی سے۔ اور بوجھل ہو جاتی ہے آئی اور ان کثافت علم کے وزن سے۔ اور سچ کہا ہے کسی عارف یا ائمہ نے کہ۔

علم دنیا سے کہ دیتا ہے کیسا بے خیر نیکہ  
چمکے چودہ طبع روشن ہو رکھا زبردستی

نہر دار الامنا حسن الفتاویٰ

الجواب حق۔ خاکسار ہر وہ علی عقیقہ۔ الجواب صحیح فدوی بنار الدین جتنا فی کان اللہ۔ لہذا جواب اجد۔ احقر مفتی اگر گل دلاتی علی ماعلیٰ۔

(ملازمت صحیح باقی)

# اللہ کا گھر دیکھنے والے

دعوت میں نظم حضرت حمید صاحب مدنی لکھتے ہیں

از تاج الدین احمد اشعر رام نگری

چلے آتے ہیں محض میں باور دیکھنے والے      کھڑے ہیں ان کی خاطر با اور پر دیکھنے والے  
ترسے شائق منظر رہ ہیں اکثر دیکھنے والے      کوئی عالم ہو رک سکتے ہیں کیونکر دیکھنے والے  
وہ آئے دیکھنے اللہ کا گھر دیکھنے والے

ملو میں رحمت حق لا رہے ہیں زائر طیبہ      مرے دل کی لگی بھڑکا رہے ہیں زائر طیبہ  
نگاہوں میں سمانے جا رہے ہیں زائر طیبہ      سراپا حسن بن کرا رہے ہیں زائر طیبہ  
سنبھالیں اپنا اپنا تلب مضطر دیکھنے والے

شہنشاہوں کے یہ ایوان اگر دیکھیں لیا دیکھیں      تعیش کے سرد سامان اگر دیکھیں کوئی دیکھیں  
بہار گلشنِ اسکان اگر دیکھیں تو کیا دیکھیں      تری جنت کو اسے رضوان اگر دیکھیں تو کیا دیکھیں  
مدینے کی بہشتِ روح پرور دیکھنے والے

دیا رہنہ کی بے رنگ سستی کس طرح دیکھیں      بلندی سے ابھی آئے ہیں سستی کس طرح دیکھیں  
بہار گلستانِ عیش و مستی کس طرح دیکھیں      بھلا نقش و نگار بزمِ ہستی کس طرح دیکھیں  
رسول اللہ کا دربار انور دیکھنے والے

نہ کیوں نازاں ہو تو اس انجمن میں بار پائے پر      بکھرتی ہے جہاں سے روشنی سانس زماں سپر  
ملا کرتی ہیں منہ مانگی مرادیں جس خزانے پر      فرشتے مہر سجدہ رہتے ہیں جس آستانے پر  
وہ دیکھا تو نے گھر اللہ کا گھر دیکھنے والے

جالِ لم یزل کے نور سے سینوں کو چمکائے      جہاں سے آ رہا ہے تو وہیں جہکومی پہنچائے  
تصویریں حرم کی اک جھلک اللہ دکھلائے      قسم ہے جھک کو ذوق دید کی اتنا تو بتلائے  
نظر آتا تھا کیا کہہ کے اندر دیکھنے والے

تجھے دیکھا ہے جبکہ جذبہ دل ادھر ہے افروز      یہی جی چاہتا ہے تجھ کو جیم دیکھتا جاؤں  
ترسے قدموں کو چوموں تیری پیشانی کو تو دل      ادھر تیری آنکھوں کی بلائیں تو ذرا سے ہوں  
بہار گنبدِ حضرت اکا منظر دیکھنے والے

# مولانا مودودی پر چند اعتراضات

پر لکھا جاتا ہے تو بہت سے غلط اور گمراہ کن نظریے سامنے آتے ہیں۔ جن کو تسلیم کر لینے کے بعد لازمی نتیجہ ہو گا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دستور و اصول میں ان نظریوں کے ماقبت تبدیلیاں کر دی جائیں اور سلف صالحین کی روش و اصلاحات کو جو سنت نبوی کے قدم بقدم قائم ہے ترک کر دیا جائے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ علامہ مودودی صاحب دین کے ارکان قرآن و سنت کو جلتے ہیں مگر ان کی تعظیم میں اپنے آپ ہی کو نہیں بلکہ پوری جماعت کو مکمل آزادی دے کر اسے کی تعلیم دے رہے ہیں چنانچہ دستور جماعت اسلامی میں فرماتے ہیں:-

”رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے کسی کو عقیدے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔ دستور جماعت اسلامی صکے شائع کردہ مکتبہ لاہور۔“

موصوف کے اس اصول پر چلنے والے حضرات ظاہر ہے کہ خلفاء راشدین صحابہ کرام اور سلف صالحین سے بظن اور اسے کارناموں میں بے معنی تنقید کر کے خبیث الدنیا والآخرۃ کا مصداق بن جائیں گے جیسا کہ خود اس اصول کے بانی علامہ موصوف و خلفاء راشدین صحابہ کرام اور سلف صالحین پر تو ہیں آمینہ تنقید کر کے بظاہر اس کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ موصوف کی اکثر تصانیف تنقید سلف اور توہین بزرگان دین سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔

ان تنقیدات کا لازمی اثر یہ پیدا ہوتا ہے کہ علامہ مودودی صاحب کے تنبیح سب سے پہلے اکابرین امت سے بظن ہو جائیں گے اور یہ کہ امت کے بہترین افراد بھی جن کے بارے میں آج تک مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کی زندگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ذہبی بھائی جن کا سوال مولانا مودودی کی داڑھی کے عنوان سے اگست ۱۹۶۷ء کے مشترکہ تجلی میں چھپا ہے، ایک مفصل خط تحریر فرماتے ہیں جو مدیر تجلی کو رجسٹرڈ موصول ہوا ہے۔ لفظ درج ذیل ہے:-

## خط

مکرمی تسلیم!

میں نے دارالعلوم دیوبند میں پچھلے سال عربی کی ابتدائی کتب میں داخلہ لیا تھا اسی وجہ سے میں نے اپنے نام کے ساتھ قلمی بھی لکھ دیا تھا۔ آپ کے برادرانہ برتاؤ کا شکر یہ اچھے لکھا اعتراض ہے کہ میرا پہلا سوال جو پچھلے شمارے میں شائع ہوا تھا سراسر غلط تھا۔ آپ بھی اگر انجام اخبار میں مولانا مودودی کی تصویر دیکھتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اس میں علامہ مودودی کی کتنی مختصر اور بھی دکھائی دیتی ہے۔ بہر کیف بحکم آنجناب اڑھی داڑھی کو چھوڑ کر علامہ مودودی کے کمالات پر نظر کرنے چاہتے کہ وہ اپنے نظریہ میں اور اپنی تبلیغ میں اور اپنے طریقہ کار میں کہاں تک کامیاب ہیں۔ میں نے مولانا موصوف کی متعدد تصانیف کا بغور مطالعہ کیا۔ پھر میں نے جہاں کچھ سمجھ میں نہ آیا سمجھنے کی کوشش کی اور ایک ننگ کامیاب بھی رہا۔ آخر میں اپنی قوتِ فکر کو مادت کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ موصوف کی تصانیف دو پر حاضر کے ادبی ذوق سے بہت قریب ہیں اور اسلوب بیان میں خاص جا ذہیت رکھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ادبی ذوق رکھنے والے ان کتابوں کے مطالعہ میں مصروف نظر آتے ہیں۔ مگر جب ان مضامین کو ظاہری زیبائش اور نائش سے سیدہ کے معیار و روش پر

جماعت اسلامی کی تحریرات بھی بھٹت انبیاء سے کم مقام نہیں رکھتیں۔ اس دعوے کی بنیاد بہارِ اقبال نہیں۔ بلکہ مودودی صاحب کی وہ تقریر ہے جس کو موداد جماعت اسلامی حصہ دوم کے نمبر ۱۱۲ پر درج کیا گیا ہے اس عبارت کو بخیر تفہیل کیا جاتا ہے جس کے پڑھنے سے آپ کو اس دعویٰ کی تحقیق باسانی ہو سکتی ہے۔

عبارت۔ "اس موقع پر میں ایک بات نہایت صفائی کے ساتھ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اس قسم کی ایک دعوت کا جیسی کہ یہ ہماری دعوت ہے کسی مسلمان قوم کے اندر اٹھنا اس کو ایک بڑی سخت آزمائش میں ڈال دیتا ہے جب تک حق کے بعض منتشر اجزاء باطل کی آمیزش کے ساتھ سامنے آتے رہیں۔ ایک مسلمان قوم کے لئے ان کو قبول نہ کرنے اور ان کا ساتھ نہ دینے کا ایک معقول سبب موجود رہتا ہے۔ اور اس کا عذر قبول ہوتا رہتا ہے۔ مگر جب پورا حق بالکل بے نقاب ہو کر اپنی خالص صورت میں سامنے رکھ دیا جائے اور اس کی طرف اسلام کا دعویٰ رکھنے والی قوم کو دعوت دی جائے تو اس کے لئے ناگزیر ہو جاتا ہے کہ یا تو اس کا ساتھ دے اور اس خدمت کو انجام دینے کے لئے اٹھ کھڑی ہو جو امت مسلمہ کی پیدائش کی ایک ہی غرض ہے۔ یا نہیں تو اسے رد کر کے دہی پوزیشن اختیار کرے جو اس سے پہلے یہودی قوم اختیار کر چکی ہے۔ ایسی صورت میں ان دورا ہوں کے سوا کسی تیسری راہ کی گنجائش اس قوم کے لئے باقی نہیں رہتی۔ یہ عین ممکن ہے کہ اس دو لوگ قبیلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو ڈھیل لے لے اور اس نوعیت کی یکے بعد دیگرے کئی دعوتوں کے اٹھنے تک دیکھتا رہے کہ وہ ان کے ساتھ کیا روش اختیار کرتے ہیں۔ لیکن بہر حال اس دعوت کی طرف سے منہ موڑنے کا انجام آخر کار وہی ہے جو میں نے آپ سے عرض کر دیا۔ غیر مسلم اقوام کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ لیکن مسلمان اگر حق سے منہ موڑیں اور اپنے مقصد و چود کی طرف صریح دعوت کو شکر اٹھنے پاؤں پھر جائیں تو یہ وہ جرم ہے جس پر خدا نے کسی نبی کی امت کو معاف نہیں کیا ہے۔ اچھو نگہ یہ دعوت ہندوستان میں اٹھ چکی ہے اس لئے کم از کم ہندی مسلمانوں کے لئے تو آزمائش کا وہ خوفناک لمحہ آ ہی گیا ہے۔ رہے دوسرے ممالک کے مسلمان تو ہم ان تک اپنی دعوت پہنچانے کی تیاری کر رہے ہیں اگر ہمیں اس کا شکر

کے آسودہ مسکن کے ساتھ وابستہ ہے اور ہر چیز میں وہ اتباعِ سنت کے جو یاں رہتے ہیں علامہ مودودی کی ان تفہیمات کو پڑھ کر یقیناً اس عقیدہ کو غلط سمجھیں گے جس کی وجہ سے سلف صالحین سے ان کا تعلق ہونا ناگزیر ہے اور ایسے افراد بھی ان کے متبعین میں ل جائیں گے جو مودودی صاحب کو تابعین و ائمہ کرام کے مقام سے بلند سمجھتے ہیں جیسا جب تھوڑا عرصہ ہوا کہ ماہنامہ "زندگی" میں ایک مراسلہ شائع ہوا تھا جو ہے اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے کافی ہے ہم اس عبارت کو بعینہ نقل کرتے ہیں۔

"جب میں مولانا مودودی کے خیال کی روشنی میں غور کرتا ہوں کہ اسلام ایک خود پراپیٹ مذہب نہیں۔ بلکہ وہ ایک جامع اور مانع جسد گیر نظامِ حیات ہے تو مجھے تمام صوفیہ کرام و مشائخِ نظام کی زندگی ادھوری معلوم ہونے لگی ہے۔ کیونکہ انھوں نے تارک الدنیا ہو کر اسلام کو جاہلیتِ راہبانہ اور سنیاں سے مشابہ اور چند عبادات اور ظاہری رسوم میں محدود کر کے ایک پراپیٹ یا انفرادی اصول بنا دیا۔ لیکن پھر یکا یک بیخیاں آئے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے صاحبِ مزارات اور علماء کرام اسلام کے اس تصور سے اب تک خالی الذہن رہے اور صحابہ کرام کے بعد سے جو یہ خود طاری ہوا تو آج بھی اسی طرح طاری ہے اور کسی طرح ٹوٹنے کا نام نہیں لیتا کیا اس دور ان کے تمام علمائے کرام اور مشائخِ عظام نے "وقت یا گمراہ کن تھے؟" (رسالہ زندگی) کو برسرِ غمنا ماخوذ از نکو بات ہدایت ص ۱۷۷۔

یہ وہ غلط تاثر ہے جس کی وجہ سے علمائے کرام اس جماعت کے لٹریچر کو ناپسند کرتے ہیں اور مسلمانوں کو اس بات کا شعور دیتے ہیں کہ ان کی کتابوں کو مطالعہ نہ کیا جائے۔ دینی معلومات میں ان سے کام نہ لیا جائے۔

علامہ مودودی صاحب کی تصانیف سلف صالحین سے سورطن پیدا کرنے میں نہ ہر بلا بل کی تاثیر رکھتی ہیں جیسا کہ آپ نے ابھی ماہنامہ زندگی کے حوالے سے لٹریچر دیکھنے والے کا حال سنا۔ اس بدترین دینی خطرے کے باوجود علامہ مودودی جماعت اسلامی کی دعوت کو دعوتِ نبوت کا نام پتہ قرار دیتے ہیں۔

اس دعوے کا لازمی نتیجہ یہ مستفاد ہوتا ہے کہ بائبل بھی

ہیں اور ہماری دعوت سننے کے بعد گریز کرنا پوری مسلم قوم کے لئے ایک شر یہ نظر ہے۔

آپ غور کیجئے کہ ان دعوتوں میں سابق قادیانی نبی کے دعوتوں کی جھلک نہایت لطیف انداز میں پائی جا رہی ہے۔ جو سادہ دل مسلمانوں کو شکار کرنے کے لئے زبردست دایم فریب میں اور تمام علماء حق اور مشائخ کو دنیاوی مفاد کا پرستار بنا کر اُمت مسلمہ کو اغوا کرنے کی ناکام سعی ہے۔ اگر ان چیزوں پر غور کرنے کے بعد کہا جائے کہ بانی عجمت اسلامی انا ولا غیر ہی کے غرے کو کامیاب بنانے کے لئے ذر حاضر کی مقدس جماعتوں کا مذاق بنانے کی سعی نامبارک کر رہے ہیں تو یہ نازیبا نہ ہوگا۔ فقط والسلام محمد شاکر قاسمی دیوبند۔

## جواب از فاروق عثمانی

عزیزی! یہ ظاہر ہو جانے کے بعد کہ آپ ابھی عربی کی ابتدائی کتب پڑھ رہے ہیں مولانا عامر عثمانی کے شایان شان نہ تھا کہ آپ کے ساتھ بحث کرتے۔ اسی لئے خاکسار نے قلم اٹھایا ہے اور اللہ کی ذات سے امید رکھتا ہے کہ کچھ معقول باتیں عرض کر سکے گا۔

سب سے پہلے تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ "مکری۔ تسلیم سے جو آپ نے خط شروع فرمایا ہے یہ طریقہ مسنونہ کے خلاف اور مکروہ کے مقام و منصب سے فروتر ہے۔ آپ جو دو مسروں پر بے ادبی کا الزام لگاتے ہیں اپنے اس القاب و آداب پر نظر کیجئے کہ اپنی مبتدیانہ حیثیت میں کیا یہ سبھی خطاب اس مخاطب کی شایان شان ہے جو مسلسل سات سو نوں سے اللہ کے دین کی خدمت میں منہمک ہے اور دارالعلوم دیوبند کا مکمل فاضل ہونے کے علاوہ خدمتِ افتاء انجام دے رہا ہے۔ اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ دنیا کا مسئلہ اصول ہے کہ کسی علم و فن اور عالم و فن کار کے بارے میں اس شخص کی صحت و تعدیل قطعاً قابل لحاظ نہیں ہوتی جو اس علم و فن کی ایجاد پڑھا رہا ہو۔ مثلاً ماتمس کا ایک ابتدائی طالب علم اگر بڑے بڑے ائمہ ماتمس کے بارے میں کوئی تنقیدی فیصلہ دے لے تو دنیا کا کوئی بھی معقول آدمی اسے قابل اعتناء نہ سمجھے گا۔ آپ نے خود تسلیم کیا ہے کہ عربی کی ابتدائی کتب

میں کامیابی ہو گئی تو جہاں جہاں پہنچے گی وہاں کے مسلمان بھی سی آزمائش میں پڑ جائیں گے۔ میں یہ دعویٰ کرنے کے لئے تو کوئی بنیاد نہیں رکھتا کہ یہ آخری موقع ہے جو مسلمانوں کو مل رہا ہے۔ اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ ممکن ہے کہ ابھی کچھ اور مواقع مسلمانوں کے لئے مقدر ہوں۔ لیکن قرآن کی بنیاد پر اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے یہ وقت ہے ایک نازک وقت۔

ہنر و مستافی مسلمانوں کے سامنے اس وقت دو قسم کی دعوتیں ہیں۔ ایک طرف ہماری یہ دعوت ہے جو مسلمانوں کو ٹھیک اس کام کے لئے تیار رہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلم جماعت کی تائید و تشکیل کی واسطہ عرض قرار دیا ہے اور دوسری طرف وہ دعوتیں ہیں جن کے پیش نظر مسلمانوں کے دنیوی مفاد کی خدمت کے سوا اور کچھ نہیں ہے ان دو متقابل پکاروں میں سے دوسری پکار کی طرف مسلمانوں کا فوج در فوج لپکنا اور پہلی پکار کو امت کی عظیم اکثریت کا ہرے کانوں سے سنتنا اکابر اُمت اور علماء و مشائخ کا اس سے بے اعتنائی برتنایا اس کی کھلی چھپی مخالفت پر اترنا اور ایک گروہ قلیل کا اس کی طرف بڑھنا بھی توڑتے اور بھجکتے اور پس و پیش کیے ہوئے بڑھنا میرے نزدیک ایک نہایت بُری علامت ہے اور ایک عظیم خطرہ ہے جس میں یہ مسلمان قوم اپنے آپ کو ڈال رہی ہے دروداد جماعت اسلامی حصہ دوم ص ۱۱۱

مترجم سید ابوالاعلیٰ مودودی مکتبہ لاہور۔

ناظرین نے اس عبارت سے اندازہ کر لیا ہو گا کہ علامہ مودودی کو یا کہ مبعوث من اللہ میں جن کو اس دور میں کوئی خاص قانون ہدایت حق تعالیٰ کی جانشین سے عطا ہوا ہے۔ اور حضرت انبیاء کی طرح اُمت کو دعوت پہنچا رہے ہیں اور حق تعالیٰ کے عذاب کی دھمکیاں دے کر یہ باور کرا رہے ہیں کہ اس جماعت میں داخل ہونا نجات کی ایک گارنٹی ہے جس میں ہر طرح کی حفاظت یقینی ہے اور اس سے علیحدہ رہنا سراسر محرومی اور عذاب الہی کا ذریعہ اور اس کے ساتھ ہی تمام دینی اداریں اور اصلاحی و تبلیغی جماعتوں کے بارے میں صاف صاف بتا رہے ہیں کہ یہ سب جماعتیں دنیاوی مفاد کے لئے سرگرداں اور سرگردم عمل ہیں، ان کے ساتھ رہنا دین کے لئے کارآمد

آپ نے ابھی پچھلے ہی سال داخلہ لیا ہے تب ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث تک پہنچنے کے لئے آپ کو بہت سے سال درکار ہیں اور قرآن و حدیث پر مناسب عبور حاصل کے بغیر آپ کا عقائد بنیٹھا کسی باپوش کے نزدیک درست نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد میں یہ عرض کر دوں گا کہ آپ نے جس ماحول میں آنکھیں کھولی ہیں اور پرورش پائی ہے وہاں شرفِ حق سے آپ کے کانوں میں یہ عقیدہ ڈالا جا تا رہا ہے کہ جماعت اسلامی مکراہ جماعت ہے اور مولانا مودودی غلط راستے پر ہیں۔ ایک ناچختہ دل و دماغ کی کیفیت اس پچھلے ہونے مادے کی ہی ہوتی ہے جسے کسی بھی مسئلے میں ڈھال کر حسبِ خواہش صورت و شکل دی جا سکتی ہے۔ ناچختہ شعور ہر اثر کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے اور جس صورت میں کہ کوئی عقیدہ اور خیال اُن محترم بزرگوں کی طرف سے ڈالا جا رہا ہو جنہیں ایک نئے خیال اپنا بزرگ اور مرئی تصور کر لے لے تو اثر و نفوذ میں کہیں زیادہ شدت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے جب مولانا مودودی کی تحریروں کا مطالعہ فرمایا تو اگرچہ آپ کی نیت صاف ہو۔ لیکن بغیاتی اعتبار سے آپ خیر جانب دار نہیں تھے۔ بلکہ مولانا مودودی کی گمراہی کا جو عقیدہ و خیال ایک امر واقعہ کی حیثیت سے آپ کے شعور میں جمادیا گیا تھا اس کا لازمی تقاضا تھا کہ آپ اُن پہلوؤں کے متلاشی ہوں جن سے آپ کے عقیدہ و خیال کی تصدیق ہو سکے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی بدعتی جملے علمائے اہل السنہ کی تحریروں کو دکھاتے تو اگرچہ ان تحریروں میں سنہ آن و سنت کے قوی دلائل موجود ہوتے ہیں اور یہ بدعتی قرآن و سنت کا منکر بھی نہیں ہوتا پھر بھی چونکہ پہلے سے وہ بعض غلط عقائد میں گرفتار ہوتا ہے اس لئے علماء کی تحریروں میں آپ سے آپسند قابل اعتراض اور کدو گوشے ڈھونڈنے تلے چاہتا ہے کہ مقابلہ میں دندان شکن دلیلیں لائے اور دلائل نہ لاسکنے کی صورت میں بھی وہ اپنے عقائدِ ضالہ پر قائم رہتا ہے۔ ایمان سے فریلتے کیا اہل بدعت جان بوجھ کر دوزخ میں جانا چاہتے ہیں؟ کیا کوئی آدمی بقیہ ہوش و حواس پر بسند کر سکتا ہے کہ اسے آگ میں جھونک دیا جائے؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ پھر آخر وہ قرآن و سنت کی بات کیوں نہیں مانتا اور اپنے عقائد کو فاسدہ پر کیوں جما رہتا ہے۔ اسکا جواب صرف اور صرف یہی ہے کہ جن باتوں پر آدمی ایک بار عقیدہ جمالیقنا،

انھیں اسکا نفس بڑی مضبوطی سے پکڑتا ہے اور تعلیم و تہذیب کے ہر آیت اور حدیث اور حقائق و واقعات کو اسی زاویہ نظر سے دیکھ جس سے نئے عقیدہ و خیال کی تائید ہو۔ چنانچہ قرآن میں آپ دیکھتے ہیں کہ اہل کفر دلیلِ حق سے عاجز آجائے کے بعد ہی کہتے تھے کہ ہم اپنے آباد اجداد کا مذہب کیسے چھوڑ دیں۔ ہم اب تک جسے حق مانتے آئے ہیں اسے باطل کیسے باور کر لیں۔ وہ تو کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوتِ روحانیہ اور جاہِ بیتِ کدوائے اکثر نفوس کو مغلوب اور عیبیتوں کو معدوم کر دیا۔ ورنہ راسخ عقیدوں کو بدلنا بڑا مشکل ہوا کرتا ہے۔

ان ابتدائی سطوروں کے بعد اب میں جو اب خطِ مکلفوں آتا ہوں۔ عام اس سے کہ یہ خط آپ ہی کا ہو یا اس کے پیچھے کوئی اور کارکن رہا ہو۔

دستور کی جو عبارت آپ نے "معیارِ حق" کے بارے میں نقل فرمائی ہے اس پر مولانا عامر عثمانی نے تجلی ایپریل ۱۹۵۸ء میں اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کے لئے اگر ممکن ہو تو اس کا معقول رد لکھوائیں۔ نہیں لکھوا سکتے تو مطلب یہ ہو گا کہ آپ سے کچھ عرض کرنا ہے۔

حق یہ ہے کہ "معیارِ حق" پر جو تعبیر لکھی گئی ہے اس کی حیثیت محض نزاعِ فطری کی ہے۔ نزاعِ فطری اگر آپ نہ سمجھتے ہوں تو میں بتا دوں کہ معنوی اور عملی حیثیت سے تو ہلکے تمام مستند اہل علمائے اہل سنہ کے ہائے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کا ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم مولانا اشرف علی اور شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ اجمعین کی کتب بکھ جائے صد فی صد آپ کو یہی ملے گا کہ اصل دین اور حق و باطل یہ کھنے کی کسوٹی اور پیمانہ صرف قرآن و سنت ہیں۔ صرف قرآن و سنت۔ اور اجماع صحابہ یا قیاس کو جو ماخذِ دین اور محبت مانا گیا ہے وہ بھی صرف اس لئے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا کسی امر دین پر سختی و تعلق ہو جانا بجائے خود اس کی دلیل ہے کہ قرآن یا حدیث سے وہ امر دلالت یا اشارہ ضرور ثابت ہو گا۔ صحابہ کرام نے یہ طریقہ صرف قرآن و سنت کے حدود پر پابند اور اللہ سے ڈرنے والے اور اسوۂ رسول کی پیروی کرنے والے تھے اُن سے یہ توقع ہی نہیں

مشہور کتاب "البراہین القاطعہ" میں ہے۔ یہ کتاب حضرت لٹا  
رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر لکھی گئی اور علامت دہلی کی  
مصدقہ و مسلم ہے۔ عبارت ہے۔

"اور اجماع بلا سند نہیں ہوا کہ اسے مستند قرآن کی آیت یا  
کوئی حدیث صراحتاً اشارۃً دلالت ہوتی ہے سو وہ بھی حکماً  
حدیث ہی ہوا اور قیاس خود ہنرمند ہے نہ کہ مثبت حکم سورہ بھی  
الکرجماع سے ہے۔"

ملاحظہ فرمائیے۔ اجماع خواہ صرف صحابہ کا لیجئے یا ائمہ و  
علماء کو بھی شامل فرمائیجئے۔ دونوں صورتوں میں قرآن یا حدیث کی صریح  
یا غیر صریح سند ضرور ہوگی اور اس کو حق ماننا اصل میں مستند قرآن و  
حدیث ہی کو حق ماننا ہوگا۔ یہی حال قیاس کا ہے۔ ناخفہم!  
آپ نے فرمایا ہے کہ:-

"موصوفہ کے اس اصول پر چلنے والے ظاہر ہے کہ خلفائے  
راشدین صحابہ کرام اور سلف صالحین سے بدعت اور ان کے  
کارناموں میں بے معنی تمسک کر کے خسو اللہ نیا والا خیرۃ  
کا مہدق بن جائیں گے۔"

آپ نے "ظاہر ہے" کہہ کر اس اپنے خیال کو بدیہیات میں  
شمار کر لیا ہے اس میں آپ کی خطا نہیں۔ بلکہ آپ کے ماحول میں کثرت  
شدت کے ساتھ یہی خیال گونجتا رہا ہے اور آپ کے قلب ذہن سے  
حقیقت مسلمہ تسلیم کر چکے ہیں۔ آپ تو نوجوان ہیں بڑے بڑے متبحر اور  
پوری پوری قوموں سے پروپیگنڈے کی طاقت ظلمت کو نور اور گناہ کو  
نواب نوالیتی ہے جیسا کہ تہذیب مغربی اور فکر باطل کے موجودہ ظہور  
استیلا سے ظاہر ہے۔

لیکن جس چیز کو آپ "ظاہر" کہہ رہے ہیں اس کی "ظاہریت" کا  
یہ علم ہے کہ جب دستور کی یہ عبارت بخوشہ آپ کے ماحول سے باہر  
کے علماء کو برائے استفہام بھی گئی تو انہوں نے اسے عین قرآن و سنت  
کے مطابق اور نقص و تقم سے خالی تسلیم کر دیا۔ ان علماء میں سے بعض کے  
نام یہ ہیں:-

- (۱) مفتی عظیم فلسطین محمد امین حسینی (۲) عبداللہ کثون (۳) شیخ  
عبدالعزیز بن باز الاثری النجدی مدرس مسجد حرم (۴) شیخ حسین محمد  
مخولوف مفتی دہلی مصر (۵) علامہ علی الطنطاوی قاضی و شہنشاہ

کی جا سکتی کہ وہ کسی ایسے عقیدے پر متحد ہو جائیں گے جو قرآن و سنت  
سے مترشح نہ ہو۔ پس اجماع صحابہ کو حجت اور معیارِ حق ماننا بھی  
حقیقت میں خدا اور رسول کو معیارِ حق ماننا ہے۔ اور قیاس کا عالم  
تو یہ ہے کہ کھلے طور پر اس کی حجت قرآن و سنت ہی پر مبنی ہے۔  
دیکھ لیجئے قیاس کی زور سے حائفہ پر نمازوں کی تقاضا روزوں کی قضا  
کے مقابلہ میں زیادہ ضروری ہوتی چلتے۔ کیونکہ نماز روزوں پر  
مقدم اور زیادہ اہم ہے۔ اسی طرح بیٹی کو باپ کے ترکہ میں بیٹیوں  
سے زیادہ حصہ ملنا چاہئے کہ وہ نسبتاً محتاج اور قابل امداد ہے۔  
لیکن یہ قیاسات چونکہ قرآن و سنت کے خلاف تھے۔ اس لئے آیت  
مسلمہ نے منقہ طور پر انہیں متروک و مردود قرار دیا۔ اس سے ثابت  
ہو گیا کہ معیارِ حق نہ بالذات قیاس ہے نہ بالذات اجماع صحابہ  
بلکہ بالذات قرآن و سنت ہی معیارِ حق ہیں۔ اور صحابہؓ تو منظرِ حق  
ہیں۔ آئینہٴ حق ہیں۔ حاملینِ حق ہیں۔ آپ دیکھ لیجئے کہ جن امور  
پر صحابہ کا اجماع نہ ہو سکا ان میں ائمہ نے جس صحابی کی رائے کو  
پسند کیا اختیار کیا اور جس کی رائے کو پسند نہ کیا چھوڑ دیا۔ جیسا کہ  
ابن سعوط نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد انھی  
میں السلام علیک ایھا النبئیؐ پڑھنا ترک کر دیا تھا یا حضرت  
عسکندرؑ نے جینی کے لئے نقد این آب کی صورت میں حکم کو کافی  
نہیں مانا تھا تو امت کے کسی امام و عالم نے مجد قول صحابہ اور عمل  
صحابہ کو معیارِ حق مان کر ان کی تقلید و تائید نہیں کی۔ بلکہ قرآن  
سنت کی روشنی میں انھی تائید حسب سابق پڑھی اور حکم کو فسخ و کلام  
مقام سمجھا۔

تو یہ ہے کہ معنی اور عملاً تو کوئی نزاع نہیں۔ بس الفاظ  
کی حد تک جھگڑا ہے۔ اعتراض کرنے والے "معیارِ حق" کو اسکے  
آئینی اور مٹھوس معنی کی بجائے اپنے مخصوص معنی و مفہوم میں لے کر  
اعتراض کی عمارت اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ جن معنوں میں کوئی شخص  
صحابہ کو معیارِ حق ثابت کرتا ہے ان معنوں میں بعد کے ائمہ اور  
علماء و صلحاء کو نہیں معیارِ حق ثابت کرتا ہوں۔ بلکہ آج کا ہر عالم  
ہر جاہل کے لئے معیارِ حق ہے اور ہر امام صلوٰۃ اپنے مقتدیوں کے  
لئے معیارِ حق ہے۔ زیادہ تفصیل آپ تعلیمی ایپریل ۱۹۵۶ء میں ملاحظہ  
فرمائیں۔ ایک مختصر سی عبارت ضرور پیش کریں گا جو چاہئے یہاں تک

بجائے فعل کا دعویٰ کرنے کے بعد ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی تصنیف یا تفسیر کے بارے میں نئے قائم کرنے کا یہ طریقہ بالکل نادرست ہے کہ اس کے متعلق کسی ایک یا چند افراد کا تاثر معلوم کر لیا جائے۔ قرآن کی اس آیت سے آپ نے خبر نہ ہوں گے کہ **فَضِّلْ بِهِ كُنُوزًا وَيُضِلَّ بِهَا كَثِيرًا** ۱۔ اللہ جل ثنا فرماتے ہیں کہ ہم اسی قرآن سے کثیر افراد کو گمراہی دیتے ہیں اور کثیر کو ہدایت دیتے ہیں۔ یہی مضمون کلام اللہ میں کئی جگہ آیا ہے۔ اگر اس حقیقت نص الامری سے قرآن کے سراپا ہدایت ہونے میں فرق نہیں آتا اور گمراہ ہونے والوں کی گمراہی خود قرآن کے گمراہ کن ہونے کی دلیل نہیں بنی تو آپ بتائے مولانا مودودی کی تحریروں سے اگر کوئی شخص یا اشخاص گمراہی آمیز خیالات کا شکار ہو جائیں تو اس کی ذمہ داری ان تحریروں پر کیوں عائد ہوگی؟ تیسری بات میں یہ کہوں گا کہ ہدایت و گمراہی ناپسند کے اصلاً صرف دہوی پیالے ہیں قرآن اور سنت۔ حتیٰ کہ اجماع اور قیاس بھی ان ہی دونوں کی سند کے اعتبار سے قابل اعتبار سمجھے جاتے ہیں۔ تمام اسلاف و اخلاف ان دونوں ہی انوں پر مبنی اور متفق ہیں۔ کسی دعوت کی اچھائی اور بُرائی جانچنے کے لئے انھیں پیالوں سے کام لینا چاہئے۔ مولانا مودودی کی دعوت اور اس سے متعلق تمام تحریروں میں اس ایک مرکزی عقیدہ و خیال پر گہر دس کر رہی ہیں کہ اسلام کوئی پرائیویٹ دین نہیں نہ صرف چند اصطلاحی عبادتوں کا نام ہے۔ بلکہ ایک ہمگیر اجتماعی دین ہے جو اصطلاحی عبادات سے لے کر سیاست و تمدن اور حشمت و اقتصاد اور جملہ شعبہ ہائے زندگی کو حاوی ہے۔ اسی مرام میں جو آپ نے زندگی سے نفل کیا ہے درمیان میں اس مرکزی عقیدے کی تشریح میں نفل کی عبارت بھی ہے جسے آپ نے نفل نہیں کیا ہے۔

”مسلمانوں کی زندگی کا مقصد اور نصب العین اسی وقت پورا ہو سکتا ہے اور وہ آخرت میں رضیئے آہی اسی وقت حاصل کر سکتا ہے جب وہ اسلام کو ایک منظم حیات کی حیثیت سے برسرے کار لائیں اور ان کی تمام زندگی حکومت آہی کے قیام و دوام، جاہلیت سے نبرد آزمائی اور نظام باطل کی بچائی میں صرف ہو۔“

یہ تو بیرون ہند کے علماء تھے۔ اندرون ہند بھی ایک نہیں دسیوں علماء نے اس عبارت دستور کے بالکل درست ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ جن میں مولانا عبدالماجد دربادی بھی شامل ہیں۔ جو جماعت اسلامی کے متفقین میں سے بھی نہیں۔

اس کے بعد آپ اندازہ فرمائیں کہ مذکورہ عبارت سے آپ کی فریاد گمراہی نکلتا اگر ”ظاہر“ اور ”بدیہی“ ہوتا تو کیا یہ سب لوگ دیوانے ہو گئے تھے کہ بدہیات کے خلاف فتویٰ دیتے۔

میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر واقعی دستور جماعت کا حاصل و نتیجہ جو آپ نے یقین کر لیا تو اہل جماعت کے ذمہ داروں کی تحریروں میں سے ایک دو تراشے تو ایسے لائے جن میں نعوذ باللہ صحابہؓ کی توہین تو درکنار۔۔۔ بلکہ کسی تعظیم و تکریم کی گئی ہو۔۔۔ اس کے برخلاف اگر آپ ہم سے کہیں کہ ان کی وہ عبارتیں کھائیں جن میں صحابہؓ کی تعظیم اور کما حقہ ارب تعظیم ہو، تو ہم انشاء اللہ تمہیں لگا دیں گے۔ مولانا مودودی نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین انسانی لغزشوں کا جو بیان اپنی ایک کتاب میں کیا ہے تو اس پر تجلی پریشانی میں مضمحل بحث کی جا چکی ہے۔ اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ روایات خود مولانا مودودی کی ہیں۔ بلکہ ان علماء میں عبدالرزاق عینی کی عظمت و صاحبیت کے ہم دیو ہندی خود تامل ہیں۔ مولانا مودودی کا تصور حضرت یہ ہے کہ انھوں نے ترجمہ کر دیا ہے۔ اور وہ بھی اس لئے کہ ترجمہ نہ ہو گا کو اگر بنا پینے والے حضرات کہیں صحابہؓ کو بھی مافوق البشر بنا سکیں۔ ماہنامہ زندگی اکتوبر ۱۹۵۲ء سے جو مرام آپ نے نفل فرمایا ہے اس کے بارے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ صحیح طور پر نفل نہیں ہے جس صورت میں کہ آپ نے لکھا ہے ”ہم اس عبارت کو بعض نفل کرتے ہیں۔“ اور لفظ بہ لفظ نفل کے قاعدہ مزہ و مزہ و معروفہ کے مطابق نفل کردہ عبارت کے آغاز و اختتام پر خطوط و عدائی دکھائے، بھی لگائے تو لازم تھا کہ درمیان کے کسی جملہ کی قطع و ٹریڈ نہ ہوتی۔ لیکن زندگی کے مذکورہ پرچے سے مقابلہ کرنے بعد واضح ہوا کہ نہ صرف یہ کہ درمیان عبارت سے بہت سے جملے حذف کئے گئے ہیں۔ بلکہ ایک لفظ کا اضافہ بھی ہے۔ اصل عبارت میں ”گمراہ ہے اور آپ نے گمراہ کن“ نفل فرمایا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اس حذف و اضافہ کی توجیہات کر دیں گے۔ لیکن توجیہ تامل اور چہرے اور انصاف و دیانت اور۔

یہ ہیں وہ الفاظ جن کے ذریعہ مراد سلنگار نے مولانا مودودی کے مرکزی عقیدے کی تصریح کی ہے۔ اگر کسی کو اس مرکزی عقیدے سے اختلاف ہو تو اسے حق ہے کہ قرآن و سنت کے دلائل سے اس کی تغلیط کرے اور صاحب عقیدہ کو ہمال ڈھنڈھ قرار دے۔ لیکن اگر اس عقیدے کی تغلیط کی جرأت نہیں تو یہ طریقہ کہاں تک درست ہے کہ مولانا مودودی کی مگر اہی ثابت کرنے کے لئے ان بزرگوں کے اعمال و اقوال کو پیمانہ بنایا جاتے جن کا پیمانہ اور معیار ہونا امت میں کسی بھی عالم نے نہیں مانا۔ مختلف فیہ مسائل میں بحث اور فیصلے کا صحیح طریقہ وہی ہے جسے اللہ جل شانہ نے صراحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے: **وَإِذَا تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ** جب تم کسی چیز میں جھگڑا کرنے لگو تو مناسبت سے کہہ لے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔

ہمارے بعض محبوب بزرگوں کے کسی قول و فعل پر اگر کوئی شخص قرآن و سنت کی دلیل سے معترض ہو تو اس کے جواب میں یہ الزامی سوال ہرگز معقول نہیں ہو سکتا کہ کیا اتنے بڑے اولیاء اللہ قرآن و سنت کے خلاف کر سکتے تھے؟ کیا انھیں شریعت کا علم نہیں تھا؟ کیا انھوں نے اسلام کو نہیں سمجھا تھا؟۔ یہ سوال اس کم علم کے لئے تو موزوں ہو سکتا ہے جو دین کا کافی علم نہ رکھتا ہو۔ اور تقلید جامد پر مجبور ہو۔ لیکن جو لوگ اپنی علم میں وہ اس طرح کا سوال جب کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شریعت کا معیار قرآن و سنت کی طرح عمل صالحین کو بھی قرار دیتے ہیں۔ یہ مطلب اتنا عجیب ہے کہ ائمہ و مجتہدین میں سے کسی نے اس پر جہاد نہیں کیا۔ اور چاہے دیوبندی اسلام نے بار بار اس کو تردید کی۔ بطور نمونہ ازخروائے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:-

”معلوم ہر چکا کہ موضوعات اور اقوال و افعال بزرگا

سے نریب و جواز ثابت نہیں ہوتا جب تک کوئی دلیل نہ

شرعی نہ ہو۔“ (البرہین القاطعہ نقل فتویٰ مولانا

یہ عبارت صراحتہً بتا رہی ہے کہ بزرگوں کا کسی قول و فعل کو اختیار کر لینا اس کے حسن و خوبی پر تو کیا اس کے جواز اور اجازت تک پر دلائل نہیں کر سکتا، جب تک قرآن و سنت کی دلیل نہ

چو تھی بات میں یہ کہوں گا کہ اگر آپ کو قرآن و سنت کے حجت ہونے میں اختلاف نہیں۔ بلکہ ان بعض تعبیرات میں اختلاف ہے جو مولانا موصوف نے کی ہیں۔ اور جن کی رو سے بعض محبوب بزرگوں کے بعض افعال و اقوال کسی پہلو سے مجروح ہوتے ہیں، ان کی تردید کا بھی صحیح طریقہ یہ تھا کہ جذبات سے بالاتر ہو کر ان تعبیرات کا سقم و نقص واضح فرماتے۔ نہ یہ کہ خود انہیں بزرگوں کو معیار و حجت قرار دیدیں۔ مثال کے طور پر تصوف کے متعلق اپنے رسالہ ”ذہیات“ میں مولانا مفصل بحث کرتے ہیں جس کا مہل یہ ہے کہ تھوڑے وقت و حقیقت خدا اور رسول کی سچی محبت کا نام ہے۔ اور اس محبت کو حاصل کرنے کے لئے صرف وہی طریقہ درست اور مفید ہیں جو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** یا **إِسْمَاعِيلُ** قرآن و سنت کے مطابق اور موافق ہوں۔

حضرت بابا فرید الدین کا قول ”راحت القلوب“ میں ہے کہ:-

”شیخ ہونا مرید ہو اگر اس کی باتیں کتاب اللہ اور

سنت رسول کے مطابق نہ ہوں تو ایک ٹھگ سے

زیادہ وقعت نہیں رکھنا۔“

ٹھیک ہی عقیدہ حضرت مولانا اشرف علی حضرت مولانا قاسم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ کا ہے جس کے ثبوت میں کوئی چاہے تو ان حضرات کی تحریروں سے کتنے ہی اقتباس لاسکتے۔

اگر آپ یہ کہیں کہ اختلاف اصول میں نہیں بلکہ اصول کے اطلاق و انطباق میں ہے مولانا مودودی جن امور پر خلاف قرآن و سنت ہونے کا الزام لگاتے ہیں وہ اصل میں خلاف قرآن و سنت نہیں ہیں تب بھی مؤرد اور مستغفانہ طریقہ ہی ہے کہ جذبات سے بالاتر ہو کر آپ شخص فرمائیں کہ فلاں امر کو مولانا موصوف نے قرآن و سنت ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ اس دلیل سے وہ میں مطابق قرآن و سنت ہے۔ اس طریقہ کو اگر عقولیت اور سنجیدگی کے ساتھ اختیار کیا جائے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو سکتے۔

رہاسلعت کی عقیدت و احترام کا معاملہ تو عزیز میں جب تک اس کا تعلق قرآن و سنت کے معیار ہدایت سے تھا اس پر اتفاق و

اتحاد کی گنجائش تھی۔ لیکن جب سے یہ اضافی چیزیں گیا ہے اور بصیرتوں کے حجاب اس کے اوپر پڑ گئے ہیں اتھاقی نامکمل ہے۔ سادہ لفظوں میں یوں سمجھئے کہ اُمت کے مختلف گروہوں میں ہر گروہ اپنے بزرگوں کے بارے میں ایک میں گھڑت معیارِ ادب و احترام کا قائل ہو گیا ہے اور ہر اُس شخص کو بے ادب سمجھتا ہے جو اُس کے اپنے معیار سے مختلف انداز میں ادب و احترام کا قائل ہو۔ بریلوی حضرات نے رسول اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ بنایا۔ اسی سکتیہ فکر کے بعض کم فرماؤں نے حضور کو قاضی الی اجابت اور کئی کئی طاققت کا حامل اور نہ جانے کیا کیا سمجھایا۔

اب یہ لوگ دیوبندیوں کو حضور کی توہین کرنے والے اور گستاخ سے ادب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی ہی تعظیم و تکریم کرتے ہیں جتنا کہ اس کا حق ہے۔ علیٰ ہذا ہمارا اپنا اور بعض اور گروہوں کا یہ وطیرہ ہے کہ اپنے پسندیدہ و محبوب گروہوں کی تعظیم و تکریم میں وہ وہ خطبات لکھتے ہیں کہ اگر ان کو معنوی حیثیت سے درست مان لیا جلتے تو پھر کوئی صحابی بھی نعوذ باللہ مشکل ہی سے ان کے برابر سمجھا سکتا ہے۔ ادب و تعظیم کا ایک غلو اور افراط ہے جو بیشتر حلقوں میں رائج ہے اور بزرگوں کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی سے کہیں زیادہ اُن کی پوجا اور نیا نہ مندی پر زور دیا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص اس غالی اور مضبوطی تعظیم سے باا کرے یہ کہے کہ میں تو ان بزرگوں کا دیباہی ادب کروں گا جیسا کہ قرآن و سنت ہدایت کہتے ہیں۔ اور میں انہیں اُس سے زیادہ مرتبہ نہیں دوں گا جو دین شریعت نے دیا ہے تو ظاہر ہے کہ تعظیم غالی کے حاملوں کو تو یہ شخص گستاخ دے ادب ہی نظر آئے گا۔ حالانکہ اصل میں وہ بے ادب نہیں ہے اور بزرگوں کے اقوال و اعمال پر قرآن و سنت کی روشنی میں تنقید کر کے وہ ٹھیک وہی کام کر رہا ہے جو اسلاف حق پسند کرتے چلے آتے ہیں۔ یہ ہم نہیں کہتے کہ اس کی ہر تنقید حقیقتاً باصواب ہے اور اس نے فکر و نظر کی راہ میں غلطیاں نہیں کھائی ہیں۔ لیکن یہ غلطیاں ایسی ہی ہوں گی جیسی کہ نظیا اور اہل فن سے ہمیشہ ہوتی آتی ہیں۔ ان کو بذہنی اور صلت پر محمول کرنا انصاف پسندوں کا شیوہ نہیں۔

مولانا مودودی کی تعریف بزرگوارا جواقتباس آپ نے نقل فرما کر یہ ریمانک کیا ہے کہ علامہ مودودی کو بامعہوش من اللہ میں جن کو

اس دور میں کوئی خاص قانون ہدایت حق تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوا ہے۔ تو بزرگوار عزیز! میں اس سے زیادہ کیا ہوں کہ عبارت مذکورہ سے ایسے ایک معنی نکالتے ہیں آپ کے ذہن و قلب کی آنکھیں کھلیں غیر صالحہ کا پورا دخل ہے جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ بخاری کی حالت میں جس طرح اچھے سے اچھا کھانا میٹھا اور ترخ اور بد مزہ لگتا ہے۔ حالانکہ کھانے کا اس میں کوئی تصور نہیں ہوتا اسی طرح اپنی مذکورہ کیفیت قلب و دماغ کی موجودگی میں آپ بذہنی سے نہیں بلکہ غلو پر نیت جماعت اسلامی کی تمام عبارات میں نقص و مگر اسی محسوس کرنے پر دست در تاجور ہیں۔ حالانکہ تقریر میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ قرآن و سنت کی روشنی میں اتنا ہی صحیح ہے جتنا کہ اسلام کا حق ہونا اور شریعت کا واجب العمل ہونا۔ مولانا مودودی اگر اپنی ذات یا کسی ایسی چیز کی طرف دعوت دیتے جسے انھوں نے یا ان کی جماعت نے اختراع کیا ہوتا تو بے شک وہ قابل اعتراض تھے۔ لیکن جس طرح ہمارے و اخطان کرام عوام کو ڈرا اور گھبرا کر شریعت کی طرف مائل کرنے کے لئے نرم و گرم لب و لہجہ اختیار کرتے ہیں اور عذاب سے ڈراتے ہیں۔ اس طرح مولانا مودودی نے قرآن و سنت والے دین کی طرف لوگوں کو بلائے اور مائل کرنے کا ایک منفرد اسلوب اختیار کیا ہے۔ اُمت مسلمہ اگر آج اُن وعیدوں کو عملاً فراموش کر چکی ہے جو قرآن و حدیث میں دین سے تغافل و تبعہ کے باب میں آئی ہیں تو اُن کی یاد دہانی اور شدت تذکیر کوئی قابل مذمت فعل نہیں ہے۔

یا تو آپ یہ کہنے کی کھل کر تجرات کیجئے کہ آپ کے نزدیک اسلام آج کی دنیا میں اُس جامع حد تک کارآمد نہیں رہا ہے جس حد تک جماعت اسلامی دعوئے کرتی ہے اور مسلمانوں کی عاقبت کا سنوارا اسی میں ہے کہ وہ حق و باطل کی دونوں کشتیوں میں پیر لکھے رہیں تب بے شک آپ مولانا مودودی کی مذکورہ تقریر کو قابل اعتراض کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا آپ نہیں کہہ سکتے تو پھر بتائیے کہ عاتقہ المسلمین کی موجودہ روش بے دینی اور قرآن و سنت سے تغافل اور ہر گز زوال اہمالی اور دنیا پرستی اور سبت خیالی کیا خطرہ تعظیم سے کم ہے؟ مولانا مودودی سے یہ ہرگز نہیں کہا کہ جو ان کی جماعت اسلامی میں داخل نہیں ہو گا وہ مبتلا سے عذاب ہو گا اور نجات سے محروم ہے گا اور یہ کہ حق صرف انھیں کی جماعت میں داتا ہے۔ بلکہ وہ تو

یہ کہہ رہے ہیں کہ جوان کی دعوت کو قبول نہیں کرے گا وہ ظلمِ آخرت میں گرفتار ہوگا۔ ان کی دعوت کیلئے ۹ اسلام کو تمام وکمال بناؤ قرآن و سنت کے پرئے احکامات پر عمل کرو۔ خواہ وہ کسی شعبہ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں۔ باطل نظریات کی غلامی یا ان سے دوستانہ سمجھوتوں کی بجائے صراحتاً مستقیم اور یکجہتی اختیار کرو۔ طاغوت کو وہی درجہ دو جو قرآن و سنت نے دیا ہے۔ یہ دعوت مولانا مودودی کی خانہ زاد نہیں طبع زاد نہیں یہ تو وہی دعوت ہے جو رسول اللہ نے دی تھی۔ جھجکا ہونے دی تھی۔ مجتہدین و ائمہ نے دی تھی اس دعوت کو جو شخص کسی جماعت میں داخل ہو کر یا مفرداً اپناتے گا، فلاح یاب ہوگا اور رو کرے گا تو عذابِ آخرت کا سختی ٹھیرے گا۔ آپ کو اختیار ہے کہ مولانا مودودی کو پیغمبرِ قادیان جیسا کہیں یا کوئی اس سے بدتر گالی دیں۔ جس دن آپ حدیث پڑھیں گے اور قرآن کو سمجھ جائیں گے آپ کو منہم ہوگا کہ بارگاہِ آخرت میں انسان کے ایک ایک لفظ کا احتساب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس دن کی شدت و ہیبت سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

یہ بات آپ کو بہت بُری لگی کہ مولانا مودودی وقتِ تقریر کے تمام دعو اور اصولی جماعتوں کو اسلامی حیثیت سے ناقص و مریض بتا رہے ہیں۔ بادی النظر میں یہ انکشاف چونکا دینے والا ہے۔ لیکن اگر آپ اسلام کو تمام مفاداتِ دنیاوی اور اصطلاحاتِ باطلہ سے الگ کر کے دیکھنے کی صلاحیت رکھ سکتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ بات چاہے کتنی ہی تلخ ہو۔ لیکن ہے امر واقعہ اور حقیقت ثابتہ۔ دیکھتے ایک بڑی مدت سے ہندوستان میں جمعیتہ العلماء قائم ہے۔ یہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے علمائے حقہ کی جماعت ہے اور مسلمانوں کے ایک بڑے حصہ کو اس پر ایسے اعتماد رہا ہے کہ اس میں چوٹی کے علماء شامل ہیں تقسیم ہند سے پہلے کا قضیہ چھوڑیے آج کی بات لیجئے۔ آج کے بھارت میں جمعیتہ ہی تنہا وہ جماعت ہے جس میں بھارت کے بہت سے بہترین علماء شامل ہیں اس کے صدر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مدظلہ العالی ہیں۔ اور ناظم علی جناح مولانا حفیظ الرحمن صاحب قبلہ ہیں۔ اس جماعت کے اربابِ علم و عقائد دعویٰ ہے کہ ہم دین و ملت کے خدمتگار اسلامی نظریات کے علمبردار اور حق کے ناشر ہیں۔

علمائے کرام کی عظمت کے پیش نظر ایسا ہی سمجھتے ہیں اور حق یہ ہے کہ ہونا بھی ایسا ہی چاہئے تھا۔ لیکن جمعیتہ کے سیاسی طریق کار اور عمرانی طرز و طور اور تبلیغی جہد و سعی ہر کوئی کلام کرنے کے عوض میں ایک چھوٹی سی بات آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس کی تاویل و توجیہ اگر آپ سے ممکن ہو تو۔ آج نہیں ہمیں وہ ہمید کاوش کر کے برسرِ عام پیش کریں۔

اس جماعت صالحین کی نمائندگی کرنے والا اخبار انیس تو آپ کی نظر سے گذرنا ہوگا اور ہر شخص جانتا ہے کہ جمعیتہ العلماء کا دفتر دارالسرکاری آرگن ہے۔ اس اخبار میں آپ دیکھتے ہیں کہ مردِ دین کی تصویروں و اسے اشتہارات کھلے دھڑلے چھتے ہیں یہیوں کے اطلاعات اور عمل و دن کی روشنی میں برسرِ عام شائع ہوتے ہیں ذرا آپ علمائے کرام سے تھوڑے کر دیکھیں وہ بالکل صاف فرماتے ہیں کہ معمرہ جو ہے اور عورتوں کی تصویروں کے بارے میں کم سے کم محرم صدر جمعیتہ اور حضرت ناظم صلاب کی نقی بے حرمت ہی ہے اس کے باوجود اگر تحریکِ اسلامی معصیت کی خاطر جمعیتہ کے اربابِ علم و عہد اپنے آرگن میں گناہا بے کبیرہ کے مسلسل ارتکاب کو علی رؤس الاشہاد اور ذمے کی چوٹ گوارا کر سکتے ہیں تو غور کیجئے ان کے کردار و سیرت اور زہد و وع اور حق پسندی و پاکبازی کے بارے میں عالم انصاف کیا فیصلہ لے گا۔ یہ محتاج توضیح نہیں ہے کہ جماعتی آرگن کے ایک ایک لفظ کی ذمہ داری جماعت کے سر ہوتی ہے۔ ہر جماعت کے ذمہ دار حضرات کسی قانونِ عقلی و نقلی سے خود کو بری الذمہ نہیں کہہ سکتے۔ اگر کوئی معصیت ایک بار اتفاقاً ہو جائے تو اسے ہر گز نڈھالی ممکن ہے۔ کوئی تصویر یا معمرہ کا اعلان یا صل ایک آدھ مرتبہ چھپ جائے تو خیر ممکن ہو سکتا ہے کہ ذمہ دار حضرات اسے اتفاق کا نام دے سکیں۔ لیکن جو معصیتیں ہمیں ہر طرف خوب و دنیا و عقلمندی سے عام کی جا رہی ہیں کیا وہ اس بات کی نظر نہیں ہیں کہ ہمارے علماء کی معصرتہ جمعیتہ ادنیٰ تر مابلی مفاد کی خاطر اپنے داس پر ایک داغ بدناموارہ کے جا رہی ہے اور نہیں محسوس کرتی کہ اس ارتکابِ معصیت بالاعلان سے علماء کی ساکھ اور عزت و حرمت کو کتنا صدمہ پہنچ رہا ہے بلکہ اس کی شدت یاد دہانی مسکوں پر تو ہر حال بحث کی جا سکتی تھی۔ لیکن عورتوں کی تصاویر اور معمرہ بازی کی تصویروں سے گناہا بے کبیرہ ہیں کہ



اگر آپ دین کو خون کے رشتوں سے بالا اور اندھی عقیدہ مندوں سے بلند سمجھتے ہیں تو اس روایت کو مستحکم کی و شرافت کے ساتھ جانتے۔ اور نہ یہاں دیکھ کر کیا ایسی روایتیں بیان کرنا اور چھاپنا مناسبت ہے اور نہ ہر دور سے کوئی پتھر کھاتا ہے؟

اولاً تو معیار روایت ملاحظہ کیجئے کہ کسی بزرگ سے نہیں مستاصوف دیوان اللہ دیتے سے سنا، پھر چلئے مان لیا کہ یہ روایت درست ہوگی اور واقعات یوں ہی پیش آئے ہوں گے لیکن کیا ایسی مضحکہ خیز سیاحتوں کا چھاپنا کوئی مستحسن عمل قرار دیا جاسکتا ہے؟ مرزا جان جانائی کی بزرگی ثابت کرنے کا یہ طریقہ کیا عقیدہ و معقول کہا جاسکتا ہے؟ ایک تعلیم یافتہ جب یہ پڑھے گا کہ مسلمانوں کے ایک بزرگ اپنے بچپن کے عاشقوں کا ذکر کرتے ذرا نہیں شرماتے تو آخر وہ کیا سوچے گا؟ پھر جب یہ دیکھے گا کہ عاشقان لعل دلب اور زلفنگان فرق وغراض کے عول میں سے ایک شخص بڑے پاتے کا بزرگ نکلتا ہے تو کیا اس کے اندر یہ تاثر پیدا ہوگا کہ مسلمانوں کے بزرگوں کے عشق کو عشقِ حقیقی کا زینہ ملتے پر نہ صرف تیار ہیں بلکہ توتید اور مضمحل ہیں؟ عزیز! آپ اپنے اساتذہ سے پوچھ کر دیکھیں علی قوم لوط کو طواف بازی سے کہیں زیادہ قبیح اور مبغوض سمجھا گیا ہے اور عالم تصور احسان کے اعتبار سے بھی آپ اندازہ نہ رہا میں کہ لوڈوں سے عشق با ندی صدر درجہ مذموم قبیح ہوتی ہے۔ خدا کا یہ نہیں کہتا کہ مرزا جان جانائی خدا نخواستہ اپنے عشاق کی دست درازوں کا شکار ہو گئے ہوں گے۔ لیکن یہ حکایت قد شامین امکانات کو ابھارتی اور نمایاں کرتی ہے اُن سے صرف نظر کیسے ممکن ہے۔ زیادہ مضمحل آپ خود جنسوں فرمایا ایک اور روایت ”روایات الطیب“ میں صفحہ ۱۹ پر بیان ہوئی ہے۔ اگر میرا مضمون کوئی ہیں پڑھ رہی ہیں تو وہ آگے نہ پڑھیں کیونکہ میں ایک شخص روایت نقل کرنے لگا ہوں۔

روایت یہ ہے اس میں شاہ صاحب کے مراد شاہ علی العزیز

## حکایت

”ایک مرتبہ میر صاحب اور شاہ صاحب چاندنی چوک سے شاہ صاحب چونکہ نامیات تھے اس لئے اُن کے کندھے پر ہاتھ تھے ہوتے تھے وہاں پہنچ کر شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ ایک شوچر

نمازت، فارغ ہو کر تشریف لائے تو ان بزرگ کے گائیں مارنے اور برا بھلا کہنے اور ان کے نیچے سے مصلے نکال کر کھینک دیتے۔ اڑنا اٹھنا کر کھینک دیتے اور یہ کہے روانہ ہو جاتے لوگ اس حرکت کو دیکھ کر اور مرزا صاحب کی شان کے خلاف سمجھ کر اس پر تعجب کرتے۔ مگر دریافت کرنے کی کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ کسی خاص شخص نے جرأت کر کے دریافت کیا کہ حضرت یہ کون بزرگ ہیں۔ اور آپ ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیوں کرتے ہیں اور مرزا صاحب کے فرمایا کہ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب ہم لڑکے تھے تو ہماری شکل و صورت ابھی تھی۔ ہمارے چاہنے والے ہمارے پاس آیا کرتے تھے یہ بھی ہمارے چاہنے والوں میں سے تھے اور یہ بھی ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ اس وقت ان کے ساتھ یونہی ہاتھ پائی ہوا کرتی تھی جوں جوں ہم جوان ہوتے گئے ہمارے چاہنے والے زحمت ہوتے گئے۔ مگر صرف ایک یہ شخص تھا جو برابر آتا رہا۔ اب خدا نے ہمیں ہدایت کی اور ہم سلوک کی طرف توجہ پڑے اور خدا نے فضل سے صاحبِ جاوہر ہوئے۔ ایک روز ہمیں خیال ہوا کہ یہ شخص با وفا دوست ہے اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ میں نے جو اس کی طرف توجہ کی تو میں اس کے عکس ہی میں دب گیا اور میں نے اس کو اپنے سے بہت اونچا دیکھا اب تو میں نہایت پریشان ہوا اور میں نے اس کا نہایت ادب کیا اور اپنی جگہ اس کے لئے چھوڑی اور کہا کہ میں اس جگہ کے قابل نہیں ہوں آپ میری جگہ تشریف رکھیں اور میں آپ کی جگہ۔ مگر اس نے نہ مانا میں نے نہایت اصرار کیا مگر اس نے اصرار پر بھی نہ مانا اور کہا ”تھیں میرے ساتھ وہی برتاؤ کرنا ہوگا جو اب تک کرتے تھے۔“ اس کو میں نے نہ مانا۔ اس پر اٹھوٹے میری تمام کیفیت سلب کر لی اور میں کو راہہ گیا۔ اب میں بہت پریشان ہوا اور میں نے کہا کہ میری کیفیت دیدہ و اس پلہ نے کو کہ اس بشرط بردا میں کرتا ہوں کہ وعدہ کر دو کہ مجھ سے وہی برتاؤ کرتے رہو گے جو اب تک کرتے تھے۔ اور یہاں نہیں جگہ جامع مسجد میں رب کے سامنے سے

گلتی ہیں گالیاں بھی تھے منہ سے کیہ ابھی

خردین نے پھر مجھے کہت اسی طسوج

انہوں نے مولوی نصیر الدین صاحب سے فرمایا کہ جا کر دیکھو کہ کیا شور ہے وہ گئے اور شاہ صاحب سے واپس آ کر کہہ دیا کہ حضرت کوئی بات نہیں یوں ہی یہ پورہ شور ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ "علم شی بہ ازہل شے" تم جا کر اس شور کا اصل نشانہ معلوم کرو۔ جب شاہ صاحب نے اصرار نہ کیا تو انہوں نے مجبوراً عرض کیا کہ "حضرت ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے اور اپنے حضور متاسل کو تانے پوتے اور اس میں ڈورا بانٹھے ہوئے ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہے۔۔۔ کہ نعوذ باللہ یہ الف ہے اللہ کا" شاہ صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اور اس کی کمر میں اتنی زور سے لات مارو کہ وہ گر پڑے اور کہو کہ "اوبے وحدت خود منڈے کیا لکنا ہے (خود منڈے سے پیرے خود زور) الف خالی ہوتا ہے اور اس کے نیچے دو نقطے ہوتے ہیں۔ چنانچہ مولوی نصیر الدین صاحب نے ایسا ہی کیا اور اس کا اثر یہ ہوا کہ اس فقیر کے پیچھے تالی جگ گئی اور وہ خفیف ہو کر چل رہا تھا۔"

اس روایت کا کوئی فائدہ ضرور ہو گا۔ لیکن قاضی عبد الغفار نے جب "یمنی کے خطوط" لکھے تھے ان کے ذہن میں بھی ایک اجتماعی فائدہ تھا اور سعادت حسن منٹو نے بھی ایسے عریاں اور بخش انسانوں کے جو ازمیں ایک افادیت کا تصور ہی پیش کیا ہے اور نیم صہبائی صیغے خوش رنگارنگے بھی اپنے کوکشا ستروں کی تعریف کا بنیادی نقطہ نظر ہی بتایا ہے کہ وہ فوجان لڑکوں لڑکوں کو فریب دینا سے آگاہ کر کے بُرائی سے بچانا چاہتا ہے۔ تو کیا ایک فائدہ متصورہ و ممکن کی خاطر شرم و عقبت اور لطافت و نجابت کے تمام تقاضے پامال کر دینے جا تے ہیں؟

علاوہ ازیں کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ فائدہ متصورہ کیا ہے جس کی خاطر یہ حکایت طیبہ شائع کی گئی ہے؟ کیا اس سے یہ سبق دینا مقصود ہے کہ کھتے سے نکتہ لگا لو۔ کھی پر کھی مار دو خواہ ماں اور بہن کی گالوں تک زوت پہنچ جائے۔ جواب جیتے وقت قرآن کی یہ دو آیتیں بھی پیش نظر رکھئے گا۔

اِنَّ السَّيِّئَاتِ يَحْتَوِيْنَ اَنْ تُشْفِعَ الْعَفْوَ حَسْبَهُ الَّذِيْنَ  
 اَهْتَمُّوا الْعَمْرَ عَنِ ابْنِ اَبِي سَيَّادٍ الْاَخِيْرَةَ رُوِيَ  
 مومنین کے حلقہ میں غش کی اشاعت پسند کرتے ہیں ان کیلئے دنیاؤ آخرت میں دردناک عذاب ہے (التوہم) اور۔

و اذا همز و ابا للعزم و اكر اما د اور جب کسی لغویت پر گذر ہوتا ہے تو بزرگی و نجابت کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔ الفرقان میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مولانا مودودی صاحب کی کسی عبارت نے اولیاء کے دامن مقدس پر ایسا بد نما داغ نہیں لگایا ہے جیسا مذکورہ دونوں روایتیں لگاتی ہیں۔ مذکورہ روایتیں نہ صرف دامن تقدس پر داغ لگاتی ہیں۔ بلکہ ہم اہل دیوبند کے فساد میں قلب کا بڑا بد تا ثیوت پیش کرتی ہیں۔ اول تو ایک ایسی غش وایت کو درست مان لیتا جو زمین زد دنیا کسی کیلئے مفید نہیں اس کے باوجود اس کی ثقافت و صدق بیانی مسلم ہے۔ پھر اسے درست مان کر جو ام کے آگے رکھ دینا اور حکمت و کمال پر محمول کرنا۔ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ حد درجہ غلو سے عقیدت ہی میں پیدا ہو سکتی ہیں اور یہی وہ غیر صالح عقیدت ہے جس کے ردِ عمل میں اپنے دائرے اور حلقے سے باہر کا کوئی بزرگ بزرگ نہیں چھتا۔ کوئی عالم عالم نہیں حلیم

میں مان لیتا ہوں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ لیکن کیا ایک ایسی کتاب میں جو بزرگوں کی عظمت منوانے اور درس وین دینے کے لئے چھاپی گئی ہو ایسی روایت کا شامل کرنا معقولیت و موزونیت کے دائرے میں شامل کیا جاسکتا ہے؟ آپ نے وہ حد پیش نہیں پڑھیں جن میں حیا کو ایمان کا شعبہ اور جان اسلام اور علامت ایمان وغیرہ بتایا گیا ہے۔ تاہم یہ تو آپ کو بھی معلوم ہو گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کس درجہ حیا دار تھے۔ اور تو احش سے کس قدر گریزاں۔ کیا ان کے اسوۂ حسنہ اور تعلیمات مقدسہ کی پیروی یہی ہے کہ اگر کسی بزرگ کو ہنگامی و وقتی طور پر خواستہ سے دو چار ہونا پڑا ہو تو معتقدین کہ ام اس کے چرچے کریں پھرائیں اور طعنت ڈرائیں۔ اسلام میں صرف فقہی ضرورت کے لئے مناسب مواقع پر اخصائے مستورہ اور افعال مخصوصہ کا تذکرہ ہوا کرتا تھا کیا یہ نہ یہ کہ غش و فسادوں کی اشاعت کی جائے۔ فقہی ضرورت کی مثال اس چیر پھاڑ کی سی ہے جو ایک ڈاکٹر تھیں اور نفع جو ام کی خاطر حرمِ حرمہ کی کرتا ہے اور غش حکایتوں کی مثال ان خبروں کی سی ہے جو قاتلوں کے ہاتھوں سے بے گناہ انسانوں کے سینوں میں اترتے ہیں۔ بے شک روایت نگار کے ذہن میں

دیتا۔ جو لوگ محبت میں غلو کرتے ہیں وہ لازماً نفرت میں بھی غلو کرتے ہیں  
میں ناظرین تجلی سے معافی چاہوں گا کہ آج پہلی بار ان کے تجلی  
کو فخر جلی سے آلودہ کر دیا گیا ہے۔ لیکن کیا کروں کہ مذکورہ دونوں آپوں  
کو وقت کے مشہور عالم دوا اعظا حضرت مولانا محمد طیب صاحب صدر، محترم  
دارالعلوم دیوبند نے اپنے صاحبزادے کے اداسے سے چھاپا ہے اور  
اس کتاب کی پیشانی پر سلسلہٴ کلمات طلیبات "چھپا ہوا ہے  
اور اس کے نیچے اِن کھذا العوا القمص الحق کے الفاظ ہیں۔  
اور روایات، شاملہ کو بزرگان دیوبند کے نوادرات کا درجہ دیا گیا  
ہے۔ میں حرف بحرف نقل نہ کرنا تو ناظرین کھل کر نہ جان سکتے کہ مولانا  
موجودی کی تحسیروں میں بے پناہ سائنٹیفک اور اٹھتی لگائیاں

ڈھونڈنے والے دقیقہ رس حضرات کا گروہ مقدس اپنے گریبان میں  
کس حد تک ٹمخہ ڈالتا ہے۔ خوب کہا تھا علامہ اقبال نے:-  
ڈھونڈنے والا ستاروں کی گنڈ گا ہوں کا  
اپنے انکار کی دنیا میں سفہہ کر نہ سکا  
جس نے سولج کی شعاعوں کو گرفتار کیا  
زندگی کی شب تاریک سمسہ کر نہ سکا  
لے میرے بھائی شاکر قاسمی! آپ میرے ان تینوں  
سوالوں کا شرعی جواب دیں۔ جلدی نہیں ہے۔ مشورہ کیلئے اہل علم  
سے مدد لے لے، کتابیں دیکھ دکھا کے جواب دیں۔ یہ تو بہر حال آپ بھی  
جاتے ہوں گے کہ عصر حاضر کے علماء نبی نہیں ہیں کہ اس خطا ممکن نہ ہو۔

## ہشتی زیور مکمل و مدلل رعایتی قیمت میں

غیر جلد کی عام قیمت پندرہ روپے ہے۔ لیکن ہم سے بارہ روپے میں طلب  
فریاتیہ دجلد درود جلد پندرہ روپے کاغذ عمدہ۔ لکھائی چھپائی روشن  
جواشی محققانہ۔ تمام نئے پرانے اضافات ہم رشتہ جلد طلب فرماتے۔  
مکمل ہے بعد میں یہ تین روپے کی رعایت نہ مل سکے۔

## مولانا عام عثمانی کے شاہنامہ اسلام جلد کی قیمت میں خاص رعایت

شاہنامہ اسلام جدید آرٹ پیر اور ضبوط جلد کیا تھا پانچ روپے کا  
فروخت کیا جا رہا تھا لیکن اب کچھ روز کیلئے رعایتی قیمت "تین روپے"  
فراہم کی جاتی ہے۔ شائقین جلد فائدہ اٹھائیں۔ معلوم نہیں کت رعایت  
ختم ہو جائے۔

## تاریخ علم فقہ

اسلام ایک مکمل دستور حیات ہے اور اس دستور کی جزئیات اور اصول و احکام کا نام ہے فقہ۔ یہ فقہ کس طرح ترتیب دی  
گئی۔ کن علمائے کئی مکتب اور کاوش سے اسے مرتب کیا۔ یہ علماء علم و عمل کے اعتبار سے کیسے تھے؟ ان سوالات کے جوابات اس کتاب میں ملیں گے  
علم و تاریخ کا خزانہ۔ قیمت دو روپے دجلد کریم دو روپے دس آنے چم۔

اسلام کا نظام حکومت اسلام کی ریاست عامہ کا مکمل دستور اساسی اور ضابطہ حکومت۔ جس میں اسلامی نظام حکومت کے تمام شعبوں،  
اسکے نظریہ سیاست و سیاست کے تمام گوشوں، ریاست و مملکت اور اسکے متعلقات اور عام دستور معلوم  
کو وقت کی کھری ہوئی زبان اور جدید تقاضوں کی روشنی میں نہایت تفصیل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ قیمت چھ روپے (دجلد سات روپے)۔

سردہ و طوبی علم و آگہی، سوز و گداز اور عنانی و جمال میں ڈوبا ہوا حضرت ائم مظفر نگری کا مجموعہ کلام۔ قیمت جلد دو روپے آٹھ آنے  
فلسفہ ہنود کی مشہور کتاب مقدس "گیتا" کا منظوم ترجمہ۔ جس کا سہرا حضرت ائم مظفر نگری کے مرہبے  
آہنگ سردی قیمت جلد دو روپے عا

اشرف المواعظ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے ایمان انہ روز موعظہ صکتے نایاب تھے انھیں پھر سلسلہ وار چھاپا جا رہا  
ہے۔ تازہ ایڈیشن چار حصوں کا یکجائی سٹ۔ جلد دو روپے۔

مکتبہ تجلی دیوبند (دیوبند)

## لاجواب اردو عربی ڈکشنری

مصباح اللغات جیسی مقبول عام ڈکشنری کے مؤلف جناب ابو الفضل عبد الحفیظ صاحب مدظلہ کی ذات گرامی مخلص تعارف نہیں، آپ نے ترجمہ کر جو اے اور دیگر شائقین کی آسانی کیلئے ایک ایسی ڈکشنری تیار کر کے شائع کی ہے جس میں کسی بھی اردو لفظ کا عربی ترجمہ نہایت آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے، اس طرح کی ڈکشنری فی زمانہ کم و بیش نایاب تھی، اور حقیقت یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے ایک زبردست کمی کو برہ وقت پورا کیا ہے، دو سری زبانوں کے جو الفاظ اردو میں متعل ہیں مثلاً سکرٹری، ٹیچر، ٹریل وغیرہ ان کو بھی خصوصیت اور توجہ سے شامل کیا ہے، لکھائی چھپائی پاکیزہ، کاغذ عمدہ، جلد مع و منگور - چھ روپے۔

## خصائل نبوی

صحابہ ستہ کی مشہور کتاب ترمذی کے مصنف امام ترمذی کی بہترین کتاب شائیں ترمذی کا اردو ترجمہ اور شرح جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت، اسیرت و عادات و اعمال کا مفہوم اور زندگی کی چھوٹی سے چھوٹی باتیں اور کیفیات نہایت صحیح اور مستند طریقہ سے مذکور ہیں۔ اخلاقی حسنات اور عادات شریفہ کے شہادتوں کے لئے عمدہ خاص ہے، ترجمہ کے ساتھ اسرار و معنی اعراب شامل کتاب ہیں۔ لکھائی چھپائی عمدہ روشن، کاغذ معیار اور ہدیہ جلد آٹھ روپے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی دو مشہور کتابیں اردو لیا ہیں

## خیر کثیر

دینی حکایت و لطائف اور اسرار و حکم پر مشتمل یہ کتاب دو جلدوں میں سے بحث کرتی ہے، قیمت جلد تین روپے آٹھ آنے۔

فیوض اکبر میں شاہ صاحب کے زیارت نامے کے مشاہدات ان کے خاص رنگ میں، قیمت جلد ایک روپے بارہ آنے

## سیرت پاک

سلیس و عام فہم زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ۔ فقہیم کتب اولوں کا مجموعہ۔ قیمت تین روپے

## تاریخ الاسلام

اسلامی تاریخ کے جسٹہ جسطہ واقعات جو ایمان انفر ز بصیرت کے حامل ہیں، مستند اور عام فہم، تین حصوں میں مکمل قیمت تین روپے

## تعلیم الاسلام (تاج)

ابتدائی تعلیم اور پاکیزہ حلومات کی مشہور زمانہ کتاب جو چار حصوں میں مکمل ہے، تاج کھپنی کی شائع کردہ حسین و دلکش۔ قیمت جلد دو روپے

## حضرت ابو بکر صدیق

خلیفہ اول کی زندگی پر ایک مختصر لیکن جامع کتاب، مختصر روایات کا مجموعہ جسے مولانا ابو محمد امام الدین کے قلم نے دلکش زبان و بیان کا جام پہنایا ہے، اس پر مکرر آپ کا ایمان تازہ ہوگا قیمت صرف ۴۴

## خواتین اسلام کی بہادری

ماضی میں بعض مسلمان عورتوں نے کیا شاندار کارنامے انجام دیئے؟ اس کا جواب مستند حوالوں سے ایمان آفرین اور دلچسپ، قیمت ۴

## اسلامی زندگی

اسلامی زندگی کے کچھ ہیں اور اسے کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے قیمت ۵

## حکایات صحابہ

صحابی مردوں اور عورتوں وغیرہ کے سبق آموز و ایمان آفرین واقعات جن کے مطالعہ سے روح تازہ اور سینہ کشادہ ہوتا ہے۔

تازہ ایڈیشن عمدہ طباعت و کتابت اور شفیق کاغذ۔ قیمت جلد دو روپے۔ فار

تبصرہ کے لئے کتاب کے

# کھڑکھڑ

دو نسخے کے لئے ضروری ہیں

(مستقل عنوان)

(مستقل تبصرہ)

## تفسیر حقانی

یہ نام نامی دینی علم کے ماہرین کا فی شہرت یافتہ ہے۔

خبر المفسرین مولانا عبدالحق حقانی دہلوی کی یہ مقبول مفضل تفسیر سب سے پہلے قابلِ ادبی ستارچسپی تھی اس کے بعد لاہور چھپی۔ لاہور کا ایڈیشن رانم الحروف کی نظر سے گذرے۔ اس کے متعلق کم سے کم جو بات بھی جہاں کہتی ہے وہ یہ ہے کہ کتابت و طباعت کے اس قدر تقاضا اس کے اندر ہیں کہ اگر ڈاٹا بلنگرن کے صحیح معیار کا لحاظ رکھا جائے تو اس کا جلا دینا اس کے پرستے سے بہتر ہوگا۔ نہ صرف غلطیاں بلکہ بعض جگہ تو سطریں کی سطریں اڑی ہوئی نظر آئیں اور بعض لوگ اسے صفحہ نسخہ دیکھتے۔

دینی کے سابقہ ایڈیشن کی نیا نیا کی کتاب کے بعد اس لاہوری ایڈیشن کی موجودگی بھی گویا نیا نیا ہی تھی جس پر دل ہائے دوستانہ میں قدر بھی کڑھیں کم۔

شکر ہے کہ لاہور کے سرمد جرنل سے محمد تقی صاحب نے اس کتاب کی تفسیر کو چھاپنے اور بیڑا اٹھایا ہے۔ یہ کرم و شہادت ہے۔ باغشایہ ایڈیشن کی تفسیر کو شایع کرنا ان کے لئے کلمہ حق ہے۔ اس سبب انہوں نے اپنے ہاتھ منطوقی نیر ایک ایک پارہ شائع کرنا کا ارادہ کیا ہے اور ایک اشاعتی کمیٹی ڈیڑھ ماہ میں یہ سب پارے شائع کر دینا ہے۔ ان کے آخر میں درج ہیں اور جن کی تفصیل بعد میں ملے گی۔

پاکستان ہر طرف سے کہہ رہا ہے کہ انہوں نے اپنے موجودہ تقاضا کی خاطر اس کتاب کی تفسیر کو دہشت گردانہ نسخوں پر شائع کیا ہے اور انہوں نے اس کی اشاعت کو منع کیا ہے۔

کتاب کو حاصل کرنا ان غریب مسلمانوں کے لئے بھی ممکن ہے جو ضیق فہم اور رکھنے کے یا دیوار زیادہ قیمت اٹھانا نہیں کر سکتے۔

تفسیر حقانی کس پائے کی تفسیر ہے اور اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ اس کا بیان مختصر تبصرے میں ممکن نہیں۔ اجمالی تعارف کے لئے اتنا سمجھ لیجئے کہ اس میں نوی دہشت گردانہ ترکیبیں بھی ہیں اور مسلمانی و فقیہی بحثیں بھی۔ تفسیر ان کثیر کے طرز پر ہی تفسیر ہے وہ آیات بھی لی ہیں اور زاوہلاست ادب و تاریخ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ طرز تحریر سادہ ہے اور داد تحقیق دینے کے شوق و ذوق سے لاشعور تفسیر ایسی کتب سنجیوں تک بھی پہنچ گئے ہیں جہاں مشاطہ ہی تفسیر اور ان کا اسلامی ہو سکتا ہے۔ یہ تحقیق ہمت چاہئے۔ استدلال ضروری ہے۔

دینا ہے۔ ہاتھ پیدا کرنے کا بیڑا اٹھانا سلیقہ پایا جاتا ہے۔ لیکن جو دنیاوی تفسیروں اور مفسرین کے متبادل تفسیر ہے۔ پایا یا اٹھانا اگر باقیات قابلہ؟ غرض اس کوئی انفرادی شہادت نہیں ہے۔ یہ تفسیر حقانی جو سب سے تفسیر کا بنیادی اصول اور بنیاد ہے کہ اسلام ایک ایک عقائد پر مبنی ہے جو عمومی اور عمومی پر پا کرنے کی سعی و جہد کے امت مسلمہ کے لئے ہے۔ ان کے لئے یہ تفسیر ہے۔ وہ اس کے سبب سے جو عقائد و عقاب اور حقیقت و حقیقت کی مثالیں اور سب سے گزرتے ہیں اور ان کی تفسیر میں آج کی حقیقت اور انہوں نے زندگی کے فائدہ اٹھانے کے لئے اس سے کوشش نہیں کرتا۔ باطل کی مستند اقتدار اور دینے کے لئے تفسیر میں اس لئے کہیں زیادہ آسان کی چیز ہے۔ یہ میں نے اشتراک نہیں کیا بلکہ ایک ایسی حقیقت کی نشاندہی کی ہے جو کم دینیں تمام امتداد تفسیر میں پائی جاتی ہے اور غالباً ہی وہ حقیقت ہے جس کے زیر اثر مسلمانوں کی تفسیر کا اثر رکھنے والے اور انہوں نے اسے

دو شد ایشوع پاره اللہ کے رنج اول پر مشتمل ہے، اس کی کتب بہت کامیاب اور اشاعت اول سے بلند اور عظمت اور کاغذ بھی نسبتاً بہتر ہے صفحات ۵۷۱ تصحیح مناسب۔

تفسیر حقیقی کی میں ایک خصوصیت اور واضح کر دیا کہ اس میں فاضل مفت نے جگہ جگہ ملاحظہ دنا در قسم اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کے اعتراضات اور عقائد قالیہ اور ایراد و تفریق کے بڑے اچھے اچھے جوابات دیئے ہیں۔

بطور حاصل کلام میں ناظرین سے

کہوں گا کہ یہ تفسیر حقیقی

بڑے پائے کی کتاب

مطالعہ تفسیر ہے، اور

محمد بلال صدیقی نے

اس کتاب گراں کیا

قسط و در شائع

کہہ کے کم امتدافعت

مسلمانوں تک

پہنچانے کا جو طریقہ

اختیار کیا ہے

۱۰ اس لائق ہے کہ

ان کی پوری ہمت افزائی

کی جائے۔

سالانہ ممبری وغیرہ کے شرائط

سزا کو ہر دو ایشوع کے آخر میں بھی

چھپے ہیں اور ناشر سے خط لکھ کر بھی معلوم کیے جاسکتے ہیں۔

محمد بلال صدیقی کو میں مبارکباد پیش کرتا

ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ جس پاکیزہ کام کو انہوں نے

شروع کیا ہے اسے بحسن و خوبی تکمیل تک پہنچانے

کے سلسلہ میں جو دشواریاں اور آزمائشیں انہیں پیش

آئیں اللہ تعالیٰ ان سے بخیریت تمام عہدہ برآ ہونے

کی توفیق عطا فرمائے۔

عام تہذیب گزار اور روز اہد و صوفی توبار باہن جانتے ہیں، لیکن  
تجاہد فی سبیل اللہ شاذ ہی بن گئے ہیں۔ یہ نفسیوں قلب مومن  
کو وہ سوز و تپش، وہ گرمی و تابش وہ تڑپا و جذبہ والہانہ  
وہ عزیزت و اشتیاق اور وہ تحریک و تحسین عطا نہیں کرتیں  
جو حق کی راہ میں سر دوں کو شمشیروں تک اور سینوں کو سنانوں  
تک پہنچانے کا باعث ہوں، جو ایسی اقتدار اور غلبہ باطل پر  
ایک نظر بھی مومنین کو راضی نہ رہنے دیں، اور جو صفحہ و حراکی  
مقدس فضائیں بدر و احد کا ماحول ہی چکا سکیں۔

بعض خاص آیات کی تفسیر میں اگر یہ

مولانا عبدالمجیب نے بعض دیگر

مفسرین سے کہیں زیادہ

جذبہ و جوش اور صاحبیت

منکر و نظر کا ثبوت

ریا ہے، تاہم ایسے

مقامات کا ناشر

جموئی ناشر کے

مقابلہ میں اتنا کم

ہے کہ نہ ہونے کے

برابر سمجھا جاسکتا ہے

اتیں کوئی شک

نہیں کہ علم و تحقیق کا ایک

بڑا خسارہ حضرت موصوف

نے اپنی تفسیر میں جمع کر دیا ہے اور اس

خزانے سے فائدہ اٹھانا جملہ مسلمانوں کے لیے

باعث سعادت ہوگا۔

فی الوقت ہمارے سامنے محمد بن عبدالمجیب کے

دو ایشوع ہیں، پہلا تفسیر سورہ فاتحہ پر مشتمل ہے۔

اشعاشی صفحہات ہیں، کتابت معمولی مسگر خطا عت متوسط

اور کاغذ اچھا ہے، تصحیح اچھی نہیں ہے، بعض جگہ ایسی

غلطیاں ہیں جو ممکن ہے مسودہ میں ہوں، لیکن ایک جملہ

صحیح کا ان کو درست کر لینا نامکن نہیں تھا۔

حضرت کا ضعف استدلال اور فقہر انہیں نہیں بلکہ میرے نزدیک مسئلہ تقدیر ان مسائل میں سے ہے جس پر پوری طرح احاطہ کر لینی صلاحیت ہی عقل انسانی کو نہیں دی گئی۔ اس کی پیچیدگی اور نزاکت بہ نسبت عقل و ادراک بھی عادی نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ قلب روح کی ایک خاص کیفیت مہتممہ سہارہ نہ دے۔

کتاب میں مصنف نے اہل اللہ کی روایتیں بھی جمع کی ہیں اور ان سے حکایتیں بھی۔ سلوک و طریقت کے نکتے بھی حل کیے ہیں اور عرفان و معرفت کے اسرار بھی کھولے ہیں۔

## بزم مغنیہ

از جناب مقبول احمد سیوہاروی۔  
صفحات ۱۱۱۔ کتابت مسموئی، طباعت اور کاغذ پسندیدہ۔

ناشر:- تدبیر یکڈپو، سیوہارہ ضلع بنسور۔ قیمت پندرہ۔  
اس کتاب میں مصنف نے عقائد اور فقہ سے متعلق بہت سے اقوال رسول جمع کیے ہیں اور ان کی تفہیم بہت آسانی اور دل نشیں انداز میں کی ہے۔

آج کے دور میں جبکہ محکموں کے تعابہ پاسے تعلیم مذہب و اخلاق کی بلند دروں سے عاری اور بندوں کو اپنے معبود سے بے تعلق کر دینے والے اسباق پر شکل واضح ہوئے ہیں، بہت ضروری ہے کہ برادران اسلام اپنے بچوں کے نجی مطالعہ کے لیے ایسی کتابوں کو لازم پیکر لیں ان سے کم سے کم دین و مذہب سے نمونہ بہت زیادہ توفیقی رہ جائے گا۔ اگر یہ طرز یقہ کئی اعتبار سے ناقص اور غیب مفید ہو سکتا ہے۔ لیکن بہر حال مکمل دین فراموشی اور جہالت سے بہتر ہے۔

علم الہیہ  
مؤلف جناب عبداللہ العمدوی۔  
شائع کردہ:- مکتبہ نشاۃ ثانیہ

معتزم جاہی مارکیٹ حیدرآباد دکن۔  
صفحات ۱۱۱۔ طباعت و کتابت متوسط۔ کاغذ سفید

حسن طباعت اور تصحیح اور خوش معاشی اور پابندی وقت وغیرہ کا جتنا زیادہ اہتمام وہ منہر میں لگے اتنی ہی زیادہ صلاح دارین نصیب ہوگی۔

تفسیر کا دور بھگانا نسل بھی کافی دیدہ زیب اور نوعیت کتاب کے مطابق ہے۔ اگر ناشر نے تجارتی منفعت کے ساتھ ساتھ حسن نیت کا بھی خیال رکھا ہے تو انشاء اللہ یہ کام ان کے لیے آخرت میں بھی نافع ہوگا۔ دقت علیہما الحمد للہ۔

تقدیر کیا ہے؟  
مصنفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ۔

شائع کردہ:- مکتبہ نعیمیہ ٹولہ بند۔ صفحات ۱۱۱۔ کتابت متوسط۔ طباعت فینٹ۔ کاغذ سفید۔ تصحیح اقص۔ قیمت ۱۱۱۔ گریڈ پوسٹ دور روپے چار کے۔

کتاب کا اصل نام ہے "الاکسیر فی اثبات التقدير"۔  
"تقدیر کیا ہے؟" اس کتاب کا نام تھا جو کچھ دن ہوئے مکتبہ علی نے شائع کی تھی اور جو علامہ شبیر احمد عثمانی کی تقریریں آری کا ایک حصہ تھی۔ خدا جانے دانستہ یا نادانستہ ہی نام کیوں نہ کہ وہ کتاب کا بھی رکنہ لیا گیا۔ نیتوں کا حساب اللہ کے ہاتھ ہے۔

ہم جیسے آنکسوں اور کم علموں کا مولانا اشرف علی جی تصنیف پر کچھ لکھنا سوچ کر چراغ دکھانے کے مراد ہے۔ لاریب کہ مولانا موصوف اپنے وقت کے ایک تجربہ عالم ہا بدو ڈاڈا اور مرقدنا سید تھے آپ نے فائدہ عام کی خاطر موضوعات دینیہ پر یہ کچھ لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو نور سے بھر دے  
گھر گھر میں آپ کی تعریف اپنی افادیت کا اجالا پھیلا رہی ہیں  
"تقدیر" کا مسئلہ جس قدر باریک ہے اس کا اندازہ ہر باخبر کو ہے۔ حکیم الامت اپنی اس کتاب میں اس مسئلہ کو سلجھانے اور ذہن نشین کرانے کی سعی محمود کی ہے اور تہ آن و حدیث کے موافق کھیرے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ حضرت نے اطمینان بخش حد تک اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی ہو لیکن اگر اس میں پوری کامیابی نہیں ہوئی تو اس کی وجہ خود

صرف قرآنی اس کی انفرادیت کو تھوڑا بہت لمس ضرور کرے گا  
اب آپ ابوسلیم صاحب کا لکھا ہوا تعارف پڑھیے۔

اس کتاب میں بہت آسان زبان میں اسلام  
کے عقیدے اور دھرم کا مآبوں کے کچھ مسئلے لکھے گئے  
ہیں۔ جو لوگ ادنیٰ کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے  
وہ اس کتاب کی مدد سے اسلام کے بارے میں فخری  
باتیں جان سکتے ہیں۔ مصوبی اور دودھلے والے تمام  
مسلمانوں کے لیے یہ کتاب انشاء اللہ بڑے کام کی  
ثابت ہوگی۔

اسلام کے سارے حکموں کی بنیاد قرآن اور حدیث  
پر ہے۔ لیکن ہر آدمی کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہر  
حکم کو خود قرآن اور حدیث سے معلوم کرے۔ یہ کام  
کچھ عالم لوگوں نے کیا ہے اور لوگوں کی آسانی کے  
لیے سارے حکموں کو کھول کر بنا دینے ہیں۔ اس سلسلہ  
میں چار عالم بہت مشہور ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ۔ امام مالک رحمہ۔ امام شافعی رحمہ اور  
امام احمد بن حنبل رحمہ۔ ان سب پر اللہ کی رحمت ہو  
ان چاروں بزرگوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن  
اور حدیث سے ہی نکال کر لکھا ہے۔ مگر تم جانو جب  
الگ الگ آدمی کسی بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے  
ہیں تو ان کی باتوں میں کہیں نہ کہیں کوئی فسق ہی  
ہو جاتا ہے جو کہ ان سب بزرگوں نے جو کچھ لکھا ہے  
وہ ایسا تدریسی کے ساتھ قرآن اور حدیث ہی کو سامنے  
رکھ کر لکھا ہے۔ اس لیے سب مسلمان ان چاروں کی  
بتائی ہوئی باتوں کو سچا جانتے ہیں۔ لیکن زندگی کے  
روزمرہ کے کاموں میں ہات تو کسی ایک کی پڑی مانی  
جاتی ہے۔ اس لیے عام طور پر مسلمان ان چاروں میں  
سے کسی ایک کی بات مانتے ہیں۔

کچھ مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں قرآن اور حدیث  
جاننے والے لوگوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ ان  
چاروں میں سے کسی ایک کی بات مانیں۔ انھیں

دینی کی جلد چسپ و کش فائل چسپاں ہے۔ قیمت ایک ڈیڑھ چالیس  
اس کتاب میں دکھا یا گیا ہے کہ یورپ جس فلسفہ تاریخ  
پر آج ناز کرتا ہے اس کی تکمیل اب سے ہزاروں سال پہلے اسلام کر چکا  
ہے۔ مؤلف نے فلسفہ علم حدیث پر تحقیق و تہمت کی ہے، کتاب  
یا عقیدہ ہم کے مختصر ہے۔ لیکن تحقیقی مواد اس میں اتنا جمع کروایا گیا  
ہے کہ بہت مختصر مگر بھاری بھاری ہے۔ جن کتابوں سے  
اس کی تالیف میں مدد لی گئی ہے ان کی فہرست آخر میں درج ہے  
اور تعداد ۴۹ ہے۔ ان میں ائمہ علماء کی بڑی بڑی کتابیں شامل  
ہیں۔

یہ کتاب ایک ایسے دور میں جبکہ نام نہاد اہل فلسفہ قرآن  
حدیث کی محبت اور اہمیت و عظمت کو مختلف طریقوں سے صرف  
چیلنج بلکہ ڈانٹا مرٹ کر رہے ہیں بڑے فائدے کی چیز ہے۔ اس میں  
دلائل بڑے وزنی۔ حوالے بڑے مستند اور باتیں بڑے  
کام کی ہیں۔

مؤلف جناب محمد عبدالحی صاحب  
اسلام کی تعلیم

شائع کردہ۔ مکتبہ الحسنات رامپور

۱۰۔ پی۔

کتابت و طباعت نفیس۔ ماٹل دیدہ زیب۔ کاغذ سفید  
قسم اول۔ صفحہ ۱۰۰۔ قیمت پندرہ۔

اس کتاب کے صحیح تعارف کے لیے ہم وہ پورا "تعارف"  
نقل کیے دیتے ہیں جو کتاب کے آغاز میں چھپا ہے۔ صرف اتنا کہیں  
اپنی طرف سے کہنا ہے کہ پوری کتاب میں ہر جگہ ایک ایسا پر سکون  
و قار اور شگفتہ متانت اور چابھو اسلوب کلام ہے کہ جو مصنف  
کے ذہنی اعتدال اور فکری استقامت کا نقش دل و دماغ پر کندہ  
کر دیتا ہے۔ اسلامی معاشرے کے لیے ایسی نفیس کتابیں  
نعمت غیر مثر قریب۔ جن کی قدر اور ہمت افزائی نہ کرنا ہر سلع  
سرنے کی جیسی اور متغافل کشی ہے۔ اسی طرح کی اور بہت سی  
کتابیں میری نظر سے گزری ہیں۔ جن سے ملت کو کافی فائدہ  
پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ لیکن اس کتاب میں متداول مسائل  
روزمرہ کی باتوں کو جس پرکشش انداز میں لکھا گیا ہے اس کا حسن و  
جمال آج میرے کسی غلط حسن ظن کا نتیجہ نہیں ہے تو انشاء اللہ

خود سزاؤں اور حدیث کو سامنے رکھ کر یہ طے کر لینا چاہیے کہ ہم کیا کریں۔ یہ لوگ اہل حدیث کہلاتے ہیں ان کی بات بھی غلط نہیں ہے۔ اگر حج حج کوئی ایسا عالم ہے کہ خود قرآن اور حدیث سے ساری باتیں معلوم کر سکتا ہے تو اسے کسی خاص آدمی کے بتانے ہوئے طریقوں پر چلنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن سوچنے کے قابل بات یہی ہے کہ ایسے عالم کتنے ہوتے ہیں معمولی پڑھے لکھے مسلمانوں کو کسی نہ کسی عالم پر بھروسہ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔

یہ بات تم کو اس نے بتائی تھی کہ تم نے اس کتاب میں وہ طریقے بیان کیے ہیں جن کو حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں نے بیان کیا ہے۔ بہت سی باتوں میں تم یہ منسوگے کہ کسی دوسرے امام کے بتانے ہوئے طریقے بگاڑ گئے ہیں۔ خاص طور پر اہل حدیث لوگوں کے طریقوں میں تنگ کوئی ہی باتیں الگ دکھائی دیں گی۔

جب اس طرح کی کوئی بات تمہارے سامنے آئے تو تم اس کو کبھی غلط نہ کہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی کسی عالم نے قرآن اور حدیث کو سامنے رکھ کر ہی نکالی ہو۔ تم کو یہ اختیار ہے کہ تم کسی ایک عالم کی بات مانو۔ لیکن تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تم دوسرے کی بات کو غلط بناؤ۔ چاروں اماموں کی بات ماننے والے اور قرآن اور حدیث سے خود حکم معلوم کرنے والے اہل حدیث سب ٹھیک راستے پر ہیں ان میں کسی ایک کو ہی ٹھیک کہنا اور باقی سب کو غلط کہنا اچھا نہیں۔ نا بھو اور جھگڑا لو لوگ اس بارے میں اکثر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ تم ایسے جھگڑوں سے دور رہو۔ ابو سلیما

● مستند: ۱۔ جناب اسلام اور انسانی قانون

● مترجم: جناب عمر بن عبداللہ (ایم۔ اے عثمانیہ)

● صفحہ ۹۶۔ کتابت و طباعت معمولی۔ کاغذ سفید قیمت ۵۰  
 ● ناشر: اسلامک بک سینٹر (سید جوگ احمد آباد دکن)۔  
 اس کتاب کے مصنف کا نام دیکھنے کے بعد ایک لمحے سے جذباتی آدمی کے لیے بہت مشکل ہے کہ انیسویں صدی پر قابو پاسکے، افواہ دہنی سے بے نیاز، جغرافیائی قومیت اور وطنیت اور دنیاوی منفعت و مفاد کے پرہیزگاروں کے لیے تو اس نام میں کوئی اہمیت نہیں رہنا یہ معمول ہی تھے ہوں کہ اس نام کے ساتھ دور حاضر کی کوئی عظیم داستان کرب و بلا اور افسانہ خاک و خون وابستہ ہے۔ لیکن جو لوگ اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کسی بت کو نہیں پوجتے اور کل ہومن افواہ کی آیت مقدسہ پر نہ صرف ایمان رکھتے ہیں بلکہ اس کے مفہوم و معنی کو اپنے احساسات میں رچا ہوا پاتے ہیں اور ملک و وطن کی حد و پیر اسلام کے رشتے اور تعلق کو مقدم رکھتے ہیں اور ظلم و عدوان کی مخالف ان کے قلوب میں ایسی نفرت و بیزاری جاگزیں ہے کہ دنیا کی کوئی مصلحت اسے ٹوٹھیں کر سکتی وہ زندگی کے آخری سالوں تک نہیں بھولیں گے کہ ابھی چند دن گزرے سرزمین فرات پر ایک ہولناک ڈرامہ کھیل گیا تھا جس میں اسلام کے جان نثاروں پر وہ بہت ناک مظالم ٹوڑے گئے کہ اگر حادثہ کربلا کے غم میں سینہ پینے اور داؤد پلانے والی قوم آفت اسلام کی محبت اور درد سے بہرہ ور نہ ہوتی تو ایک نیا عشر ما تم ریشیوں اسپرٹ ٹوٹ پڑتا۔ وہ فرط الم سے دیوانی ہو جاتی۔ لیکن واہ سے اسلام کے عاشق اور حضرت حسین کے عزادار و شہادتی نژاد کتب احساس اور رافت قلبی بھی خوب ہی مہار کیا اسکے قابل ہے! تمہارا اسلام بھی خوب ہے۔ شہادتی ہر داغ و خرابی خوب ہے۔

ہزار ہزار سلام اپنے ان شہیدوں کو جنہیں کسی فرعون یا ابول نے شہید نہیں کیا۔ بلکہ جن کی شہادت کا کار نامہ ایک مرد مسلمان نے انجام دیا ہے۔ اور حج "نہر سوئے" کے سہارے ہی مرد مسلمان بعض علمائے حقہ کے نزدیک "مجاہد" اور "فی الدین" اور "سیرت" بن گیا ہے۔

عبدالقادر عودہ رحمۃ اللہ علیہ نے پچاسی کے تختے پر وہی اشعار پڑھے جو صحابی جلیل حضرت غیب رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت پڑھے تھے۔

مجھے اس کی بردہ نہیں میں کہاں مردہ ہوں اور

اور کس پہلو میری جان مار رہی ہے۔ مجھے یہی بات  
فخس رکھ سکتی ہے کہ میں عومن کی موت مر رہا ہوں۔  
الف الف سلام علی الشہداء والصلحین۔

عبد القادر عودہ شہید کے مقام علمی اور تبحر دینی کا حال  
کچھ ان سے پوچھنے جنہوں نے ان کی تحریریں سے خصوصاً انکی بینظیر  
تصنیف "التشویح الجنائی الاسلامی" پڑھی ہے۔ آج کے  
دور میں اسلام کی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت کا واحد طریقہ اگر  
کوئی ہے تو صرف یہی ہے کہ ایک طرف مسلمان اپنے جملہ اعمال انسانی  
کو شریعت کے سانچے میں ڈھالیں اور دوسری طرف دنیا کے رنگ  
برنگے نظریات اور نظام ہائے حیات پر بھر پور تنقید کرنے کے بعد  
اسلام کے اصول و احکام کی خوبی اور برتری و دلائل و ثبوت ہر  
ثابت کریں۔ آج کشف و کرامت کی داستانیں بیان کرنے کا دور  
نہیں۔ آج مافوق العادت کوششوں سے ظلم سائنس کی فنکاریوں  
پہچھے نہیں دیکھنا ہر امکان۔ آج باعید الطبیعیات اور لٹائف غیبی پر  
کلامی بحثیں اور مناظرے بھی مفید نہیں۔ بلکہ آج صرف اور صرف  
یہی طریقہ مفید و کارآمد ہو سکتا ہے کہ علمائے دین و شریعت عالمی  
مذاہب و نظام ہائے زندگی کے فکری اسلحہ خانے کے مقابلے میں اسلامی  
معقولات و اصول کا منکری اسلحہ خانہ لائیں اور معیشت و معاش  
مدینیت و سیاسیات، اقتصاد و حرفت اور صنعت و تجارت ہر شعبہ  
زندگی میں اسلامی نظریات و اصول کی برتری و بہتری ثابت  
کریں۔

یہی طریقہ عبدالقادر عودہ شہید نے اختیار کیا۔ آپ آج کی  
وطن کے تقریباً تمام قابل ذکر دستوروں اور قانونوں کے بہت بڑے  
واقف کار تھے اور اسلامی قانون میں تو آپ کی مہارت و واقفیت  
کا یہ عالم تھا کہ آپ کی مذکورہ الصدر کتاب "التشویح الجنائی الاسلامی"  
کا پہلا حصہ تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے اور دوقانوناً جو تراجم اسکے  
بعض حصے کے آتے رہتے ہیں ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ  
اس شخص نے کس وسیع النظری اور مضبوطی کے ساتھ اسلامی قانون  
کے خلاف جانے والے باطل قوانین کی دجیاں اڑائی ہیں۔ اور  
کس فراست و ایمانی کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام نہ صرف ایک  
منظم و مکمل دستور اپنے پاس رکھتا ہے بلکہ تنہا ہی وہ دستور ہے

جس کے مکمل اور جامع نفاذ سے عدل و انصاف اور امن و سلامتی  
کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں

اللہ عہدنا لقاؤد کی قبر کو نور سے بھر دے۔ اولاد سے پھانسی  
چڑھانے والوں کو ٹھیک دہی اجردے جس کے وہ سختی ہیں۔ انکی  
یہ ذرہ بھرہ تعزیت ایک فقہر سادہ ہے اس میں انہوں نے مختصراً  
ان احکام شریعت کو بیان کیا ہے جن کا جاننا ایک تعلیم یافتہ کے  
سینے فردری ہے اور بہت سے جاہلوں کے ان انسوسناں عروں  
کی قلبی کھولی ہے جو وہ شریعت حقہ کے خلاف کرتے ہیں۔ بلاشبہ  
یہ فقہر سادہ شہید مصنف کے فکر و ذہن اور علم فہم کی صاحبیت و جلال  
کا بہت اچھا تعارف ہے اور اس میں قرآن و حدیث کے جہاں کتاب  
موتی بڑے سلیقہ سے رشتہ معانی میں پر وئے گئے ہیں۔

کاش ناشر صاحب ایسی تمہیل یا نشان کتاب کی کتابت پر  
زیادہ توجہ فرمائے۔ چھپائی اگرچہ غنیمت ہو گئی ہے لیکن کتابت کے  
گنٹیاں بننے کتاب کا مصوری حسن مخرج کر دیا ہے۔

مجھ، عاصمی و غامطی کی طرف سے جزا و جزا اسلام پہنچے ان خرم و  
معزز مومنین کو جن کے لیے اللہ جل شانہ اپنی کتاب میں فرمایا ہے  
کہ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ بِاللَّهِ جَهْلًا كَمَا تَقُولُونَ﴾  
ولکن لا تفسرہم اذ ذلک ان لوگوں کو مردہ مت کہو جو اللہ کی راہ میں قتل  
کر رہے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے

پھر ان کے ارشاد چوتھے ہے۔

اُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ  
وَهُمْ فِيهَا مُخَلَّدُونَ  
یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے عذابی  
کا عذاب ہے اور ان میں سے ہر ایک کی حالت و واقعات پر  
عذابت یافتہ ہیں۔

**حیات شیخ الاسلام** | یہ کتاب علامہ شبیر احمد عثمانی  
اشتمل ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

**اسلام اور انسانی قانون** | علامہ عبدالقادر عودہ شہید  
کی لاجواب تصنیف کا  
اردو ترجمہ، جس میں فقہ اسلامی کے متعلق بے تطیر  
گفتگو ہے۔ قیمت ۵ روپے۔

# ایک اہم دینی خدمت

انکار حدیث مسلمانوں کو اسلام اور اسلامی شہادت پر گشتہ کرنے سے کا ایک منصوبہ ہے۔  
لیکن منصوبہ سازوں میں اتنی اخلاقی جسرات نہیں کہ وہ بے نقاب ہو کر مسلمانوں کے سامنے آئیں۔  
اس لیے قرآنی دعوت کی نقاب اڑھ کر مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی جڑیں کھوکھلی کر دینا چاہتے ہیں۔  
تا کہ مسلم معاشرہ مغربی فلسفہ و تہذیب کا گہوارہ بن سکے۔

## ماہنامہ "مقام رسالت" کراچی

اس فتنہ کی مداخلت اور سادہ لوح و سبے خیر مسلمانوں پر حقیقت حال واضح کرنے کی خاطر اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

سالانہ چار روپے فی پرچہ چھ آنے  
نمونہ کے لیے پرچہ مفت طلب کیا جا سکتا ہے

پتہ:- ماہنامہ مقام رسالت - ۱۳۲ برٹن بورڈ کراچی ۷ (پاکستان)

کوثر صاحب کیساتھ میرا معاملہ کچھ افسوس کا ہے۔ میں ان کے شعروں میں اکثر اپنے دل کی صدائیں سنتا ہوں اور کبھی کبھی تو ان کا کلام  
سن کر میرا دل چاہتا ہے کہ کاش میں شاعر ہوتا اور اس قسم کے شعر کہہ سکتا۔..... (دین حسن اسلامی)

زیرِ گل ← کوثر نیازی کا پہلا مجموعہ کلام۔

زندگی سے بالا مال منکر۔  
حقیقت کی ترجمانی کرتا ہوا تخیل۔  
متحرک شعریت۔  
باقتصد فن۔  
نظریہ اسلامی سے فیض یافتہ دوق نگاہ

حسین سہروردی ————— دار و نشر کتابت و طباعت ————— مضمون ۱ جلد ————— قیمت دو روپے چار آنے

مکتبہ ————— تعمیر انسانیت ————— لاہور







**KEEPING BALANCE DURING PREGNANCY**

# سنکارا

تمام خاندان کیلئے ایک ٹانک  
قیمت بڑی بوتل ۷ روپے۔ اوتھا ۳ روپے ۱۲

ہمدرد دواخانہ، دہلی (وقف)

● حاملہ کو یہ نہ بھولنا چاہئے۔ کہ اُسے دو  
زندگیوں کی پرورش کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے  
اس کی خوراک غذائیت سے پُر ہوونی چاہئے۔  
آجکل ناکافی غذائیت کی خرابی عام ہے  
سنکارا اس خرابی کو دور کرتا ہے اور دورانِ  
حمل میں خوراک کی کمی کو پورا کرنے کے علاوہ  
جسم کو توانا اور صحت مند رکھتا ہے۔  
سنکارا ہر موسم میں استعمال  
کیا جاسکتا ہے۔

**Hamdard**  
DARU-LI-KHANA

# رُوعْنِ اِکْسِیرِ دِمَاغِ

ایک مستند طبی نسخے کے ذریعے دوا سازی کے ترقی یافتہ اصولوں کے مطابق نہایت مفید سے تیار کیا گیا ہے۔ صحت بخش غذاؤں کے مفقود ہوجانے کی وجہ سے جو دماغی امراض عام پے جاتے ہیں ان کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ بالوں کو مضبوط کرتا اور سیاہی کو قائم رکھتا ہے۔ رے خوابی کا دشمن، میٹھی نیند لاتا ہے۔ بالوں کا جھڑنا روک کر ان کی پیداوار بڑھاتا ہے۔ ہر میں استعمال ہو سکتا ہے۔ دیر تک رکھنے سے خراب نہیں ہوتا۔ تجربہ کرنے پر انشاء اللہ آپ صداقت کو تسلیم کریں گے۔ مزید اطمینان کیلئے مندرجہ ذیل تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔

جناب محترم مولانا سید احمد صاحب  
اکبر آبادی ایم۔ اے۔ پرنسپل مدرسہ عالیہ  
کلکتہ۔

میں نے اس روعن اکسیر دماغ کا استعمال کیا تو مجھے کسی  
قسم کے زکام کی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ اور صرف  
آسانی نہیں بلکہ میں نے محسوس کیا کہ میری دماغ میں ترو  
تازگی کیسا تھوڑا طاقت بھی پیدا ہو رہی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب  
ارشاد گرامی  
جس شخص کو انداز کا یہ روعن اکسیر دماغ ہے  
کم از کم اس سے استعمال میں اس سے  
بہتر اور کوئی نہیں آیا

رسی محمد طیب صاحب  
متم دارالعلوم دیوبند  
میں سے چند سادات پیشہ سب سے لئے کاغذ  
شوار تھا اور مالش کی چند ساعت  
برعکس نظر آیا۔ دماغ کام کرنے والوں کے  
اس لیے عام مرد و بچہ قوی دماغ تیلوں سے  
بہت زیادہ بہتر اور سود مند ہوگا۔

اس کے علاوہ بھی اور بہت سی تعریفی تحریریں موجود ہیں۔ قیمت فی بوتلی ۱۰ روپے  
تھوک خریدنے والے خط و کتابت سے معاملہ طے کریں

طبی مذاق حضرت  
حفظ علی صاحب مدظلہ  
روعن اکسیر دماغ استعمال  
میں آیا۔ اصول طبی کے پیش  
نظر بنایا گیا ہے اور اس کے  
اجز بہت مفید ہیں۔



مولانا الحاج  
الرحمن صاحب  
مدظلہ العالی  
اعلیٰ دماغ بلا شہد  
دماغی قوت و فرحت کے  
لئے اکسیر ہے۔

صرف حالت مرض ہی میں  
نہیں صحت میں بھی روزانہ  
استعمال بخیر۔ جو ہر ذمہ دار  
دانتوں کو چمک و زلفاقت  
عطا کرتا ہے۔

ایک قیسی نسخے سے بنا ہوا ایوباب منجن

جو ہر کاہن

اگر دائرہ یادداشت بخیر  
ہیں تو معدہ یقیناً  
مرضیں ہو جائے گا اور  
معدہ مرضی ہو تو صحت  
کی بربادی یقینی ہے۔

جس طرح دار الفیض رحمانی کے سرمد ڈسٹرن جف نے اپنے نمایاں فائدوں کے باعث مقبولیت حاصل کی اسی طرح  
"جوہر ذمہ دار" بھی مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اس کا استعمال کرنیوالوں کی اکثریت کی طرف سے برابر تعریفی خطوط آتے  
ہیں۔ فوائد حسب ذیل ہیں:-

● پائوریہ کے جراثیم کو مارتا اور مرض کو جڑ سے اکھیرتا ہے۔

● دائرہ یادداشتوں کے سخت و درد کو فوری تسکین دیکر نزلہ کا پانی نکالتا اور درد پیدا کرنیوالے اس کا ختم کرتے ہے۔

● روزانہ اس کا استعمال ان لوگوں کیلئے بھی ضروری ہے جن کے منہ میں کوئی مرض نہیں۔ کیونکہ یہ مرض پیدا کرنے

فلے مادوں کو جمع ہونے سے روکتا اور مرض کے جراثیم کو ہلاک کرتا ہے۔

● دانتوں میں پاکیزہ چمک اور خوشنما پیدا کرتا ہے۔ اس کے استعمال کرنیوالوں کے دانتوں میں کبھی نہیں لگتا۔

● منہ کی بدبو اور میک کو ختم کرتا ہے۔ ● ٹھنڈے پانی یا گرم چیزوں کو دانتوں میں لگنے نہیں دیتا۔

یاد رکھئے۔ ہم نے اسکی دو قسمیں کر دی ہیں۔ نمبر ایک۔ جو کسی مرض کی موجودگی میں استعمال کرنی چاہئے۔

نمبر دو۔ جو اچھی حالت میں عام استعمال کیلئے ہے۔ چیز دو نوں ایک ہی ہیں۔ صرف ذائقہ کا فرق ہے۔ روزانہ معمولاً استعمال

کرنیوالوں کیلئے ذائقہ کو کافی گو اور ابنا دیا گیا ہے۔ طلب کرتی وقت نمبر ایک یا نمبر دو ضرور لکھئے۔ دونوں کی قیمت میں کوئی

فرق نہیں۔ چار تولہ کا سپلنگ دس آنے ۱۰

نوٹ۔ ہمیں پر ڈاک خرچہ بھرا ہے۔ اگر سرمد درجہ اول میں ایک ساتھ منگائیں تب بھی یہی ڈاک خرچہ ہوگا۔ دونوں ایک ساتھ منگائیں کفایت ہے۔

دار الفیض رحمانی۔ دیوبند (پنجاب)

**DARULFAIZ**  
**RAHMANI. DEOBAND. U.P.**

پاکستان کتب و شیح سلیم اللہ صاحب مدنی ۲/۵

دائیم آباد، کراچی،  
اس پر قیمت دس ڈاک خرچہ میسر ہو سکتی ہے۔  
فریشتہ، یہاں سے ال روڈ لکھنا چاہئے گا۔